تاریخ جنت البقیع

جسٹس حسن رضا غدیری

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

اپنے موضوع پر
سب سے پہلی مستند کتاب

تاریخ
جنت البقیع

تالیف

جسٹس علامہ حسن رضا غدیری

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

نام کتاب .... تاریخ جنت البقیع

مولف .... جسٹس علامہ حسن رضا غدیری

کمپوزنگ .... ادارہ منہاج الصالحین لاہور فون : 5425372

تعداد 1100

ہدیہ .... 100 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین جناح ٹاؤن ، ٹھوکر نیاز بیگ ، لاہور

Composite

انتساب

ان کے نام

جن کی قبریں

ہر زندہ دل میں ہیں

اھداء

ان کے لیے

جو تاریخ کی جنت میں

بقیع والوں کی قبریں ڈھونڈ رہے ہیں

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	عرض ناشر	11
2	حرف اول	14
3	تاریخ کیا ہے	18
4	یہ جنت البقیع ہے	24
5	جنت البقیع :وجہ تسمیہ	29
6	جنت البقیع کی تاریخی اہمیت	34
7	بقیع کے بارے میں حضرت پیغمبر اسلام کے ارشادات	35
8	مورخین کیا کہتے ہیں	39
9	حضرت عائشہ کی روایت	42
10	حضرت ابن عباس کی روایت	44
11	سب سے پہلے دفن ہونے والے صحابی	45
12	تعمیر قبر : سنت رسول	46
13	سنت رسول کی ہتک حرمت	46
14	صحابہ کرام کا رد عمل	47
15	فرزند رسول کی رحلت	47
16	عام مسلمانوں کی تدفین	47
17	آنحضرت کا بقیع میں تشریف لانا	48
18	جنت البقیع کی توسیع	49
19	اصحاب کی قبریں	49
20	اہل بیت کی قبور مبارکہ	49

21	حضرت امام حسن علیہ السلام	50
22	حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	51
23	حضرت امام محمد باقر علیہ السلام	53
24	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	53
25	ازواج النبی کی قبور مبارکہ	53
26	آنحضرت کے متعلقین کی قبور	55
27	حضرت حلیمہ سعدیہ کی قبر	55
28	حضرت ام البنین فاطمہ کی قبر	55
29	حضرت عاتکہ عمۃ الرسول کی قبر	56
30	حضرت عقیل بن ابی طالب کی قبر	56
31	جناب عبداللہ بن جعفر کی قبر	56
32	پروردگان آغوش رسالت کی قبریں	57
33	ازواج النبی کے اسمائے گرامی جن کی قبور بقیع میں ہیں	57
34	شہدائے احد کی قبریں	57
35	حضرت اسماعیل بن جعفر صادق کی قبر	59
36	مالک بن انس اور شیخ القراء نافعؒ کی قبریں	59
37	مزارات مقدسہ	61
38	انہدام جنت البقیع کے نظریاتی عوامل	66
39	تاریخ پر ایک نظر	69
40	دیگر مقامات کا انہدام	71
41	تاریخ نے رخ بدلا	72
42	دوسری مرتبہ مقامات مقدسہ کا انہدام	73
43	یوم انہدام جنت البقیع	75
44	دوسری اسلامی یادگاروں کا انہدام	76

45	بیت الاحزان	77
46	جنت البقیع کا احاطہ	84
47	قبور کی ترتیب	86
48	شہدائے احد کے بارے میں	87
49	قبور کی ترتیب کا عمومی جائزہ	93
50	موجودہ حالت	101
51	مزارات کی تعمیر نو کا مطالبہ	103
52	تاریخی نقطہ نظر	104
53	انسانی حوالہ سے	106
54	اجتماعی و معاشرتی فوائد	108
55	اسلامی و شرعی حیثیت	110
56	جنت البقیع میں مدفون بعض شخصیات کا تعارف	115
57	حضرت عباسؓ بن عبد المطلب	117
58	جناب ابراہیم بن رسول اللہ	120
59	حضرت فاطمہ بنت اسد	124
60	جناب عقیل بن ابی طالب	126
61	جناب عبداللہ بن جعفر طیار	129
62	جناب اسمٰعیل بن جعفر صادق	133
63	جناب محمد بن حنفیہ	135
64	حضرت صفیہ بنت عبد المطلب	136
65	حضرت عاتکہ بنت عبد المطلب	138
66	حضرت عثمان بن مظعون	140
67	جناب سعد بن زرارہ	142
68	جناب سعد بن معاذ	143

69	جناب ابو سعید خدری	145
70	جن شخصیات کی قبور بقیع میں تھیں	148
71	دعاوزیارات	154
72	زیارت حضرت فاطمہ الزہراء	158
73	آئمہ اطہار کی زیارت	163
74	زیارت ابراہیم بن رسول اللہ	168
75	زیارت حضرت فاطمہ بنت اسد	175
76	زیارت حضرت حلیمہ سعدیہ	180
77	زیارت حضرت ام البنین	183
78	زیارت حضرت صفیہ وعاتکہ	184
79	زیارت جناب حضرت عباس بن عبد المطلب	186
80	زیارت حضرت عقیل وعبد اللہ بن جعفر	188
81	زیارت جناب اسمٰعیل بن جعفر	190
82	زیارت شہدائے احد	194
83	کتابیات	199

عرض ناشر

زیر نظر کتاب میں ''تاریخ جنت البقیع'' کے موضوع پر بحث و تمحیث کی گئی ہے۔ یہ کتاب تاریخ کے جھروکوں سے ترتیب دی گئی ہے، جنت البقیع کی تاریخ میں جھانکنے والوں کے لیے مینارہ نور ثابت ہوگی۔ کیونکہ اس میں جامعیت کے ساتھ مزارات مقدسہ کی نشاندہی کی گئی ہے، کہ کون سا روضہ مبارک کہاں، کس جگہ اور کس تزئین و آرائش کے ساتھ واقع تھا۔ آل سعود نے کس نظریہ باطلہ کی آڑ میں آثار آئمہ علیہم السلام، اصحاب رسول رضوان اللہ تعالیٰ علیہم، امہات المومنین اور مومنین صالحین کی قبروں کو کیوں اور کس لیے بلڈوز کیا؟ آل سعود نے افکار و آثار اہل بیت علیہم السلام کو مٹانے کے لیے کس کس تاریخ پر شب خون مارا؟ ان تمام موضوعات پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد جنت البقیع کے مشہور قبرستان کی تصویر آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتی ہے۔ اور یہ واضح ہوتا ہے آج اور کل کے جنت البقیع میں کیا فرق ہے؟

حجتہ الاسلام والمسلمین علامہ جسٹس حسن رضا غدیری مدظلہ العالی عالم اسلام کے عظیم روحانی رہنما ہیں جو کثیر المطالعہ اور باعمل کردار و شخصیت کے مالک

ہیں- اسلام شناسی میں ید طولیٰ رکھتے ہیں' وہ ایک ہی وقت میں معلم' مبلغ' مدرس' محقق' اور مصنف ہیں- جن میں ہر کمال بدرجہ اتم موجود ہے- دیار غیر میں رہ کر اسلام کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں- تبھی تو تاریخ جنت البقیع لکھ کر محفوظ کیا ہے- اور مسلمانان عالم کو آل سعود کی کاروائیوں سے آگاہ کیا ہے- علامہ غدیری نے بڑی عرق ریزی اور عجلت کے ساتھ خاندان آل اطہار علیہم السلام کے آثار و افکار کو سپرد قرطاس و قلم کیا ہے- جس سے نہ صرف متلاشیان تاریخ جنت البقیع استفادہ کریں گے بلکہ علماء' فضلا اور ریسرچ سکالرز بھی مستفید ہوں گے----- علامہ موصوف نے مناظراتی رنگ کی بجائے محققانہ اور تاریخی انداز اپنایا ہے جو عقلی اور منطقی اقدارا ور تقاضوں کے عین مطابق ہے-

اس تاریخی قبرستان میں جگر گوشہ رسول ؑ بھی محو استراحت ہیں- کہ جس خاتون جنت کی تعظیم و تکریم کے لیے رسالت ایستادہ ہو جاتی تھی---- جس کی شان رفیعہ میں سرور کائنات ؐ نے فرمایا تھا کہ=

"اَلْفَاطِمَۃُ بَضْعَۃُ مِنِّیٓ مَنْ اَحَبَّھَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَھَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ"

فاطمہ ؑ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے راضی و خوشنود کیا اس نے مجھے راضی و خوشنود کیا' جس نے اسے ناراض کیا' اس نے مجھے ناراض کیا"

لیکن یہ کائنات عالم کی وہ مظلومہ بی بی ہیں کہ جن پر ظلم پر ظلم ہوتا رہا کہ جنہیں شہادت کے بعد بھی آرام سے رہنے نہ دیا گیا' کہ آپ ؑ کے روضہ اطہر کو مسمار کیا گیا- اور جان بوجھ کر رسول زادی ؑ کے نشانات کو مٹا دیا گیا' تاکہ ایمان والوں کی

رغبت و مودت اس بی بی کے ساتھ نہ ہو سکے- اور پھر آپ کے چار معصوم امام فرزندوں کے روضہ ہائے مقدسہ کو بڑی بے دردی سے زمین بوس کر دیا' مرحوم شورش کاشمیری نے کیا خوب کہا تھا!

سوئے ہوئے ماں کی لحد ہی کے آس پاس
پور خلیل سبط پیمبر ؐ علی ؑ کے لال

خاندان رسالت ؑ کی ان عظیم ہستیوں کے روضوں پر کوئی بڑی بڑی بلڈنگیں اور عمارات نہیں ہیں' بلکہ چند پتھر پڑے ہوئے ہیں' جن کو مومن ڈھونڈ کر نالہ و فریاد کرتے ہیں- اور اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں- ہماری دعا ہے کہ علامہ غدیری اور ان کے دوسرے تمام رفقاء کہ جنہوں نے اس کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے حصہ لیا' پروردگار عالم ان سب کی اس سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے- اور سیدہ زہراء علیہا السلام ان کو اجر جزیل عطاء فرمائیں-

والسلام

ریاض حسین جعفری

سرپرست ادارہ منہاج الصالحین' لاہور

حرف اول

اسلامی یادگاروں کے تحفظ کی اہمیت

ہر وہ چیز جس سے اسلام کی عظمت و شوکت اور اس کی مقدس تعلیمات کی کسی بھی حوالے سے تبلیغ ممکن ہو' وہ مستحسن ہے۔ کیونکہ مقصد' خدائی پیغامات' احکامات اور ارشادات و ہدایات کو زندہ رکھنا ہے۔ لہٰذا تاریخی یادگاریں بھی اسی حوالے سے نہایت اہمیت کی حامل ہیں اور ان کا تحفظ' اس پاکیزہ و اعلیٰ مقصد کے پیش نظر ضروری اور پسندیدہ عمل ہے تاکہ ان کے ذریعے تبلیغ احکام خداوندی اور ترویج دین الٰہی ہو سکے۔

بزرگان دین و رہبران امت و صالح مومنین و مجاہدین و شہدائے اسلام کی قبور و مزارات درحقیقت اسلامی یادگاریں ہیں جن پر حاضری دے کر اللہ تعالیٰ کی یاد دلوں میں تازہ ہوتی ہے۔ اعلیٰ و بلند صفات اور پاکیزہ اخلاق اپنانے کا جذبہ فروغ پاتا ہے۔ دنیا کی فنا پذیری مجسم صورت میں سامنے آ جاتی ہے۔ آخرت سنوارنے کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ مزارات پر دعا مانگنے سے خدا کی توجہ اور عاجزی و بندگی کی توجہ

پیدا ہو جاتی ہے۔ اپنے محتاج ہونے اور خدا کے قادر و بے نیاز ہونے کا عملی یقین زندہ ہو جاتا ہے اور دعا مانگنے کے خدائی حکم کی تعمیل بھی ہو جاتی ہے کہ اسے خدا نے عبادت اور اس سے منہ موڑنے کو تکبر اور خدا سے بے نیازی کا اظہار قرار دیا ہے۔

مزارات و قبور اور مقامات مقدسہ پر جاکر تلاوت قرآن پاک کرنے سے اصل تلاوت کا ثواب اور قرآنی معارف کی طرف توجہ کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔ آیات الٰہی زبان پر لاکر خدا کی عنایات و توفیق کے حصول کا استحقاق پیدا ہوتا ہے کہ تلاوت کرنے والا محبوب خدا قرار پاتا ہے اور خدا ایسے اعمال صالحہ کی توفیق اور مقاصد و مطلوب کے حصول میں کامیابی عطا فرماتا ہے۔

اسلامی یادگاروں کا تحفظ' مذکورہ بالا فوائد حاصل ہونے کی وجہ سے شعائر اللہ کی تعظیم کہلاتا ہے۔ کہ جس کے بارے میں خداوند عالم نے فرمایا "و من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب" کہ جو شخص شعائر الٰہی کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ کا سبب ہے'۔ (القرآن)

تعظیم سے مراد ان کا احترام' ان کی پاسداری و تحفظ اور ان سے روحانی استفادہ کرنے کے مواقع فراہم کرنا ہے۔

تعمیر قبور و مزارات مذکورہ اہداف و اغراض کی تکمیل کے سلسلے میں موثر کردار ادا کرتی ہے' اسے قبر پرستی کہنا ناانصافی ہے کیونکہ پرستش' خدا کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ تو خدا پرستی کا ذریعے ہے اور اس ذریعہ سے خدا کے صالح بندوں کے عظیم کارنامے و شخصیت کی یاد تازہ ہوتی ہے' جس سے ان کی راہ اپناتے ہوئے خداوند عالم کی عبادت و پرستش کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اسلامی یادگاروں کے ذریعے اسلام کی تاریخ تازہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جن بزرگوں کی قبور و مزارات پر حاضری دی جاتی ہے ان کی زندگی کا مطالعہ اور ان کے دور کی تاریخ پر نگاہ کرنے سے صدر اسلام کے حالات و واقعات سے آگاہی حاصل ہو جاتی ہے۔ کفار و مشرکین کی اسلام دشمنی کے مقابلے میں اہل اسلام اور ارباب تقویٰ نے جس طرح استقامت و ایثار کا ثبوت دیا' اس کا علم ہو جاتا ہے اور بزرگان دین کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اسلامی یادگاروں کا تحفظ اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ ان کے قیام کو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود عمل کرکے اہمیت دی اور قبور اصحاب و شہداء پر تشریف لا کر ان کے تحفظ کا عملی ثبوت فراہم فرمایا۔ لہٰذا اس کی اہمیت کسی بحث و بیان کی محتاج نہیں۔

جنت البقیع کا مختصر تاریخی تعارف پیش کرنے کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس اسلامی یادگار کے تحفظ کی اہمیت واضح ہو جائے۔ اس کی بابت چند پہلوؤں سے معلومات میسر آ جائیں۔ اس کے متعلق حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل مبارک کی روشنی میں اس میں جا کر دعا کرنے کی استحبابی حیثیت سے آگاہی حاصل ہو' کیونکہ تاریخ کے کسی بھی حوالے کو زندہ رکھنا زندہ قوموں کی علامت ہے۔

جنت البقیع کے بارے میں چونکہ اردو زبان میں کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گزری' اس لیے میں نے عجلت میں جو کچھ ممکن ہو سکا' مرتب کر دیا ہے تاہم اس سلسلے میں اگر کہیں حوالہ جات یا تاریخی مطالب میں کمی بیشی رہ گئی ہو تو قارئین

سے نشاندہی کی توقع کرتا ہوں اور شکر گزار ہوں گا۔

میری خواہش ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی تواریخ بھی کسی حوالے ونسبت سے کچھ لکھوں تو اس مقصد کے لیے خداوند قدوس جل شانہ' سے توفیق کا طلب گار ہوں۔

یہ کتاب ایک تاریخی دستاویز ہے جس کا کسی نظریہ کے اثبات یا نفی سے کوئی تعلق نہیں۔

حسن رضا غدیری

تاریخ کیا ہے؟

تاریخ واقعات کا خزانہ' حالات کا آشیانہ' محبتوں کا قصیدہ' نفرتوں کا نوحہ' چاہتوں کی تصویر' راحتوں کی تفسیر اور ناراحتوں کی زنجیر' خواہشوں کا عکس' کاوشوں کا رقص' اچھائیوں کا اعلان' برائیوں کا بیان' سب کچھ بتانے والی' کچھ نہ چھپانے والی' عدل کی نشانی' ظلم کی کہانی' ماضی کا قصہ' حال کا حصہ' حقیقتوں کی ترجمان' مجازوں کا تبیان' ہر شے کی داستان' بے زبان مگر سب کی زبان' بے نشان مگر سب کا نشان' گمنام مگر سب کا نام' خاموش خطیب' بولتا ادیب' بہار میں خزاں' خزاں میں بہار' خوشیوں کی کتاب' دکھوں کا نصاب' آشفتہ افکار' نوشتہ دیوار' سب کچھ کہنے والی' چپ نہ رہنے والی' بھیدوں کو ظاہر کرنے والی' کبھی کسی سے نہ ڈرنے والی' سب کی پسند' سب کی ناپسند' سچ بولنے والی اور راز کھولنے والی۔

یہ ہے تاریخ! اس میں سب کچھ ہے' آدم سے لے کر بنی آدم تک سب کے اقوال' افعال و اعمال کا ذخیرہ کئے ہوئے ہے کسی سے نہیں ڈرتی اور کبھی نہیں مرتی!

تاریخ' ابو البشر کے بیٹوں کی لڑائی آنے والی نسلوں کو بتا رہی ہے کہ نبیوں

کی امتوں نے اپنے رہبروں کے ساتھ کیا سلوک کیا' اس کی لحہ بہ لمحہ تصویر دکھاتی رہتی ہے۔ وہ بھی صرف اس لیے کہ امانت دار ہے۔ خیانت کرنا اسے آتا ہی نہیں' اس کے ساتھ خیانت ہو تو سب کو اپنا حال بتا دیتی ہے مگر چپکے چپکے!

مگر کس قدر بے سمجھ ہیں افراد' بشر کہ اس سے بھی عبرت حاصل نہیں کرتے' اس سے بھی نہیں ڈرتے' اس پر بھی اپنا اثر قائم کرنا چاہتے ہیں' اسے بھی اپنی مرضی کے مطابق چلانا چاہتے ہیں' تاریخ پھر بھی صبر کرتی رہتی ہے' خاموشی سے سب ظلم سہتی رہتی ہے' کچھ نہیں بولتی اور جب بولتی ہے تو سب راز کھولتی ہے۔ ہر دور میں اسی طلب' تمنا و تلاش میں رہتی ہے کہ چشم بینا مل جائے جسے ہر تصور دکھا سکے' فکر سلیم مل جائے جسے سب کچھ سمجھا سکے۔ علم کے زیور سے آراستہ امانت شعار انسان کو ڈھونڈتی رہتی ہے' تاکہ اسے اپنی دولت سپرد کر دے کہ وہ خیانت نہیں کرے گا' فہم و ادراک کی دولت سے بہرہ مند شخص کو پکارتی ہے تاکہ اپنا سرمایہ معرفت بھی اس کے خزانہ شعور کے سپرد کر دے کہ وہ اسے محفوظ کرلے گا۔

تاریخ کی پیشانی پر ثبت حقیقتیں ہمیشہ اپنے نور کی زکوٰۃ اس کا استحقاق رکھنے والوں میں بانٹتی رہتی ہیں۔

تاریخ کا دامن اس قدر صاف و پاکیزہ ہے کہ اسے گندہ و ناپاک کرنے کا عمل ایک وقت میں اپنی موت آپ مرجاتا ہے۔

تاریخ سلطانوں کے دبدبے سے مرعوب نہیں ہوتی بلکہ ان کے درباروں میں ہونے والی ہر گفتگو اور ہر حرکت کو پورے طور پر ریکارڈ کرلیتی ہے اور جب کوئی گوش شنوا ملتا ہے تو اس کے معمولی سے اشارے پر اسے سب کچھ سنا دیتی ہے۔

تاریخ آمروں کی دہشت گردی سے وحشت زدہ نہیں ہوتی بلکہ ان کے ایوانوں کے اندر کی کہانی سے من و عن سب کو آگاہ کرتی ہے تاکہ ان سے محبت کرنے والوں کو اپنے انجام کی خبر ہو جائے اور ان کے چرنوں میں بیٹھ کر انسانیت کا خون کرنے والوں کے مکروہ چہرے بے نقاب ہو سکیں'

تاریخ کرداروں کی تعمیر میں مصروف' با کرداروں کی قصیدہ خواں ہے۔ مگر بد کرداروں کی بدکاریوں کو برملا کہنے والوں کی بھرپور مددگار بھی ہے' کوئی کردار ساز ہو یا کردار سوز تاریخ اس کی گفتار و رفتار کے ہر انداز کی تصویر بنا کر خود اسے بھی دکھاتی ہے اور اسے بھی جو اس کے مشاہدے کا خواستگار ہو۔

تاریخ کا کام لوگوں کے قول و فعل کو قبضہ میں لے کر بوقت ضرورت اس سے استفادہ کرنے والے امین ہاتھوں کے سپرد کرنا ہے۔ اسے کسی کی نیت و ارادہ سے ہرگز سروکار نہیں ہوتا' اس لیے کسی کا نظریہ یا دل و دماغ کے پردوں میں چھپا ہوا خیال تاریخ کی عملداری کا راستہ نہیں روک سکتا۔

تاریخ پر ہر وقت شباب ہوتا ہے' اسے بڑھاپے کی بیماری لاحق نہیں ہوتی۔ اسی لیے اس کی تازگی سے لطف اندوز ہونے والے جواں فکر افراد اس کے بڑھاپے کی جمالیاتی کشش کا شکار ہونے میں زیادہ خوشی محسوس کرتے ہیں کیونکہ اس طرح انہیں "بہت کچھ" مل جاتا ہے۔

"صدیوں پرانی تاریخ" کا لفظ کس قدر پرانا ہے کہ اس کی تاریخ بھی صدیوں پرانی ہے اور تجدد کے قائل پرانے لوگ اب تک اس کی تاریخ سے وابستہ ہیں اور صدیوں سے اس کی محبت میں گرفتار ہیں۔

میں نے ہمیشہ تاریخ کو سراہا ہے' شاباش دی ہے اور احترام کیا ہے کیونکہ اس نے مجھے "بہت کچھ" دیا ہے' نوازا ہے اور بخشا ہے' میں دل سے اس کی عزت کرتا ہوں کہ اس نے مجھے معلومات کی دولت دے کر عزت بخشی ہے' ورنہ مجھے کیا معلوم تھا اور کیسے معلوم ہوتا کہ آج سے صدیوں پہلے کیا ہوا؟ کس نے کیا کیا؟ اور کیوں کیا؟ مجھے کیا خبر تھی کہ ایک دور میں ایسا بھی ہوا کہ انسان نے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا؟ مجھے کیا پتہ تھا کہ ایک دور ایسا بھی انسان پر آیا کہ اس نے اپنی "موہوم خودی" کی مستی میں دوسروں کی "معصوم خودی" کو مسموم کرنے کا نامفہوم عمل بھی کرلیا؟

مجھے ہرگز معلوم نہ تھا کہ جسمانی تقاضوں کی تکمیل میں آدمی زاد نے روحانی قدروں کی پامالی تک کو روا سمجھ کر آدمیت کو تہ تیغ کر ڈالا' یہ تو مجھے تاریخ نے بتایا ہے۔

مجھے کیا خبر تھی کہ ریگستانوں میں رینگنے والے انسانی گدھوں نے آسمانوں سے اترنے والی انسان ساز کتابوں کو اپنی پشت پر لاد کر تاریخ کو اپنے گدھے پن کی کہانی لکھوا دی' یا مجھے کب معلوم تھا کہ جس انسانیت نواز نورانی بشر نے علم و فضیلت کی دولت بانٹی' اسے لوٹ کر اور اس پر غاصبانہ قبضہ کرکے' اسی سخی پر اس دولت سے محروم ہونے کا الزام لگا دیا گیا؟ یہ تاریخ کی عنایت ہے کہ اس نے مجھے اس حادثہ سے بھی آگاہ کر دیا'

اگر تاریخ مجھے نہ بتاتی تو میں کیا جانتا تھا کہ جس محسن کے وجود کے فیض سے سب کو خلعت عطا ہوئی' اسی کے ساتھ احسان فراموشی کرنے والوں کو دنیا میں

ہی انسانوں کی نفرت اور خالق کے عذاب کی آگ نے خاکستر بنا دیا تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو۔

یہ تاریخ ہی کا احسان ہے کہ اس نے مجھے آگاہ کیا کہ خدا پرستی کے نام پر انا پرستی کا بازار گرم کرنے والوں نے خود ساختہ معیاروں اور اپنے ہی تراشے ہوئے اصولوں کو توحید سے منسوب کرکے ہر ضابطہ و دستور پر خط کھینچ دیا۔

تاریخ نے مجھے اور مجھ سے پہلے لوگوں کو کھل کر بتا دیا اور میرے بعد آنے والوں کو بھی بتاتی رہے گی کہ دنیا میں ایک ایسا دور بھی آیا تھا جب دین کی روشنی سے کاشانہ انسانیت کے در و بام روشن کر دینے والے نورانی شخصیت کے در دولت پر محبت ' مودت اور عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کی بجائے آگ اور لکڑیاں اکھٹی کرکے اس گھر کے در کو نذر آتش کر دیا گیا اور جس بیت میں رحمت کے فرشتوں کو بھی اذن کے بغیر داخل ہونے کی اجازت نہ تھی اس کے اہل کی حرمت کو پامال کرتے ہوئے انا کی آگ بجھائی گئی۔

تاریخ سب کو بتا رہی ہے کہ ایک زمانہ ایسا بھی آیا جب زندوں کی بجائے لاشوں اور پھر ان کی ابدی آرام گاہوں پر انتقام کی آگ برسائی گئی اور پھر کیا ہوا سب نے دیکھ لیا' سب نے جان لیا' سب چیخے' چلائے' شور مچایا' مگر جو ہونا تھا وہ ہو چکا' سر بہ فلک مینار زمین بوس ہو گئے' گنبدوں کا سینہ چاک ہو گیا' در و دیوار خاک ہو گئے ' کچھ نہ بچا' کچھ نہ رہا اور جب سب کچھ مٹ گیا تو ادھر ادھر سے شکستہ پتھروں کو بکھیر دیا گیا تاکہ اصل نشان ہی نہ رہے' یہ سب کچھ تاریخ نے بتایا اور اب تک بتاتی جا رہی ہے اور شاید قیامت تک بتاتی رہے گی کیونکہ قیامت سے پہلے یا کسی کی آمد سے

پہلے کچھ ہونے کی امید پوری ہوتی نظر نہیں آتی' اور جب کچھ ہونے کا وقت آ جائے گا تو پھر تاریخ اپنا ماضی بیان کرنے میں دیر نہیں کرے گی اور جو کچھ ہو گا اسے محفوظ کر لینے میں ہرگز کوتاہی سے کام نہ لے گی کیونکہ تاریخ صدیوں پرانی باتوں کو ہمیشہ نیا رکھتی ہے اور ہر نئی بات کو پرانا ہونے سے بچاتی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ اس کے دامن میں جو کچھ بھی ہے وہ اس دن کہ جب پھر کوئی دن دنیا میں نہ آئے گا۔ دنوں کے خالق کو بتا کر اپنی ذمہ داری نبھا دے گی' اپنی امانت ادا کر کے فارغ ہو جائے گی' اور توبہ کرتی ہوئی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دنیا سے منہ موڑ لے گی کہ پھر اس میں لوٹ کر نہ آئے گی'

یہ تاریخ ہے ------- اور یہی تاریخ ہے ------------ اور یہ تاریخ ہی رہے گی۔

یہ جنت البقیع ہے

- جنت البقیع کس قدر مقدس مقام ہے کہ اس میں خدا کے آخری نبی و حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے' آپ کے نورانی قدموں کو اس کی خاک نے چوما۔
- یہ کس قدر باعظمت ہے کہ اس پر رحمت للعالمین کی نگاہ رحمت پڑی۔
یہ کس قدر پاک ہے کہ اسے پاک ہستیوں کے پاک جسموں کے بوسے لینے نصیب ہوئے۔
- یہ کس قدر پاکیزہ ہے کہ اس کے دامن میں پاکیزہ کردار کی مالک شخصیتوں کے مسکن بنے۔
یہ کتنی امانت شعار ہے کہ اس کے خزانے میں امامت و ولایت کے موتی ہیں
- یہ کتنی وفادار ہے کہ ابھی تک صدر اسلام کی مجاہد شخصیات کو اپنے خیمہ وجود میں چھپائے ہوئے ہے۔
- یہ اس لیے بھی عظیم ہے کہ اس میں عظیم انسانوں کی آرام گاہیں ہیں۔
یہ کتنی عزت دار ہے کہ عزتیں عطا کرنے والے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ

جنت البقیع کا نقشہ

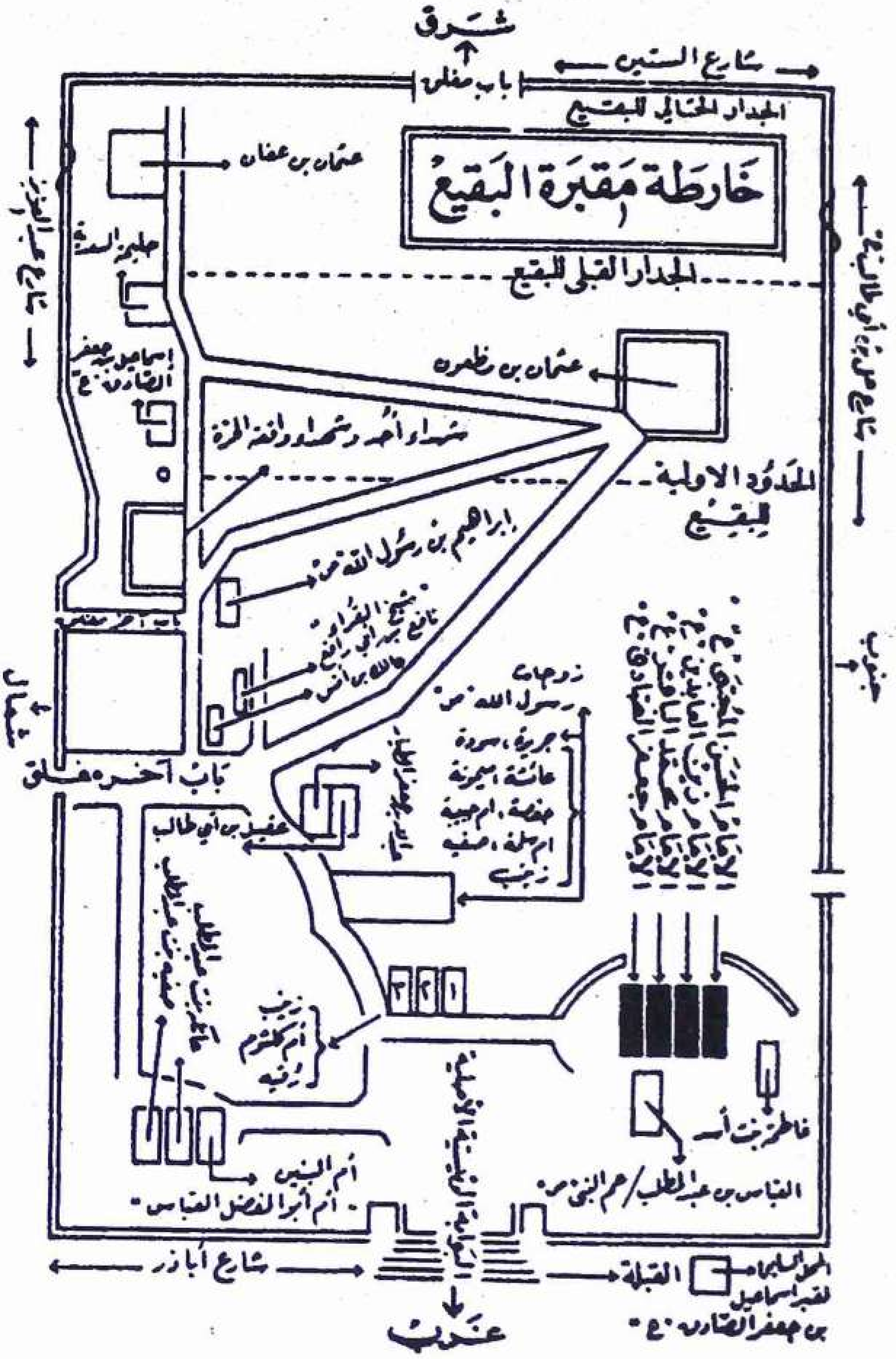

وسلم نے اس کا نام لے لے کر اس کے باسیوں کے لیے دعائیں کی ہیں۔

- یہ کتنی نامدار ہے کہ اس کا نام تاریخ کی پیشانی پر ثبت تھا' ثبت ہے اور ثبت رہے گا۔
- یہ کتنی شب بیدار ہے کہ نور کے پیکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر ظلمت شب میں اس کے پاس آکر اس کے مکینوں سے باتیں کرتے رہے۔ انہیں سلام کرتے رہے اور ان کے لیے طلب مغفرت کرتے رہے اور یہ بیداری سے سنتی رہی اور سچے برحق پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سخن دلنواز سے لطف اندوز ہوتی رہی۔
- یہی تو ہے جس میں معصوموں کی قبریں تھیں جو مزارات بنیں۔ ان پر گنبد و مینار بنے' زیارت گاہیں قرار پائیں مگر اب وہاں شکستہ' بکھرے ہوئے اور اشکبار پتھروں کے سوا کچھ نہیں۔
- یہی تو ہے جہاں تاریخ نگاروں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلو شکستہ بیٹی کی شکستہ قبر ڈھونڈنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی مگر انہیں کچھ نہ ملا اور کچھ ملتا بھی کیسے کہ خود اس سیدہ علیہا السلام نے وصیت کی تھی کہ میری قبر کا پتہ کسی کو نہ دیا جائے اور اسے نامعلوم رہنے دیا جائے!
- یہ نورانی ہستیوں کا مسکن ہے' رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخلص ساتھیوں کی آرام گاہ ہے' مجاہدوں اور شہیدوں کی بستی ہے اور پرہیزگاروں کا دیار ہے۔
- یہ آباد لوگوں کا ویران گھر ہے۔
- اور تاریخ کی مظلوم نگری ہے'
- مگر کتنی نورانی ہے کہ نور مجسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ ظاہر میں خاک نظر آتی ہے مگر اس کی نور افشانی آفتاب سے کم نہیں' اگر سورج زمین والوں کو نور دیتا ہے تو کیا ہوا یہ تو آسمان والوں کو نور دیتی ہے' وہ بلندی پر ہوتے ہوئے پستی پر نور برساتا ہے اور یہ پستی میں ہوتے ہوئے بلندیوں کو نور پہنچاتی ہے' اس کی ضیاپاشیوں کا تقابل کس سے ہو سکتا ہے

❁ یہ جنت ہے معصوموں کی' مومنوں کی' صالحین کی' مجاہدین کی' پرہیزگاروں کی' باکردار صحابیوں کی' باوفا انصار کی' جاں نثار مہاجرین کی' معلوم و نامعلوم مسلمانوں کی' باعمل و دینداروں کی' اسلام کے پاسداروں کی' نمازی و روزہ داروں کی' شہیدوں کی' نمازیوں کی' تاریخ بشریت کے عبقری کرداروں کی' عبادت گزاروں کی' صدق شعاروں کی' شب زندہ داروں کی' پاکباز اہل حرم کی' اہل راز و نیاز بندوں کی' اسلام کی مایہ ناز مخدرات کی'

❁ اور ان کی!

❁ جنہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت تھی۔

اور ان کی!

جن سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبت تھی

ہاں!

❁ یہ جنت البقیع ہے!

اس کے مکینوں پر سلام!

میرا اور سب کا' اب اور ہمیشہ!

شمالی جانب سے جنت ا[illegible] کی ایک یادگار تصویر

(اس سمت سے اب دروازہ بند کر دیا گیا ہے)

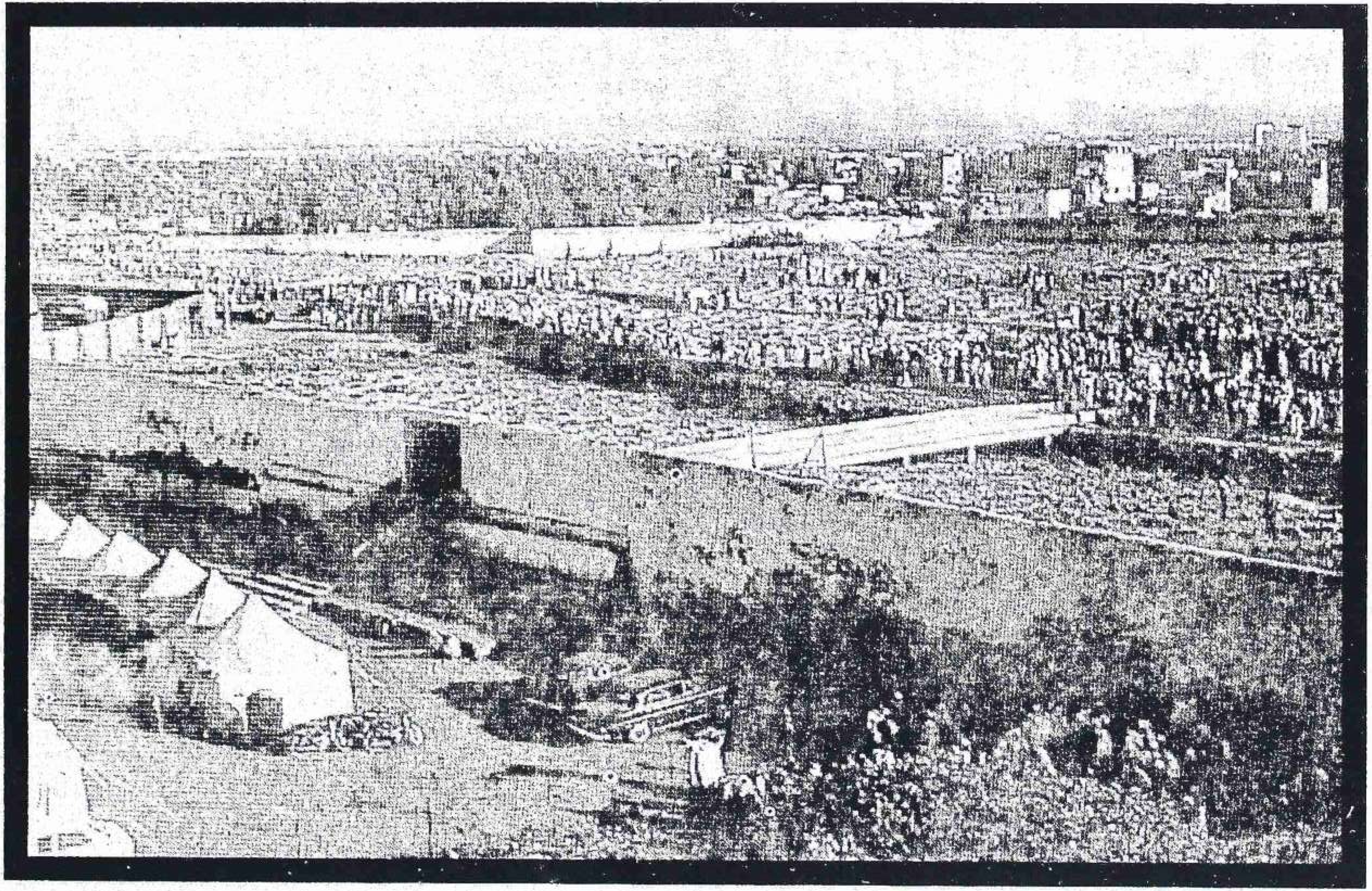

جنت البقیع وجہ تسمیہ

عربی زبان میں "بقیع" اس زمین کو کہا جاتا ہے جس میں قسم کے درخت بوئے گئے ہوں۔ مدینہ منورہ میں واقع تاریخی قبرستان کو "بقیع الغرقد" اس لیے کہاجاتا ہے کہ اس میں زیادہ تر درخت "غرقد" کی قسم سے تھے' اس کا نام "جنت البقیع" اس لیے مشہور ہوا کہ اس میں اسلام کی مقتدر شخصیات ' آئمہ اہل بیت علیہم السلام اور صحابہ کرام مدفون ہیں' جس کی وجہ سے "روضة من ریاض الجنة" (بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ) کا مصداق ہو' یہ بھی ممکن ہے کہ اس جگہ کو "جنت" یعنی لہلہاتا باغ اس پر ہر طرف پھیلے ہوئے سبزہ کی وجہ سے کہا جاتا ہو'

عربی زبان کی لغت میں لفظ بقیع کی بابت جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ملاحظہ ہو۔

کتاب معجم مقاییس اللغه میں ابن فارس نے لکھا ہے: البقیع من الارض موضع اروح شجر من ضروب شتی (بقیع اس زمین کو کہتے ہیں جس میں قسم کے عمدہ درخت لگائے گئے ہوں)

فیروز آبادی نے اپنی مشہور زمانہ لغت "القاموس المحیط" میں مقاییس اللغه کی تعریف سے اتفاق کیا ہے۔

جنت البقیع کی ایک یادگار تصویر جو جنوب مشرقی سمت سے لی گئی (انہدام سے بیس برس پہلے

کتاب "المغانم المطابه فی معالم طابه" میں مرقوم ہے کہ ہر اس جگہ کو بقیع کہتے ہیں جس میں قسم کے گھنے درخت ہوں۔ البتہ جہاں تک بقیع الغرقد کا تعلق ہے تو یہ اہل مدینہ کے قبرستان کا نام ہے'

کتاب " لسان العرب" میں ابن منظور نے "غرقد" کے معنی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے (شجر لا شوک کان ینبت هناک فذهب و بقی الاسم لازما للموضع) غرقد کانٹے دار درخت کو کہتے ہیں جو اس زمین (بقیع) میں اگتا تھا مگر درخت اگنا ختم ہو گیا اور اس کا نام اس جگہ کے ساتھ باقی رہ گیا" لہٰذا اس جگہ کو بقیع الغرقد کہا جاتا ہے۔

کتاب " معجم ما استعجم من اسماء البلاد والمواضع" میں اصمعی کے قول سے استناد کرتے ہوئے مرقوم ہے کہ بقیع الغرقد کو اس نام سے اس لیے یاد کیا جاتا ہے کہ "قطعت غرقدات فی هذا الموضع حین دفن عثمان بن مظعون و به مسمی بقیع الغرقد' والغرقد شجر کان ینبت هناک (اس جگہ غرقد کے درختوں کو کاٹ کر عثمان بن مظعون کی قبر بنائی گئی اسی وجہ سے اس جگہ کو "بقیع الغرقد" کا نام دیا گیا' غرقد ایک درخت کا نام ہے جو وہاں اگتا تھا

جنت البقیع کے حوالہ سے اس کے اہل مدینہ کا قبرستان ہونے کی بابت جو شواہد ملتے ہیں ان میں کتاب "الجبال والامکنه والمیاه" میں زمخشری نے' کتاب "معجم البلدان" میں یاقوت حموی نے اور کتاب "المعجم ما استعجم" میں اندلسی نے اس پر اتفاق رائے کیا ہے کہ بقیع الغرقد اہل مدینہ کا قبرستان ہے۔

تاریخی حوالہ سے ایک بات سامنے آتی ہے اور وہ یہ کہ اس جگہ کو بقیع

جنت البقیع کی ایک تصویر جہاں کبھی گنبد و مینار اور عظیم مزارات تھے

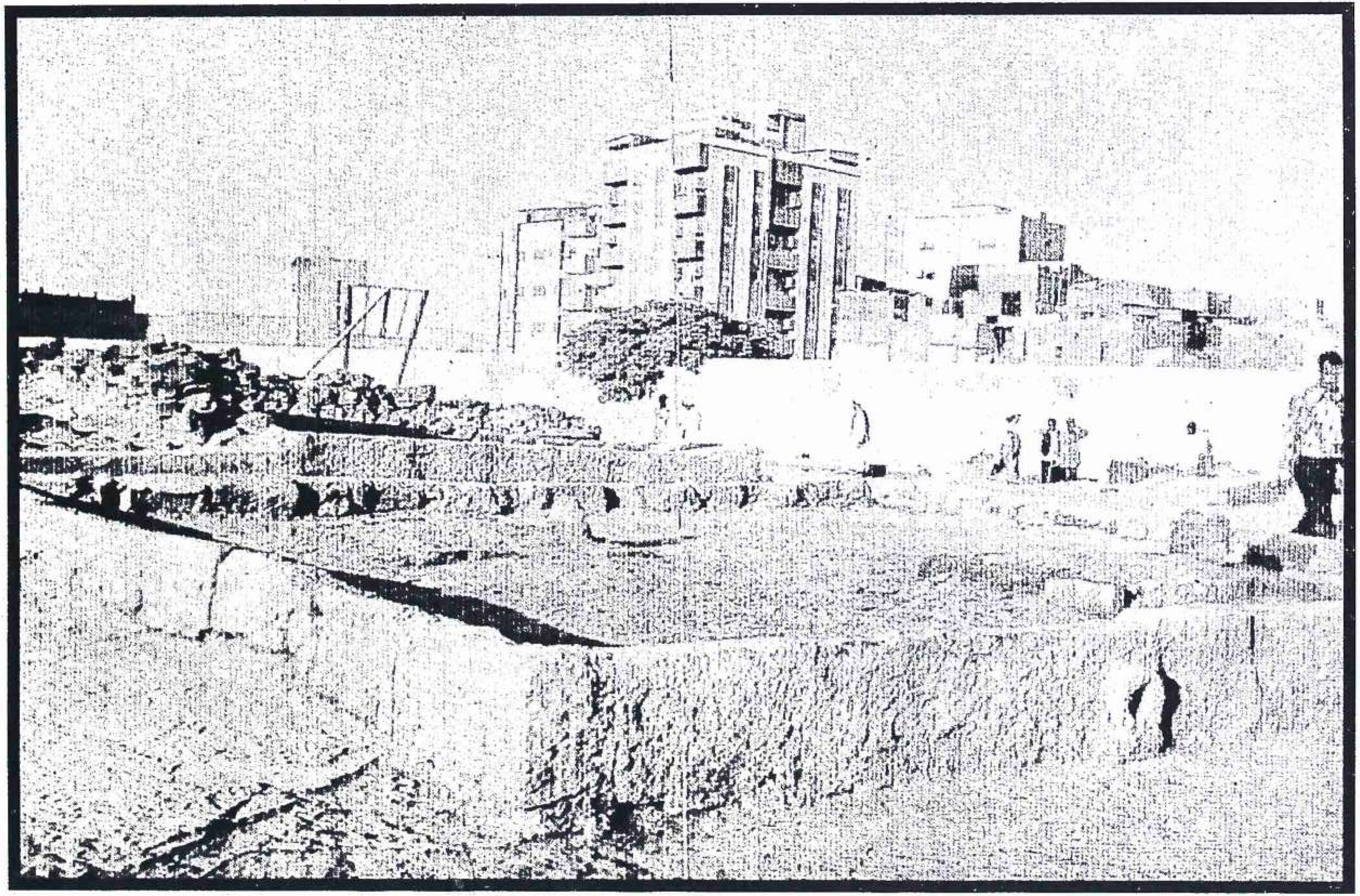

الغرقد کے نام سے موسوم کرنے کا سلسلہ ظہور اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت سے شروع ہوا' اس کا ثبوت عرب کے مشہور شاعر عمرو بن نعمان بیاضی کے منظوم مرثیہ میں ملتا ہے جس میں بقیع الغرقد کا ذکر ہے' مشہور زمانہ کتاب تاریخ "الکامل فی التاریخ" ج ا' ص ۱۷۶ سے ۶۸۱ تک عربوں کی ان جنگوں کے تذکرہ کے ضمن میں جو زمانہ جاہلیت میں ہوئیں عرب کے دو مشہور قبیلوں "اوس" اور خزرج کے درمیان ہونے والی لڑائیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان جنگوں میں اوس قبیلے کا سردار لشکر عمرو بن نعمان بیاضی تھا جب کہ خزرج قبیلے کا سردار لشکر حضیر بن سماک اشھلی تھا' ان جنگوں میں سے ایک جنگ کے بارے میں بیاضی نے جو شعر کہے ان کو فیروز آبادی نے "المغانم المطابہ" میں درج کیا ہے اور ان میں "بقیع الغرقد" کا نام لیا گیا ہے ملاحظہ ہو۔

این الذین عهدتهم فی غطة
بین العقیق الی بقیع الغرقد

البتہ اس شعر کے بارے میں حماسہ کے مولف ابو تمام جو کہ زمانہ جاہلیت کے شعراء کے کلام کی شناخت کا ماہر ہونے میں مشہور ہے' لکھا ہے کہ یہ اشعار قبیلہ بنو خشعم کے ایک فرد کے ہیں۔

بہر حال مسلمانوں کے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آنے کے بعد بقیع ہی ان کا قبرستان قرار پایا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اہل بیت علیہم السلام ' اصحاب اور دیگر شخصیات کی قبور بنتی گئیں۔

جنت البقیع کی تاریخی اہمیت

جنت البقیع کو اہمیت کا حامل مقام اس وقت کہا اور سمجھا گیا جب اس میں بزرگ اصحاب پیغمبر رضوان اللہ علیہم اجمعین، صالح مومنین، صدر اسلام کی مقتدر شخصیات، آئمہ طاہرین علیہم السلام، اولیائے الٰہی اور شہداء اسلام مدفون ہوئے، ظاہر ہے کہ متقی و پرہیزگار افراد اور اسلام کے عظیم رہنماؤں، شہیدوں اور مجاہدوں کی ابدی آرام گاہ ان ہستیوں کی نسبت سے بابرکت اور باعظمت مقام کہلائے گی،

جنت البقیع میں مزارات مقدسہ کی ایک تصویر

بقیع کے بارے میں حضرت پیغمبرؐ کے ارشادات

بزرگان دین کی قبور اور صدر اسلام کے مقتدر صحابہ کرام اور مجاہدین اسلام اور پھر آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے مزارات کی وجہ سے بقیع کو ایک تاریخی اہمیت اور اسلامی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اس عظیم قبرستان کے بارے میں جو کچھ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس سے اس کی اہمیت کو چار چاند لگ گئے' ملاحظہ ہو=

کتاب صحیح مسلم ج ۴ کتاب الجنائز باب " ما یقال عند دخول القبور والدعاء لاھلھا" (شرح امام نووی) میں محمد بن قیس بن مخزمہ بن مطلب سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مجھے بتایا گیا ہے کہ " ان ربک یامرک ان تاتی اھل البقیع فتستغفر لھم" (تیرا پروردگار تجھے حکم دیتا ہے کہ بقیع میں آکر اہل بقیع کے لیے مغفرت کی دعا کرو")

اس کے بعد مسلم نے حضرت عائشہؓ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ اس حکم کے بعد حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع تشریف لے جاتے اور وہاں قبور کے سامنے کھڑے ہو کر اہل قبور کو مخاطب کر کے انہ پر سلام کرتے ہوئے اس طرح فرماتے

تھے=

"السلام علیکم دار قوم مومنین و اتاکم ماتوعدون غدا موجلان و انا ان شاء الله بکم لاحقون"

تم پر سلام ہو اے مومنوں کے گھر! "اے اس گھر کے مکینو! جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ کل تمہیں مل جائے گا اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملحق ہونے والے ہیں۔"

صحیح مسلم کی شرح ج ۴ ص ۳۰۶ ۔ ۳۱۱ میں امام نووی نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے=

"هذا الحديث دليل لاستحباب زيارة القبور والسلام على اهلها والدعاء لهم والترحم عليهم"

یہ حدیث اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہے کہ قبور کی زیارت سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، مستحب ہے اور ان کے لیے دعا کرنا، ان کے لیے خدا سے طلب رحمت کرنا اور ان کے پاس آکر ان سے اظہار محبت کرنا، نہایت پسندیدہ عمل ہے۔

کتاب "سنن ج ۴ ص ۹۱ طبع بیروت، کتاب الجنائز، باب "الامر بالاستغفار للمومنین" میں نسائی نے ایک طویل و مفصل حدیث حضرت عائشہ ؓ کے حوالہ سے ذکر کی ہے، جس میں مرقوم ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے پروردگار کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں بقیع جا کر اہل قبور کے لیے دعائے استغفار کروں "انی بعثت الی اهل البقیع لاصلی علیهم" (مجھے اہل بقیع کے پاس جا کر ان کے لیے دعا کرنے پر مامور کیا گیا ہے۔)

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح سلام و دعا کرتے تھے " السلام علی اهل الدیار من المومنین والمسلمین یرحم الله المستقدمین منا والمستاخرین وانا ان شاء الله بکم لاحقوق"

"سلام ہو یہاں کے مومن و مسلمان مکینوں پر! اللہ رحمت نازل فرمائے ہم میں سے ان پر جو پہلے گزر چکے ہیں اور جو بعد میں گئے ہیں' اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملحق ہوں گے۔"

اسی سے ملتی جلتی روایت کتاب "الموطا" میں امام مالک نے بھی لکھی ہے (کتاب الجنائز' باب ۱۶ حدیث ۵۵ ج ۱ ص ۲۴۲ طبع بیروت)

اس میں بھی حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"انی بعثت الی اهل البقیع لا صلی علیهم"
"مجھے اہل بقیع کے لیے دعا کرنے پر مامور کیا گیا ہے"

"الطبقات الکبریٰ" ج ۲ میں ابن سعد نے " ذکر خروج الرسول الی البقیع واستغفاره لا هله والشهداء" (پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بقیع جا کر اہل قبور اور شہداء کے لیے طلب مغفرت کرنے کے عنوان کے تحت ایک روایت ذکر کی ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم "ابو مویہبہ نے کہا (قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰه علیه وآله وسلم یا ابا مویهبه انی قدامرت انا استغفر لا هل البقیع ما تطلق معی فخرخ و خرجت معه حتی جاء البقیع فاستغفر

لاهله طویلا ”حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابو مویہبہ! مجھے حکم ملا ہے کہ میں اہل بقیع کے لیے طلب مغفرت کروں۔ میرے ساتھ چلو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے اور میں آپ کے ساتھ چل پڑا' یہاں تک کہ آپ بقیع تشریف لائے اور اہل بقیع کے لیے طویل استغفار فرمایا:“

اسی طرح کی روایت درج ذیل کتب میں بھی مذکور ہے=

- سنن ابی داؤد' کتاب ۲۰ باب ۷۷
- صحیح ترمذی 'کتاب الجنائز باب ۵۹ حدیث ۱۰۵۹ بحوالہ ابن عباس
- مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۳۰۰ 'ص ۷۵ ص ۴۰۸ ج ۳ ص ۴۸۹ ج ۵ ص ۳۵۳ 'ص ۳۶۰ ج ۶ ص ۷۱ ص ۱۱۱ ص ۲۵۲

یہ تھیں اہل سنت کی مستند مختلف میں مذکور روایات' اس کے علاوہ مختلف شیعہ میں کثرت کے ساتھ دعائیں و زیارات مذکور ہیں جن میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذکورہ دعا بھی ذکر ہوئی ہے اور مکمل روایت کے ذکر کے ساتھ زیارات کا تذکرہ ہے' حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

- فروع کافی ج ۴ ص ۵۵۹ کتاب الحج طبع بیروت ج ۳ کتاب الجنائز ص ۲۲۹
- من لا یحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۳۴۴ طبع بیروت - حدیث ۳۲ ص ۱۱۴

مورخین کیا کہتے ہیں؟

جنت البقیع کے بارے میں عموماً مورخین نے وضاحت کے ساتھ اس بات کو لکھا ہے کہ وہاں گنبد و مینار اور ضریحیں اور قبروں پر الواح موجود تھیں۔ نمونہ کے طور پر چند نامور مورخین کی مختلف سے حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

اس سے پہلے کہ مختلف تاریخ سے حوالوں کا ذکر کیا جائے' اس بات کا بیان ضروری ہے کہ بقیع کا احاطہ مستطیل ہے اور برسوں تک اس کا محل وقوع شہر مدینہ سے باہر شمار کیا جاتا رہا یعنی مدینہ کی جو حدود متعین کی گئی تھیں ان سے باہر مگر زیادہ دور نہیں تھا' اس کی مساحت پندرہ ہزار میٹر مربع سے زیادہ نہ تھی۔ یہاں موجودہ صورت میں قبرستان نہ تھا بلکہ ادوار میں بزرگان دین' آئمہ اہل بیت علیہم السلام اور اصحاب النبی رضوان اللہ علیہم و دیگر شخصیات کی تدفین کے بعد اس میں قبرستان کی صحیح صورت پیدا ہو گئی۔ زمانوں میں یہاں قبور کی تعمیر اور ان پر گنبد و ضریحوں کی تزئین کا عمل جاری رہا۔ بلند مینار و گنبد پر مشتمل مزارات کی تصاویری دستاویزات سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں مسلمانوں نے ان پر غیر معمولی اہمیت کے آثار قائم کئے۔

ذیل میں مستند تواریخ کے حوالہ جات ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ تاریخ کے گونا

گوں ادوار اور نشیب و فراز سے آگاہی حاصل کرنے کے شائقین کی معلومات میں اضافہ ہو اور مطالعہ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو مستند مواد مل سکے' اگرچہ ہم نے تفصیلی تذکرے سے اجتناب کیا ہے اور بقدر ضرورت مطالب و حوالہ جات ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے' ہمارا مقصد کسی نظریاتی بحث میں الجھنا نہیں ہے اور نہ ہی کسی مخصوص عقیدے کی صحت و سقم پر اظہار خیال کرنا مقصود ہے کیونکہ اس کا تعلق علم کلام و عقائد کی مختلف سے ہے' ہمارا موضوع اس کتاب میں تاریخ اور اس سے چند اقتباسات ذکر کرنے تک محدود ہے' اس لیے ان کی شرعی حیثیت کو اجمالی طور پر واضح کرنے کے لیے علیحدہ باب قائم کیا ہے'

تاریخی مختلف کے حوالہ جات=

- مروج الذهب و معاون الجوهر (تالیف ابو الحسن علی بن حسین مسعودی' (متوفی ۳۴۵) ج ۲ ص ۲۸۸ طبع بیروت۔
- تذکرة الخواص (تالیف: سبط ابن الجوزی متوفی ۶۵۴ ص ۳۱۱ طبع بیروت
- وصف مکہ "شرفها الله و عظمها" وصف المدینة الطیبته "کرمها الله" ----- تحریر: محمد بن ابی بکر تلمسانی بحوالہ مجلّہ "العرب" طبع ریاض شمارہ ۵ '۶ ۱۳۹۳ق بہ استناد نسخہ مخطوطہ ۴۰۴'
- "اخبار مدینته الرسولؐ" ----- تالیف حافظ محمد بن محمود بن نجار متوفی ۶۴۳ ق - طبع مکہ مکرمہ ۱۳۶۶ ق از نسخہ مخطوطہ' (قبته عالیته کبیرة قدیمته البناء فی اول البقیع و علیها بابان یفتح احدهما فی کل یوم للزیارة)
- سفرنامہ ابن جبیر متوفی ۶۱۴ ق' طبع بیروت ۱۹۶۴ء حالات مدینہ منورہ ۶ھ'

- سفر نامہ ابن بطوطہ مراکشی متوفی ۷۷۹ ق ' آثار ۷ و ۸ ہجری ص ۱۱۳
- ''وفاء الوفاء باخبار دارا لمصطفیٰ ؐ '' تالیف نور الدین علی بن احمد سمہودی ' متوفی ۹۱۱ ق ' عنوان : شہر مدینہ نویں صدی میں ' ج ۳ ص ۹۱۶ طبع بیروت۔
  سفر نامہ مرزا حسین خراہانی ' ص ۲۸۱ ' ۲۸۹ ' طبع ایران
- سفر نامہ نائب الصدر شیرازی معصوم علی شاہ ' متوفی ۱۳۴۴ ق ' طبع بمبئی '
- ''وصف مدینتہ المنورہ'' --- علی ابن موسیٰ عثمانی --- طبع ریاض (سعودی عرب) ۱۳۹۲ ق۔
- ''الرحلتہ الحجازیہ'' --- محمد لبیب بک بتنونی ' متوفی ۱۳۵۷ ق طبع مصر '
- ''دائرۃ المعارف القرن العشرین ------ فرید وجدی مصری ج ۸ ص ۵۲۸ (وکان بالبقیع قباب کثیرہ--) ص ۲۲۵

متن : ''ثم قصد زیارة البقیع وهو مقبرة المدینة ---- فیه قبة سیدنا الامام مالک وهی فی وسطها ثم قبة سیدنا ابرهیم ابن رسول الله' ثم قبة زوجات الرسول ؑ علیهن رضوان الله ثم قبة سیدنا عباس و سیدنا الحسن بن علی فی الزاویة القبلة الغربیة بالبقیع وهی افخم القباب الموجودة به و مقصورة سیدنا الحسن فیها فخیمة جدا وهی من النحاس المنقوش بالکتابة الفارسیة''

- ''مراۃ الحرمین --- ابراهیم رفعت پاشا۔ طبع مصر ج ۱ - ۲

حضرت عائشہؓ کی روایت

مختلف حدیث میں حضرت عائشہؓ کی روایت درج ہے' انہوں نے کہا کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تھے' آپ نے اپنی ردائے مبارک' اور اپنے نعلین اتار کر ان کو اپنے پاؤں کی طرف رکھ دیا اور چادر کا ایک کونہ لے کر لیٹ گئے' تھوڑی دیر گزری تھی کہ انہوں نے سوچا کہ مجھے نیند آگئی ہے تو آپ آہستہ سے اٹھے' آہستہ سے جوتے پہنے اور آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر نکل کر آہستہ سے دروازہ بند کر دیا' میں نے بھی ردا لی اور چادر اوڑھ کر آپؐ کے پیچھے پیچھے چل پڑی' یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع پہنچ گئے- کافی دیر تک وہاں رہے اور تین مرتبہ دعا کے لیے آسمان کی طرف ہاتھ بلند فرمائے-

اس کے بعد آپؐ واپس آنے لگے تو میں آپؐ کے پیچھے پیچھے واپس روانہ ہو گئی آپ تیز قدموں سے چلنے لگے تو میں بھی تیز قدموں کے ساتھ چل پڑی' چنانچہ آپؐ گھر پہنچ گئے مگر میں آپؐ سے تیز چل کر پہلے گھر میں داخل ہو گئی'

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا' کیا بات ہے کہ تم پراسرار نظروں سے مجھ کو دیکھ رہی ہو؟ میں نے عرض کی' کچھ نہیں' آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھے نہیں بتاؤ گی تو خدا کے لطیف و خبیر مجھے آگاہ فرما دیں گے، میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خود ہی بتا دیتی ہوں۔ چنانچہ میں نے سب کچھ بتا دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو ایک سیاہ چیز جو میرے آگے آگے تھی وہ تم ہی تھیں؟ میں نے عرض کی، جی ہاں، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا تم نے خیال کرلیا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھے نہ دیکھ پائیں گے اور جو کچھ تو نے کیا ہے اس سے انجان رہیں گے! میں نے عرض کی ہرگز ایسا نہیں، لوگ جس قدر چھپاتے پھریں گے، خدا اسے جانتا ہے اور اس سے آگاہ ہوتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بلایا تو میں ان کے ساتھ چلا گیا۔ میں نے تمہیں جگانا اس لیے پسند نہیں کیا کیونکہ ایسا لگ رہا تھا جیسے تم سو رہی ہو، تمہیں نیند آگئی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تمہیں جگاؤں اور تم ڈر جاؤ، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تمہارا پروردگار تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم بقیع جا کر اہل بقیع کے لیے طلب مغفرت کرو۔ میں نے عرض کی وہاں جا کر کس طرح دعائے مغفرت کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ نے فرمایا! اس طرح کہو "سلام ہو تم پر اس دیار میں رہنے والو، مومنو اور مسلمانو! خدا رحمت کرے ان پر جو پہلے گزر چکے ہیں اور جو بعد میں کوچ کر گئے ہیں اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں" ۔

(صحیح مسلم، سنن نسائی)

حضرت ابن عباسؓ کی روایت

جناب عبداللہ ابن عباسؓ روایات کے بیان میں ایک معتبر نام ہے۔ ان کی بیان کردہ روایات عام طور پر ہر محدث و مورخ سند کے طور پر ذکر کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک دن حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع سے گزرے تو آپؐ نے اس طرح سلام کیا اور دعا فرمائی۔ سلام ہو تم پر اے اہل قبور! خدا تمہیں اور ہمیں اپنے سایہ مغفرت میں قرار دے، تم ہم سے پیش قدم ہو گئے ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے آرہے ہیں (اس حدیث کو صحیح ترمذی میں ذکر کیا گیا ہے)

مذکورہ بالا دو روایتوں سے جنت البقیع کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ ہو جاتا ہے کیونکہ دعائے مغفرت اور وہ بھی حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے معمولی امر نہیں بلکہ عظیم عمل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل انفرادی حیثیت نہیں رکھتا، خدائی نسبت کا حامل ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی اہمیت و حیثیت کسی فرد، گروہ، علاقہ یا زمانہ سے مخصوص نہیں بلکہ قیامت تک آنے والی نسلوں اور رنگ و نسل و زبان و علاقہ سے ماوراء ہر دور اور سب کے لیے لازم الاتباع ہوتی ہے۔

سب سے پہلے دفن ہونے والے صحابی

مستند روایات و معتبر تواریخ کے مطابق سب سے پہلے جنت البقیع میں دفن ہونے والے جلیل القدر صحابی جناب عثمان بن مظعون ؓ ہیں' وہ مہاجرین میں سے پہلے فرد ہیں جنہیں اس سرزمین میں دفن کیا گیا' ان کی تدفین ۳ شعبان ۳ ھ کو ہوئی' جبکہ انصار میں سے سب سے پہلے صحابی اسعد بن زرارہ ؓ بقیع میں دفن ہوئے'

جناب عثمان بن مظعون ؓ رحلت فرما گئے تو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا کہ بقیع میں غرقد کے درختوں کو کاٹ کر وہاں انہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ جنت البقیع کے عین وسط میں انہیں دفن کیا گیا' اس طرح وہ اس قبرستان میں دفن ہونے والے سب سے پہلے صحابی ہیں کہ جنہیں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاص حکم پر وہاں دفن کیا گیا!

تعمیر قبر: سنت رسولؐ

جناب عثمان بن مظعون رحمتہ اللہ علیہ کی تدفین کے بعد حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے دو بڑے پتھر ان کی قبر پر رکھے ایک ان کے سرہانے اور دوسرا ان کے پاؤں کی طرف' یہ اس لیے کیا تاکہ ان کی قبر کا نشان قائم ہو' اور زائرین وہاں آکر اظہار عقیدت و محبت کر سکیں۔

سنت رسولؐ کی ہتک حرمت

حضرت پیغمبر اسلامؐ نے جناب عثمان بن مظعون رحمتہ اللہ علیہ کی قبر کے نشان کے طور پر جو دو پتھر رکھے تھے انہیں جناب معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے مدینہ منورہ پر مقرر کیے گئے گورنر مروان بن حکم نے اٹھوا دیئے

مروان بن حکم کا یہ عمل اس لحاظ سے نادرست تھا اور اس بات کو سبھی جانتے تھے کہ جس چیز کو حضرت پیغمبر اسلامؐ نے اپنے دست مبارک سے رکھا اسے ہٹا دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کی ہتک حرمت ہے۔

صحابہ کرام کا رد عمل

مروان بن حکم نے جناب عثمان بن مظعون کی قبر کے پتھروں کو ہٹایا تو صحابہ کرام نے اس کی سخت مذمت اور احتجاج کیا اور اسے عمل رسولؐ کی توہین قرار دے کر اس کو غلط و نادرست کہا' صحابہ کرام کے رد عمل اور شدید احتجاج کے بعد زیادہ دیر نہ گزری کہ جناب عثمان بن مظعون کی قبر کو سابقہ نشانات کے ساتھ متعین کر دیا گیا- اور صرف یہی نہیں بلکہ اس پر گنبد بنا دیا گیا- تاکہ دوبارہ اس کی ہتک حرمت اور حضرت پیغمبر اسلامؐ کے عمل کی توہین نہ ہونے پائے-

فرزند رسولؐ کی رحلت

کچھ ہی عرصہ بعد حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند جناب ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا اور انہیں حضرت رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بقیع میں دفن کیا اور ان پر گریہ فرمایا اور قبر کا نشان بنا دیا تاکہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر آکر اظہار عقیدت کرنے والوں کو آسانی ہو اور جناب ابراہیم علیہ السلام کی یادگار قائم ہو جائے-

عام مسلمانوں کی تدفین

رفتہ رفتہ جنت البقیع تمام اہل یثرب کا قبرستان بن گیا اور لوگوں نے اس

میں اپنی اموات کی تدفین میں رغبت کی کیونکہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے نہایت باوفا، متقی اور جان نثار اصحاب کو وہاں دفن کروایا' اس لحاظ سے اس کی اہمیت میں اضافہ ہوگیا اور اس قبرستان کو متبرک جانا گیا' حقیقت بھی یہی ہے کہ جس جگہ اسلام کی مقتدر شخصیات مدفون ہوں اور خود حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کی قبور بنوائی ہوں وہ یقیناً بابرکت و باعزت اور با احترام مقام ہے۔

آنحضرتؐ کا بقیع میں تشریف لانا

متقی اصحاب و مقتدر اسلامی شخصیات کے دفن کے بعد جنت البقیع کو خاص اہمیت حاصل ہوگئی اور اس اہمیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے عمل سے تقویت دی چنانچہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر شب آدھی رات کے بعد بنفس نفیس وہاں تشریف لے جاتے اور ان قبور کو اپنے قدم ہائے مبارکہ سے شرف یاب فرماتے اور وہاں مدفون اپنے ساتھیوں' مخلص اصحاب' مومنین و صالحین کو مخاطب کرکے ان پر سلام کہتے اور ان کی بخشش کی دعا کرتے' آپؐ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوتے تھے=

"سلام علیکم دار قوم مومنین' و انا بکم ان شاء اللہ لا حقون"

اسکے بعد آپؐ انکی بخشش کے لیے جنت البقیع کا نام لے کر یوں دعا کرتے=

"اللھم اغفر لا ھل بقیع الغرقد"

"اے اللہ! بقیع والوں کی مغفرت فرما"

جنت البقیع کی توسیع

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہاں تشریف لے جاکر بقیع میں مدفون شخصیات کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے اس مقام کی اہمیت بڑھ گئی- چنانچہ ارد گرد کے تمام اہل اسلام اپنی اموات کو وہاں دفن کرنے لگے' اس طرح جنت البقیع میں توسیع ہوئی اور اس کا احاطہ بڑھتا چلا گیا-

صحابہ کرامؓ کی قبریں

جنت البقیع میں صحابہ کرام کی قبور مبارکہ کے بارے میں تاریخی حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں سات ہزار سے زائد اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبریں بنیں جبکہ تابعین اور اہل بیت علیہم السلام کے افراد کی قبور ان کے علاوہ تھیں' اس طرح اس قبرستان میں صدر اسلام کے مقتدر افراد کی یادگاریں بن گئیں اور اہل اسلام ان کی زیارت کے لیے وہاں جاتے اور اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے تھے-

اہل بیتؑ کی قبور

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام کی

قبور مبارکہ کی وجہ سے جنت البقیع کی اہمیت میں اضافہ ہو گیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند جناب ابراہیم علیہ السلام پہلے فرد ہیں جن کی تدفین وہاں ہوئی۔ معتبر روایات کے مطابق حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر سیدہ نساء العالمین حضرت فاطمتہ الزہراء علیہا السلام بھی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ اگرچہ اس کی صحیح نشاندہی ممکن نہیں کیونکہ سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی تھی کہ ان کی تدفین رات میں کی جائے اور ان کی قبر پر کوئی نشان بھی نہ رکھا جائے تاکہ کوئی وہاں جا کر بے حرمتی نہ کرسکے۔ ایک تاریخ کے مطابق آپ کی رحلت ۳ جمادی الثانی ۱۱ھ بمطابق ۲۷ اگست ۶۳۳ء کو ہوئی۔

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی تدفین کا موضوع طویل بحث و تاریخی حوالوں کے ساتھ تحقیق طلب ہے لہٰذا اس وقت اس سلسلے میں مزید تفصیلات ذکر نہیں کی جاتیں۔

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے علاوہ جن آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی قبور مبارکہ جنت البقیع میں ہیں ان کی تفصیل کچھ یوں ہے=

حضرت امام حسن بن علیؑ

حضرت امام حسن علیہ السلام ۲۸ صفر ۵۰ ھ (۳۰ مارچ ۶۷۰ء) کو شہید ہوئے۔ آپ کو زہر دیا گیا' آپ کو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنے کے لیے لایا گیا مگر حکمرانوں نے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو وہاں دفن نہ ہونے دیا- لہٰذا حضرت امام حسن علیہ السلام کی وصیت کے مطابق عمل کرتے ہوئے آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا- آپ نے اپنی وصیت میں فرمایا تھا کہ اگر مجھے میرے جد امجد کی قبر مبارک کے پہلو میں دفن نہ کرنے دیا جائے تو مجھے میری مظلومہ ماں کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کیا جائے- اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی قبر مبارک بھی جنت البقیع میں ہے لیکن اس کا تعین ممکن نہیں اور جگہ کی نشاندہی نہیں ہو سکتی- چنانچہ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا' تاریخی حوالوں سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو آپ کے جد امجد حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنے سے روکتے ہوئے آپ کے جنازہ پر تیر برسائے گئے اور لاش کی بے حرمتی کی گئی' مگر امام حسن علیہ السلام کی وصیت کے مطابق اہل بیت علیہم السلام نے صبر سے کام لیا اور کسی قسم کی مزاحمت نہ کی بلکہ آپ کو بقیع میں دفن کر دیا گیا-

حضرت امام علی زین العابدینؑ

آئمہ اہل بیت علیہم السلام میں سے دوسرے فرد حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام ہیں جنہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا' آپ کی شہادت ۲۵ محرم ۹۵ ھ (۲۳ اکتوبر ۷۱۴ء) کو ہوئی' ولید بن عبدالملک نے آپ کو زہر دلوایا)

آئمہ اہل بیت کی قبروں کے ارد گرد زائرین کا ہجوم

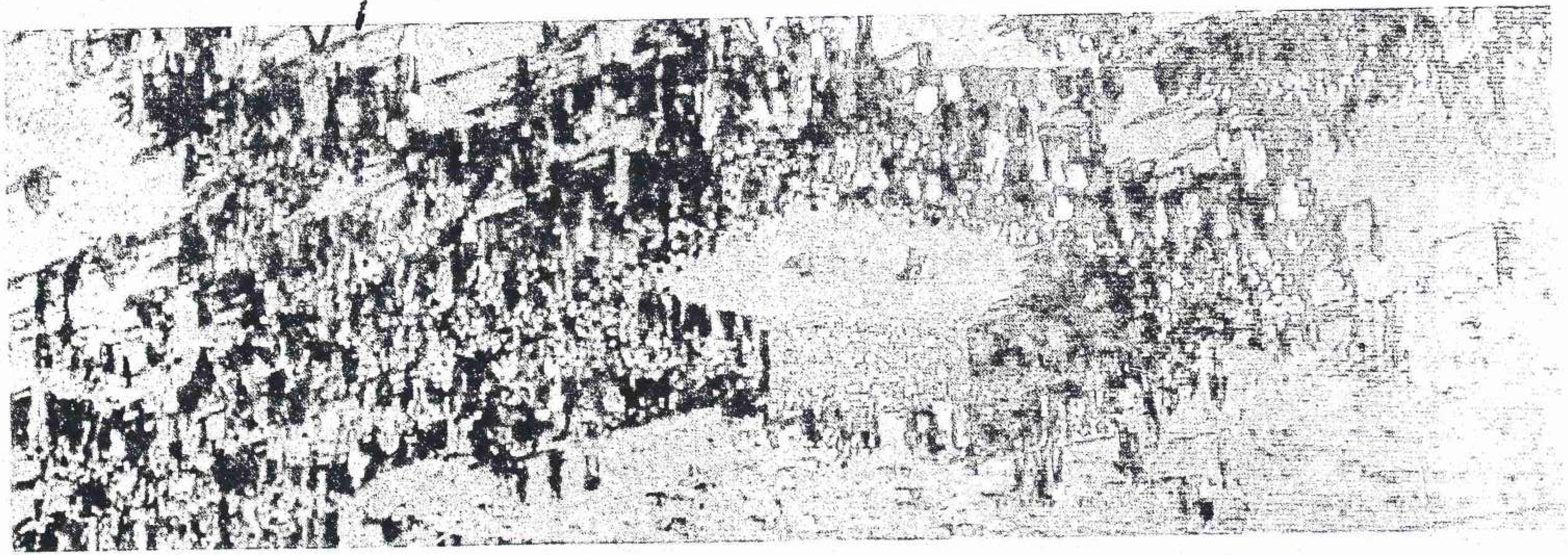

حضرت امام محمد باقرؑ

جنت البقیع میں دفن ہونے والے آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے تیسرے فرد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہیں جو ۷ ذی الحج ۱۱۴ھ (۳۱ جنوری ۷۳۳ء) کو شہید کیے گئے' آپ کو ابراہیم بن عبدالملک نے زہر دلوایا

حضرت امام جعفر صادقؑ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام چوتھے فرد ہیں جو آئمہ اہل بیت علیہم السلام میں سے جنت البقیع میں دفن ہوئے' آپ کو منصور دوانقی نے زہر دلوایا اور ۱۵ شوال ۱۴۸ھ (بطابق ۷ دسمبر ۷۶۵ء) کو شہادت پائی۔

ازواج النبیؐ کی قبور مبارکہ

اصحاب و آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے علاوہ جنت البقیع میں ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبور مبارکہ ہیں جنہیں خداوند عالم نے امہات المومنین کا اعزاز بخشا ہے' اس لحاظ سے بقیع کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعمام و عمات کی قبور بھی جنت البقیع میں ہیں جن کی وجہ سے یہ قبرستان مخصوص تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔

مسمار شدہ مزارات آئمہ اطہارؑ جہاں اب کچھ بھی نہیں

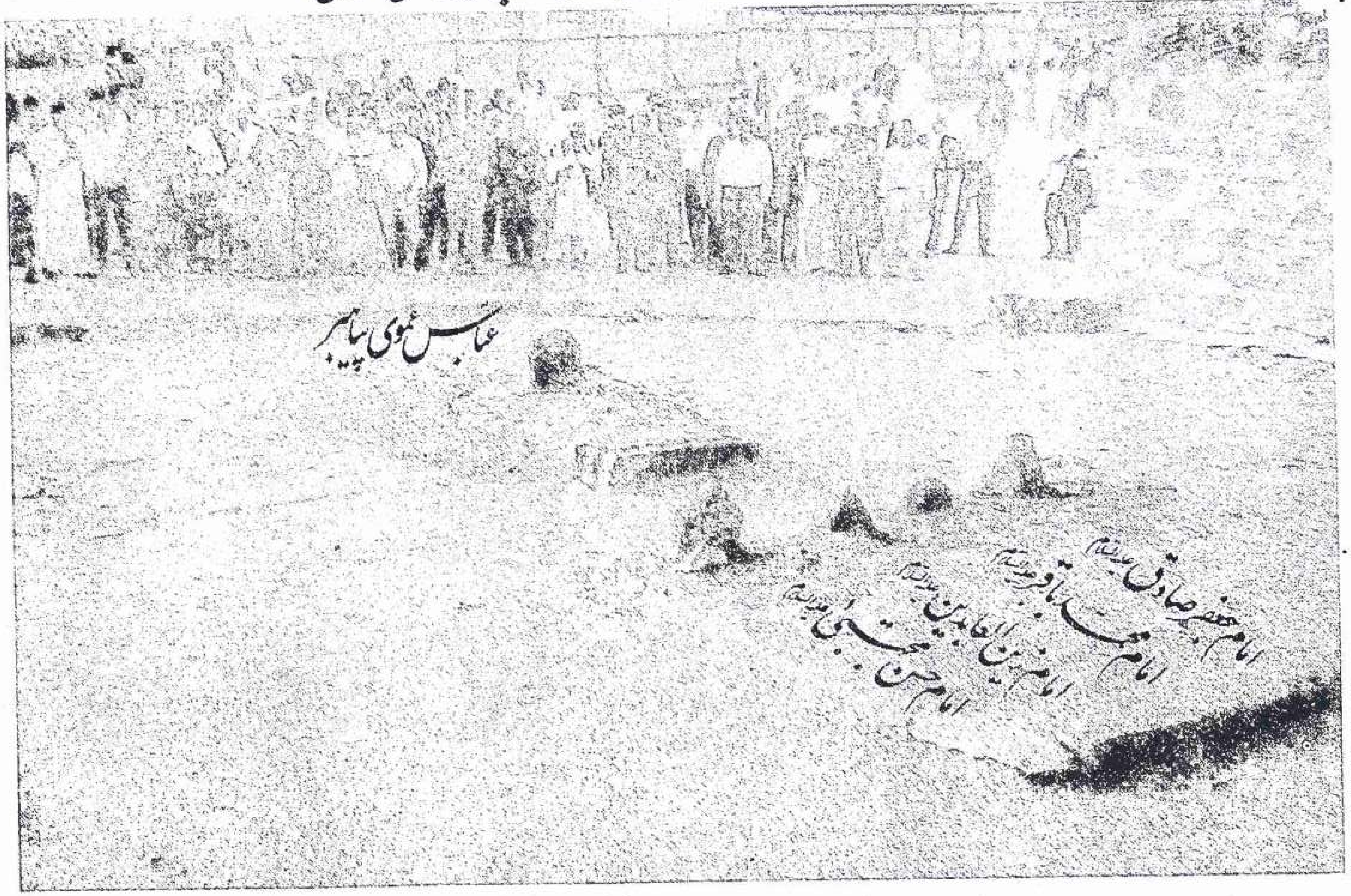

آنحضرتؐ کے متعلقین کی قبور

جنت البقیع میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب، آپؐ کی چچی محترمہ صفیہ بنت عبدالمطلب، آپؐ کی تربیت کرنے والی اسلام کی مقتدر خاتون حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام والدہ حضرت علی علیہ السلام کی قبر مبارک ہے، اس کے علاوہ جناب عبداللہ بن جعفر بن عبدالمطلب کی قبر ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ کی قبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مادر رضاعی جناب حلیمہ سعدیہ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے کیونکہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی والدہ ہونے کی نسبت حاصل ہوئی۔ اس معظمہ بی بی کی قبر مبارک بھی جنت البقیع میں ہے جہاں زائرین اپنی عقیدت کے پھول چڑھاتے ہیں۔

حضرت ام البنین فاطمہؑ کی قبر

حضرت عباس بن علی علیہ السلام شیر بیشہ کربلا کی والدہ ماجدہ کی قبر مبارک بھی جنت البقیع میں زائرین کی عقیدت کا مرکز ہے۔ اس عظیم خاتون نے اسلام کی

جس طرح والہانہ و جاں نثارانہ خدمت کی اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔

حضرت عاتکہ عمہ رسولؐ کی قبر

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی محترمہ عاتکہ کی قبر بھی جنت البقیع میں ہے اور زائرین حضرت صفیہ اور حضرت عاتکہ دونوں کی زیارت مشترکہ طور پر پڑھتے ہیں۔

حضرت عقیل بن ابی طالبؑ کی قبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد حضرت عقیل بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر بھی جنت البقیع میں ہے جن کا تذکرہ تاریخ میں متعدد حوالوں سے ملتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار

حضرت عقیل بن ابی طالب کی قبر کے ساتھ جناب عبداللہ بن جعفر طیار کی قبر ہے جہاں ان دونوں حضرات کی مشترکہ زیارت پڑھی جاتی ہے' ان کے ساتھ بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبریں بھی ہیں۔

پروردگان آغوش رسالتؐ کی قبریں

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش عنایت میں تربیت پانے والی تین یتیم بیٹیوں زینب' ام کلثوم اور رقیہ کی قبریں بھی جنت البقیع میں ہیں' حضرت عقیل اور جناب عبداللہ بن جعفر طیار کی قبروں کے نزدیک دائیں جانب ان بی بیوں کی قبریں ہیں

ازواج النبیؐ کے اسماء گرامی

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کہ جن کی قبریں جنت البقیع میں ہیں ان کے ناموں کی بابت بعض تواریخ میں جو اسماء ذکر ہوئے ہیں وہ یہ ہیں- یاد رہے کہ حضرت خدیجہ علیہا السلام کی قبر مکہ میں ہے- اور میمونہ کی قبر سرف میں ہے

زینب متوفیہ ۴ھ ' ریحانہ ۸ھ ' ماریہ قبطیہ ۱۶ھ ' زینب بنت جحش ۲۰ھ- ام حبیبہ ۴۲/۴۴ھ ' حفصہ ۴۵ھ ' سودہ ۵۰/۵۴ھ ' صفیہ ۵۰ھ ' جویریہ ۵۰/۵۶ھ ' عائشہ ۵۷ھ ' ام سلمہ ۶۱ھ

شہداء احد کی قبور

جنگ احد اسلام کی تاریخ میں نہایت اہمیت کی حامل لڑائی ہے- اس میں

انہدام کے بعد آئمہ اہل بیت کی قبور مبارکہ کے باقیماندہ آثار کی ایک یادگار تصویر

شہید ہونے والے مجاہدین اسلام کی قبور مبارکہ بھی جنت البقیع میں ہیں، جن کی زیارت اہل یقین کو سکون روح فراہم کرتی ہے۔

حضرت اسماعیل بن جعفر صادقؑ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند مبارک اسماعیل کی قبر مبارک بھی جنت البقیع کے احاطہ میں شہداء احد کی قبور سے چند قدم کے فاصلے پر ہے۔

مالک بن انس اور شیخ القراء نافع کی قبریں

جناب مالک بن انس اور شیخ القراء جناب نافع کی قبور بھی جنت البقیع میں حضرت عقیل بن ابی طالب علیہ السلام اور جناب عبداللہ بن جعفر طیار کی قبروں سے چند قدم کے فاصلے پر ہیں۔

ان کے علاوہ ہزاروں تابعین کی قبرین جنت البقیع میں ہیں کہ جن کی وجہ سے اس مقام کو خاص اہمیت و فضیلت حاصل ہے۔

آئمہ اہل بیت کی قبور مبارکہ پر کوڑا پھینکا ہوا ہے

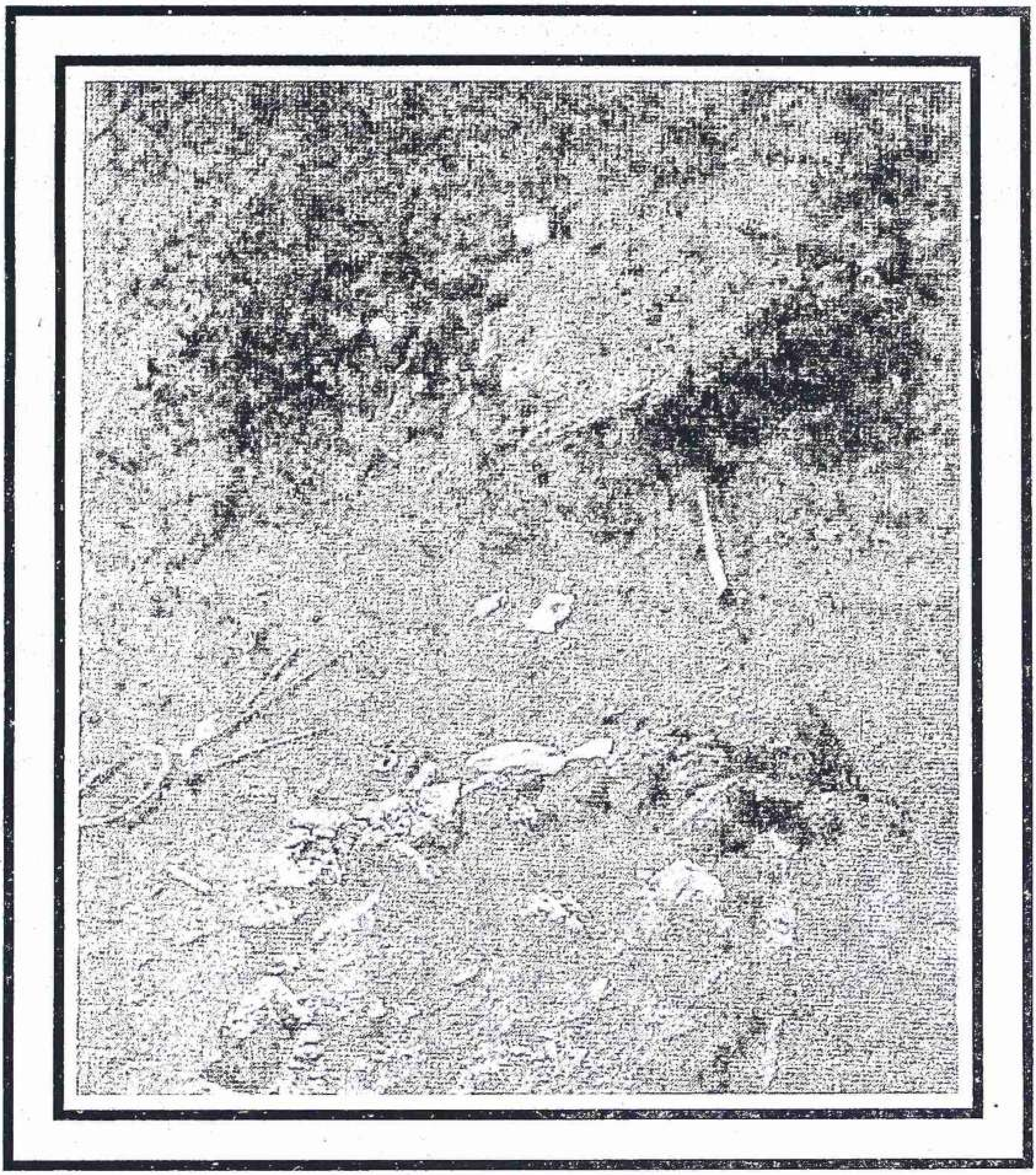

مزارات مقدسہ

جنت البقیع میں آئمہ اہل بیت علیہم السلام اور اصحاب و صالحین کی قبور مبارکہ پر عقیدت مندوں نے مزارات تعمیر کیے تاکہ ان ہستیوں کی زیارت کرکے ان سے محبت و عقیدت کا اظہار ہو سکے' گنبد و مینار کے مخصوص فن تعمیر کے ساتھ بزرگان دین کی یادگاروں کو محفوظ کیا گیا تاکہ وقت کے ساتھ ساتھ ان کی تعمیری عظمت متاثر نہ ہونے پائے' چنانچہ صدیوں سے یہ عظیم و مبارک قبرستان اہل اسلام کی عقیدت کا مرکز ہے۔ اس کی اہمیت و عظمت مکہ مکرمہ کے معروف قبرستان "جنت المعلیٰ" کی طرح مسلمانوں کے دلوں میں ہمیشہ باقی رہی اور لوگ جوق در جوق آئمہ و اصحاب' اولیاء و شہداء کے مزارات پر حاضری دیتے رہے تاکہ ان شخصیات کی عظیم اسلامی خدمات پر انہیں خراج عقیدت و ادائے احترام کر سکیں۔

جنت البقیع کے بارے میں ارباب تاریخ نے بہت کچھ لکھا ہے اور اس کی تفصیلات ذکر کی ہیں جن میں سے معروف مورخ ابن بطوطہ اس طرح رقمطراز ہیں=

بقیع' مدینہ منورہ میں مشرقی جانب واقع ہے اس میں داخل ہونے کے لیے جو دروازہ بنایا گیا ہے اسے "باب بقیع" کہتے ہیں۔ اس سے قبرستان کے اندر

مزرت سه . دبستي جو ب ويرن هو ء

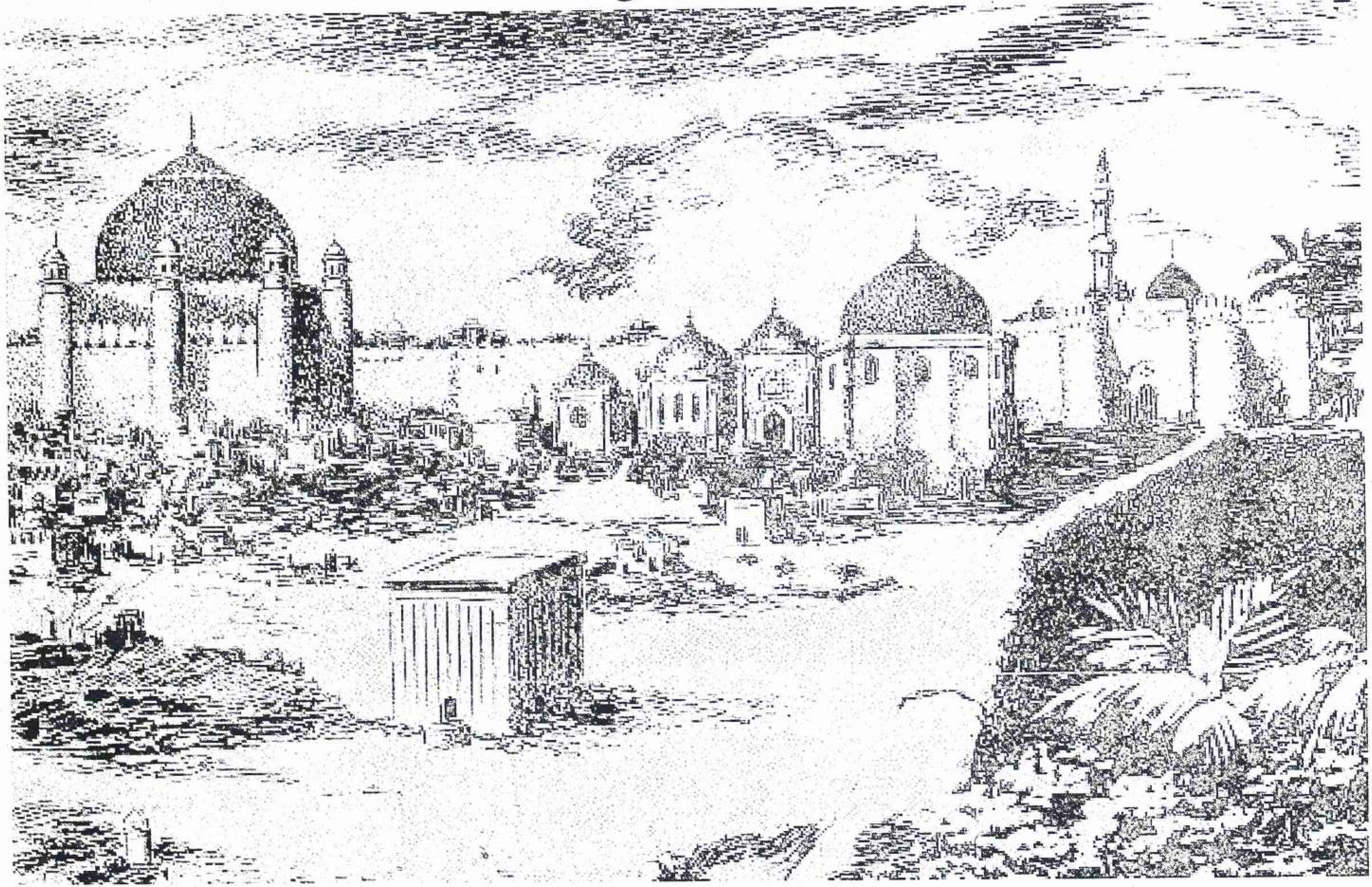

داخل ہوا جاتا ہے' اندر داخل ہوتے ہی بائیں جانب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی محترمہ صفیہ بنت عبدالمطلب کی قبر ہے' اس سے آگے اسی جانب جناب مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے اور اس پر چھوٹا سا گنبد بنا ہوا ہے' اس سے آگے چند قدم پر فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک ہے اور اس پر سفید رنگ کا گنبد ہے' اس کے دائیں جانب عبدالرحمٰن بن عمر کی قبر ہے- اس کے مقابل میں عقیل بن ابی طالب علیہ السلام اور عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے' اس کے سامنے ایک روضہ ہے جس میں ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امہات المومنین کی قبریں ہیں- اس کے ساتھ ہی ایک روضہ ہے جس میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کی قبر ہے اور حضرت حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے جس پر بہت بلند گنبد ہے جو کہ نہایت مضبوط و عمدہ فن تعمیر کا حامل ہے اور "باب بقیع" میں داخل ہوں تو دائیں جانب واقع ہے' اس کے علاوہ جنت البقیع میں مہاجرین و انصار میں سے اکثر حضرات کی قبریں ہیں اور اکثر اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبور ہیں کہ جن میں سے اکثر کے نشانات واضح نہیں'
-----(کتاب رحلہ ابن بطوطہ ص ۸۶)

اسی طرح ابن جبیر نے اپنے سفر نامہ میں جنت البقیع میں قبروں کی اس طرح نقشہ کشی کی ہے=

بقیع مدینہ منورہ کے مشرقی حصہ میں واقع ہے' اس میں داخل ہونے کے لیے "باب بقیع" بنایا گیا ہے' دروازہ سے اندر داخل ہوتے ہی سب سے پہلے بائیں

جانب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کی قبر ہے' اس کے ساتھ سامنے کی طرف امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے جس پر چھوٹا سا گنبد تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کے سامنے کی جانب فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ابراہیم علیہ السلام کی قبر ہے جس پر سفید گنبد بنا ہوا ہے۔ اس کے دائیں جانب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند عبدالرحمٰن کی قبر ہے جو ابو شحمہ کے نام سے مشہور تھے اور اسے اس کے والد نے حد شرعی جاری کرتے ہوئے کوڑے مارے تھے جس کے سبب وہ سخت بیماری کی حالت میں وفات پا گیا تھا۔ اس کے مدمقابل عقیل بن ابی طالب علیہ السلام اور عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب علیہ السلام کی قبریں ہیں' ان کے سامنے ایک روضہ ہے جس میں ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبریں ہیں اس کے ساتھ ہی ایک روضہ میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا جناب عباس بن عبدالمطلب کی قبر ہے' اور حضرت حسن بن علی علیہ السلام کی قبر ہے' جس پر بہت بلند گنبد بنا ہوا ہے اور جب "باب بقیع" سے داخل ہوں تو دائیں جانب واقع ہے۔ اس کی ترتیب اس طرح ہے کہ راس الحسن علیہ السلام عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کی جانب بنتا ہے اور ان دونوں کی قبریں سطح زمین سے بہت بلند ہیں جن پر نہایت خوبصورت الواح ہیں جن سے فن تزئین کے کمالات کا مظاہرہ ہوتا ہے اور وہ اپنے مخصوص جمال کے ساتھ منفرد ہیں۔ اسی شکل پر فرزند رسول حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر ہے' اس کے ساتھ ایک گھر کے آثار موجود ہیں جسے حضرت فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کیا جاتا ہے اور وہ "بیت الحزن" کے نام

سے مشہور ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس گھر میں وہ معظمہ تشریف لاتی تھیں اور اپنے پدر بزرگوار کے غم میں گریہ و حزن کرتی تھیں- بقیع کے آخری حصہ میں خلیفہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے، جس پر چھوٹا سا گنبد بنا ہوا ہے اور اس کے نزدیک حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام والدہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر مبارک ہے'

(سفر نامہ ابن جبیر ص ۱۵۳)

یاد رہے کہ ابن جبیر کے سفر نامہ کے ڈیڑھ صدی بعد ابن بطوطہ نے سفر نامہ لکھا جس میں جنت البقیع کی تفصیلی نقشہ کشی کی'

جنت البقیع میں بزرگان دین، صحابہ کرام، صالحین، مومنین اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے مزارات مقدسہ عرصہ دراز تک زائرین کی عقیدت کا مرکز رہے- یہاں تک کہ انیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں وہابی مسلک کے پیروکار حکام نے ان مزارات کو منہدم کر دیا اور ان کے نشانات مٹا دیئے- جبکہ ان مزارات کی تعمیر وتوسیع میں وقفہ وقفہ سے اضافہ ہو چکا تھا- مزارات کے انہدام سے اسلام کی مقتدر شخصیات، شہدائے صدر اسلام، اور اموات مومنین کی ہتک حرمت ہوئی-

انہدام جنت البقیع کے نظریاتی عوامل

معتبر تواریخ و روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے اصحاب و صالح مومنین کی قبور کے نشانات قائم کیے اور خود ان قبروں پر جاکر فاتحہ خوانی اور دعا کی، حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عمل سنت اور اسوہ حسنہ ہے اگر یہ عمل شریعت الہیہ میں ممنوع ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہرگز اسے انجام نہ دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قول جس طرح وحی الٰہی کا ترجمان ہوتا ہے اسی طرح آپ کا عمل بھی خدا کی مرضی و حکم کے مطابق ہوتا ہے بلکہ اگر کسی جگہ کوئی شخص کچھ کر رہا ہے اور آپؐ اسے دیکھ کر خاموش رہیں اور اس پر اعتراض نہ کریں تو اسے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے تائید کے طور پر حجت تسلیم کیا جاتا ہے کہ جسے علمی اصطلاح میں "تقریر" کہتے ہیں۔ ہمارے زیر نظر موضوع میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عملی طور پر زیارت قبور کے جواز کا ثبوت فراہم کیا ہے جو کہ نہایت مضبوط راہ اثبات ہے۔

وہابی مسلک کے مطابق انبیاء آئمہ علیہم السلام اور صحابہ و اولیاء الٰہی کی

قبور کی تعظیم ان حضرات کی عبادت و پرستش سے عبارت ہے جو کہ خدا کے ساتھ شرک کرنا ہے بلکہ وہ کفر اور لا دینی ہے- اسی لیے وہابی مسلک کے پیروکار قبور کی زیارت و تعظیم کرنے والوں کو قبروں کے پجاری کہتے ہیں' اور اس عمل کو زمانہ جاہلیت کی بت پرستی سے تشبیہ دیتے ہیں-

وہابی حضرات اپنے اعتقادات میں دیگر تمام مسلمان مکاتب فکر کی تکذیب اور ان کے نظریات کی نفی کرتے ہیں کیونکہ دیگر مسلم مذاہب ان اعمال کو شرک و کفر کی بجائے ان کے جواز و مباح ہونے کے قائل ہیں'

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر شخص کو نظریاتی آزادی حاصل ہے اور وہ جو عقیدہ پسند کرے اس کا اختیار ہے کہ کسی کو اپنے عقیدہ و مسلک کی پیروی کرنے پر مجبور نہیں کیاجاسکتا اور اس سے اختلاف کرنے والوں پر کفرو شرک کے فتوے نہیں لگائے جاسکتے-

وہابیت کے عقائد کا اجمالی بیان یہ ہے کہ وہ اپنے عقائد کو "توحید پرستی" کا نام دیتے ہیں اور انبیاء و آئمہ علیہم السلام اور شہداء و صالحین کی قبور کا احترام گمراہی و ضلالت سمجھتے ہیں جیسا کہ وہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل و تشفع اور آپ کو اپنی حاجات کے پورا ہونے اور مشکلات کے آسان ہونے کے لیے وسیلہ بنانے کو کفرو شرک قرار دیتے ہیں اور اس پر یہ دلیل قائم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو چکے ہیں اور مردہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی-

وہابی مسلک کے علاوہ دیگر مسالک اور مکاتب فکر ان کے نظریات سے

اختلاف کرتے ہیں اور وہ قبور کے احترام و تعظیم کو نہایت مستحسن عمل سمجھتے ہیں کیونکہ اس سے بزرگان دین کی یاد تازہ رہتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ عمل سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے۔

بہرحال وہابی مسلک کے پیروکاروں نے اپنے عقائد کے مطابق عمل کرتے ہوئے جنت البقیع کے مزارات کو منہدم کر دیا اور دیگر مسلمان مکاتیب فکر کے عقائد و نظریات کو کوئی اہمیت نہ دی'

تاریخ پر ایک نظر

۱۲۰۵ھ سے ۱۲۱۷ھ کے درمیان وہابی مسلک کے پیروکاروں نے حجاز پر تسلط قائم کرنے کے لیے متعدد جنگیں لڑیں جو کہ پچاس سے زائد بتائی جاتی ہیں' ان جنگوں میں کئی مرتبہ حجاز کے حکمرانوں 'اشراف' اور وہابیوں کے درمیان صلح کے معاہدے بھی ہوئے جن پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجہ سے جنگ کا سلسلہ جاری رہا' بالآخر ۱۲۱۷ھ کے آخر میں انہوں نے طائف کا کنٹرول سنبھال لیا اور ایک خون ریز حملے سے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرلی- ۱۲۱۸ھ میں انہوں نے کسی لڑائی کے بغیر مکہ مکرمہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور پھر مزارات مقدسہ کے انہدام و تخریب کا سلسلہ وسیع پیمانہ پر شروع ہوگیا' انہوں نے جہاں بھی گنبد و مینار اور مزار دیکھا' اسے زمین سے یکساں کر دیا- یہاں تک کہ زمزم کے کنویں پر قائم گنبد کو بھی گرا دیا' تاہم حاکم حجاز کہ جس نے ان سے صلح کے معاہدہ پر دستخط کئے تھے- اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور اس نے مزارات مقدسہ کی بے حرمتی کو مزید برداشت نہ کیا اور معاہدہ کو توڑ دیا' یہیں سے اس بات کی راہ ہموار ہوگئی کہ وہابیوں نے ایک بار پھر ۱۲۲۰ھ میں دوبارہ مکہ کو اپنے کنٹرول میں لے لیا-

اس کے بعد انہوں نے ۱۲۲۱ھ میں مدینہ منورہ پر تسلط جمایا اور اس وقت ان کی تمام تر توانائیاں جنت البقیع کے انہدام پر صرف ہوئیں۔ انہوں نے اس تاریخی عظیم قبرستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور مزارات و مساجد کو گرا کر ان کے پتھروں کے نشانات بھی ختم کر دیئے

دیگر مقامات کا انہدام

مزارات مقدسہ کے انہدام کے ساتھ ساتھ شہدائے احد کی قبور کے نشانات بھی مٹا دیئے گئے، حضرت سید الشہداء حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر بنی ہوئی مسجد کو گرایا گیا' بقیع سے باہر جو مسجدیں بنی ہوئی تھیں مثلاً مسجد فاطمۃ الزہراء علیہا السلام' مسجد المنارتین' مسجد المائدہ (جس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ مائدہ نازل ہوئی) اور مسجد الثنایا (جس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک کو جو جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے دفن کیا گیا تھا کو بھی منہدم کر دیا گیا- مجموعی طور پر مورخین نے ۳۴ مساجد ذکر کی ہیں جو منہدم کی گئیں-

جنت البقیع کے بلند مزارات کو سطح زمین کے برابر کر دیا گیا اور وہاں کوئی گنبد و مینار باقی نہ رہنے دیا گیا اور اس عظیم تاریخی قبرستان کو ایک ویرانہ بنا دیا گیا اور اس طرح ان مزارات کو منہدم کیا گیا کہ اب ڈھونڈے سے بھی ان کے نشانات نہیں ملتے-

تاریخ نے رخ بدلا

۱۲۳۳ھ میں مصری افواج کے ہاتھوں عبداللہ بن سعود کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور اسے گرفتار کرکے مصر لایا گیا اور پھانسی دے دی گئی، بعض تاریخ نگاروں نے مستند حوالوں سے لکھا ہے کہ وہابیوں کے حجاز پر تسلط قائم کرنے کے نتیجے میں ہزاروں افراد مدینہ و مکہ سے کوچ کر گئے تاکہ اپنے عقائد و نظریات کی وجہ سے کسی مصیبت میں مبتلا نہ کر دیئے جائیں، دنیا بھر کے مقامات مقدسہ کی آزادی اور فریضہ حج کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کا مطالبہ شدت اختیار کر گیا- چنانچہ محمد علی پاشا بھرپور تیاری کرکے حجاز کی طرف بڑھا اور وہاں کے قبائلیوں نے اس کی بھرپور حمایت کی، جس کے نتیجے میں مدینہ کا کنٹرول دوبارہ حاصل کرلیا گیا اور پھر مکہ کا نظام بھی سنبھال لیا گیا، اس طرح وہابیوں کی حکومت اور مقامات مقدسہ پر ان کے تسلط کا خاتمہ ہوگیا-

وہابیوں کے مقامات مقدسہ کے تسلط سے بے دخل ہونے کے بعد ۱۸۱۸ھ میں سلطنت عثمانیہ کے تاجدار عبدالمجید اور پھر اس کے بعد سلطان عبدالحمید اور سلطان محمود کے دور میں مقامات مقدسہ کی تعمیر نو ہوئی، حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا حرم مبارک، جنت البقیع اور احد میں واقع اسلامی یادگاروں کو دوبارہ تعمیر کیا گیا، پھر ۱۸۴۸ء - ۱۸۶۰ء کے درمیان ان مقدس مقامات کی تعمیر کا کام دوبارہ انجام دیا گیا اور انہیں پہلی حالت میں تعمیر کیا گیا، بعض مورخین کے مطابق ان کی تعمیر پہلے سے بھی زیادہ وسیع ہوئی۔

سلطنت عثمانیہ میں مزارات مقدسہ اور مساجد کی تعمیر نو کے عمل میں فن تعمیر کے عظیم شاہکار سامنے آئے اور نہایت خوبصورت، دلکش اور روح پرور انداز تزئین سے ان عظیم یادگاروں، عبادت گاہوں اور مقدس مزارات کو سجایا گیا۔

دوسری مرتبہ مقامات مقدسہ کا انہدام

ایک بار پھر حالات نے رخ بدلا اور ماہ صفر ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۹۲۴ء میں سلطان بن بجاد اور خالد بن لوی کی قیادت میں حجاز پر دھاوا بول دیا گیا اس دفعہ طائف کو نشانہ بنایا گیا۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف بڑھے اور اس پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ اس مرتبہ انہوں نے مکہ کی کسی بھی دینی یادگار کو نہ چھوڑا اور تمام مزارات کو سطح زمین سے یکساں کرتے ہوئے اسی طرح عمل کیا جس طرح طائف میں کر کے آئے تھے۔ طائف میں انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر منہدم کر دی اور جب جدہ پر ان کا تسلط ہو گیا تو انہوں نے وہاں حضرت حوا (ام البشر) کی قبر کو منہدم کیا،

مدینہ منورہ میں ان کا دوسری مرتبہ قابض ہونا بھی تاریخ نے دیکھا۔ چنانچہ

وہ دسمبر ۱۹۲۵ء کے آخری عشرے میں مدینہ پر مسلط ہوگئے' اس مرتبہ انہوں نے ضریح ہائے مقدسہ اور متبرک مقامات کے انہدام میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی اور حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے سوا باقی تمام مزارات کو منہدم کر دیا۔ ممکن ہے کہ قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدم انہدام عالم اسلام کے ممکنہ رد عمل کے خوف سے ہو' بہرحال قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گنبد کا باقی رہنا وہابی مسلک کے اصولوں کے خلاف ہے۔

مکہ مکرمہ میں وہابیوں نے جنت المعلی اور بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جس گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی) اور دیگر قبور مبارکہ کو منہدم کر دیا۔

یوم انہدام جنت البقیع

۸ شوال ۱۳۴۴ھ بمطابق ۲۱ اپریل ۱۹۲۵ء عالم اسلام کے لیے یوم سیاہ قرار پایا' جب حکام نے اپنے دینی رہنما عبداللہ بن بلنھید کے فتوے کے مطابق جنت البقیع میں مزارات مقدسہ کو منہدم کر دیا' اس دن دنیا بھر میں اس دلخراش واقعہ کی یاد منائی جاتی ہے اور مزارات مقدسہ کی تعمیر نو کا مطالبہ کیا جاتا ہے' احتجاجی تار اور خطوط بھیجے جاتے ہیں' اجتماعات منعقد ہوتے ہیں اور سعودی حکمرانوں کو دوسروں کے موقف اور نقطہ نظر کا احترام کرنے اور اپنے عقائد کسی پر مسلط نہ کرنے کی تاکید کی جاتی ہے۔

دوسری اسلامی یادگاروں کا انہدام

مکہ مکرمہ میں جنت المعلی اور مدینہ منورہ میں جنت البقیع کے علاوہ دوسری اسلامی یادگاروں کو بھی ختم کر دیا گیا مثلاً اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکانات و رہائش گاہیں، بنی ہاشم کے گھر، بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت خدیجہ علیہا السلام کا مکان، حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی رہائش گاہ، حضرت حمزہ علیہ السلام کا گھر، سقیفہ بنی ساعدہ، ارقم بن ابی ارقم کا گھر، وہ تاریخی مقام جہاں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر میں قیام کیا اور پھر وہاں سے اتر کر میدان کی طرف آئے

اگر ان یادگاروں اور مزارات کے بلند گنبد و مینار کو گرانا ہی مقصود تھا تو کم از کم ان کی جگہ نشانی کے طور پر کچھ رکھ یا لکھ دیا جاتا تاکہ زائرین اور محبت و عقیدت کا اظہار کرنے والوں کو دشواری نہ ہوتی کیونکہ اس طرح کی علامت و نشانی باقی رکھنا تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیم علیہ السلام کی قبر پر پتھروں کے ذریعے نشانی بنائی اور ہر شب وہاں جا کر سلام و دعا فرماتے تھے۔

بیت الاحزان

جنت البقیع میں حضرت عباس بن عبدالمطلب علیہ السلام کی قبر مبارک کے ساتھ ایک گھر تھا جسے حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا سے منسوب "بیت الزہراء" کہا جاتا تھا' اسے بھی منہدم کرکے خاک سے یکساں کر دیا گیا' یہ گھر وہی' "بیت الاحزان" ہے جس کا تذکرہ تواریخ میں ملتا ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت ہوئی تو حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے پدر بزرگوار کو یاد کرکے بہت زیادہ گریہ کرتی تھیں۔ شب و روز بابا کے غم میں روتی تھیں اور آپ کے رونے کی شدت اس قدر تھی کہ آپ نے اپنے شوہر نامدار حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہا کہ ان کے لیے کہیں دور ایک جگہ بنا دیں جہاں جا کر وہ جی بھر کر اپنے پدر گرامی قدر کا غم منا سکیں اور آپؑ کی جدائی پر گریہ کرسکیں۔ چنانچہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک گھر حضرت عباس بن عبدالمطلب کی قبر کے قریب بنایا جہاں حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا ہر روز جا کر جی بھر کر اپنے والد گرامی کو یاد کرکے گریہ کرتیں۔ یہ گھر "بیت الحزن" کے نام سے مشہور ہو گیا' بعض مختلف میں یہ درج ہے کہ حضرت پیغمبر

بیت الاحزان کے انہدام کے بعد باقیماندہ اثار

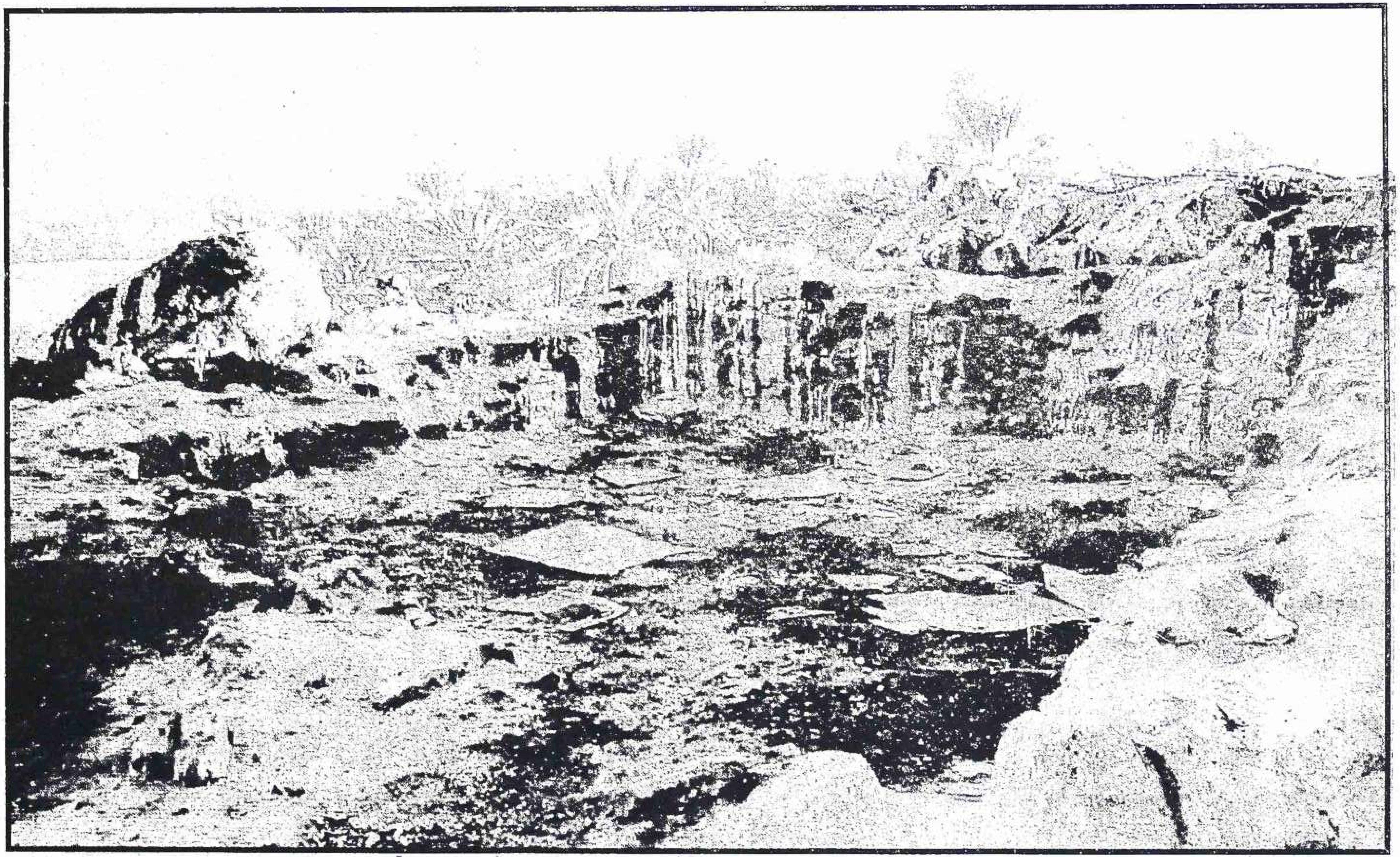

اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہر وقت گریہ کرتی تھیں مدینہ کے لوگوں نے شکایت کی کہ ان کے آرام میں خلل پڑتا ہے لہٰذا سیدہ دن میں روئیں یا رات میں گریہ کریں تو حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے امیرالمومنین علیہ السلام سے کہا کہ انؑ کے گریہ کرنے کی جگہ کہیں اور بنا دیں تاکہ وہ کسی کے لیے زحمت کا باعث نہ بنیں۔ جس پر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے بیت الحزن بنا دیا اور مخدومہ کونین وہاں جا کر اپنے عظیم باپ کے غم میں گریہ کرتی تھیں' اگر یہ روایت صحیح ہو تو مدینہ کے لوگوں کی قساوت قلبی کی انتہا ہے کہ ایک بیٹی اپنے باپ پر گریہ کرے تو کسی کے آرام میں خلل پڑے' یہ کیونکر ممکن ہے۔ آخر سیدہ عالم علیہا السلام دختر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی عظمت کی مالک خاتون کتنی اونچی آواز سے گریہ کرتی ہوں گی کہ شہر والوں کا آرام متاثر ہوتا ہو گا' اور بالفرض اگر کسی کا آرام متاثر ہو تو وہی ہو سکتا ہے جو گھر کے اندر رہتا ہے یا نہایت قریبی ہمسایہ' ورنہ اس ممانعت میں دیگر عوامل کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

بیت الاحزان کی تعمیر شاید تاریخ انسانیت کا منفرد اور سب سے پہلا واقعہ ہے اس سے قبل تاریخ میں اس طرح اور اس مقصد کے لیے تعمیر کئے جانے والے کسی گھر کا تذکرہ موجود نہیں جبکہ انبیاء علیہم السلام کے ادوار میں بھی امتوں نے طرح طرح کے مظالم اپنے ہادیوں و پیشواؤں پر ڈھائے' عظیم سے عظیم ہستیاں دنیا سے رخصت ہوئیں مگر کسی دور میں کسی قوم نے ایسے کسی گھر کی تعمیر نہیں کروائی جسے صرف رونے اور حزن و غم سے مخصوص کیا گیا ہو' سوائے اس گھر کے جسے حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی فرمائش و ضرورت پر

تعمیر کروایا کہ جس میں حضرت فاطمہ علیہا السلام اپنے پدر گرامی قدر کی رحلت و جدائی پر جی بھر کر گریہ کرتی تھیں'

گریہ ایک انسانی عمل ہے' فطری تقاضا ہے اور اسلام و دیگر ادیان و مذاہب میں اسے ایک جائز عمل قرار دیا گیا ہے کیونکہ کوئی بھی دین و آئین فطری تقاضوں اور انسانی اقدار کی ممانعت نہیں کرتا بلکہ ان کی تائید کرتا ہے' اور جب کسی شخصیت سے محبت ہو تو اس کی جدائی کا غم دل ودماغ پر چھا جاتا ہے۔ جس قدر محبت کا رشتہ وسیع و قوی ہوتا ہے اس کے مطابق غم و حزن بھی زیادہ ہوتا ہے اور جب محبت کا حوالہ روحانی تعلق کی بناء پر ہو تو اس میں جدائی کا تصور ہی ناقابل یقین ہوتا ہے اس سے بڑھ کر جب محبت کا روحانی رشتہ مشن وہدف اور مقصد سے ملتا ہو تو جذبات و احساسات کی کوئی حد ہی مقرر و متعین نہیں ہو سکتی' ان تمام حوالوں کا مجموعہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے غم و حزن کی غیر معمولی کیفیت میں پایا جاتا ہے۔ بیٹی ہونے کے ناطے نسبی رشتہ باپ کی جدائی کو ناقابل برداشت بنا دیتا ہے۔ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اس حوالہ سے جب اپنے عظیم و شفیق باپ کو یاد کرتیں تو آپ کے غم و حزن کی شدت بڑھ جاتی اور آپ زار و قطار روتیں تھیں' شریک مشن و مقصد ہونے کے حوالہ سے حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام سرور انبیاء ختمی مرتبت محسن انسانیت پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کا تصور دل میں لاتیں تو آپ غم سے نڈھال ہو جاتی تھیں اور جب اپنے عظیم نبیؐ کی الوادعی گھڑیوں کو خاطر میں لاتیں تو کانپ اٹھتی تھیں اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی چہرے کا آخری دیدار یاد آتا تو آنسوؤں کا سیلاب امنڈ آتا اور سیدہ

علیہا السلام دھاڑیں مار مار کر گریہ کرتیں، اسی طرح جب آپ کو وہ وقت یاد آتا جب ملک الموت نے دروازہ پر دستک دی اور قبض روح کی اجازت مانگی تو آپ نے حضرت رسول خدا صص سے عرض کی بابا ابھی تو آپ زندہ ہیں آپ کی زندگی ہی میں ہمارے دروازہ پر اس طرح اندر آنے کے لیے کوشش ہو رہی ہے تو حضرت پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا کہ بیٹی یہ تیرے گھر کی عزت ہے کہ یہاں ملک الموت فرشتہ بھی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوتا۔ یہ تو جب کہیں جاتا ہے اجازت کے بغیر اندر داخل ہو جاتا ہے۔ یہ قبض روح پر موکل و مامور ہے۔ اسے اجازت دے دیں اس وقت کو یاد کر کے سیدہ کونین علیہا السلام مصروف گریہ ہو جاتی تھیں۔ اسی طرح دیگر وہ مصائب جو بی بیؑ پر آئے ان سب کو یاد کر کے سیدہؑ گریہ کرتیں۔

حزن و غم کی شدت و کثرت سے صورت حال یہ ہو گئی کہ دختر رسولؐ شب و روز رو رو کر گزارنے لگیں، ظاہر ہے جو بی بی ختمی مرتبتؐ جیسی عظیم و جلیل القدر شخصیت کی شفقت و محبت اور احترام سے بہرہ ور ہو چکی ہوں وہ مصائب کے طوفانوں میں گھر جانے کے بعد اپنی قلبی کیفیت کی تسکین گریہ ہی کے ذریعے کر سکتی تھیں۔ اسی لیے جو گھر سیدہ طاہرہ علیہا السلام کے رونے کے لیے تعمیر کیا گیا، وہ "بیت الاحزان" سے موسوم ہوا۔ عربی میں "حزن" کی جمع "احزان" ہے جس کے معنی ہیں "کئی غم" گویا سیدہ عالم علیہا السلام حضرت پیغمبر اسلامؐ کی رحلت کے بعد غموں کی کثرت کا شکار ہوئیں چنانچہ بعض روایات میں مذکور ہے کہ آپ نے اپنے عظیم المرتبت والد سے مخاطب ہو کر بحالت گریہ یہ الفاظ ادا کیے=

"بابا جان آپ کے جانے کے بعد مجھ پر اس قدر مصیبتیں آپڑیں کہ اگر وہ

مصیبتیں دنوں پر آتیں تو وہ راتوں میں بدل جاتے

سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے دکھوں، غموں، اور مصیبتوں کو یاد کرکے گریہ فرماتی تھیں لہٰذا آپ نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمائش کی کہ ان کے لیے ایک ایسی جگہ مخصوص کردیں جہاں کسی کو ان کے گریہ کرنے سے زحمت نہ ہو، عام طور پر بیت الاحزان کی تعمیر کی وجہ یہی بیان کی جاتی ہے اور علماء و مورخین نے بالعموم اسی سے اتفاق کیا ہے، تاہم اس سلسلے میں جو بات میری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ کہ اس گھر (بیت الاحزان) کی تعمیر کا پس منظر ممکن ہے اس سے بھی وسیع ہو کیونکہ جب پس منظر اور پیش منظر دونوں کو یکجا کرکے اس موضوع پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام اپنے اس عمل سے "عزا خانہ" کی عملی بنیاد ڈال رہی تھیں تاکہ رہتی دنیا تک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت اطہار و مظلومین عالم علیہم السلام کا غم منانے کے لیے ایک ایسی مخصوص جگہ ہونی چاہیے جہاں جی بھر کر گریہ کیا جاسکے اور انسانی فطری تقاضے کی تکمیل ہوسکے۔ لہٰذا "بیت الاحزان" کو اسلامی تاریخ میں سب سے پہلا عزا خانہ کہا جاسکتا ہے اور اس عزا خانہ کی بانی حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام ہیں تو اس مقصد کے تحت جو مقام تعمیر کیا جائے وہ سیدہ سلام اللہ علیہا کی سنت کہلائے گا۔اور سیدہؑ کا عمل اسوہ ہے کہ جس کی تقلید فطری تقاضوں کی تکمیل کے ساتھ ساتھ بی بیؑ کی سیرت کی عملی پیروی کہلائے گی۔ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی بابت حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا ارشاد ہے وفی ابنتہ رسول اللہ لی اسوۃ دختر رسول خداؐ کی ذات و حیات میں میرے لیے اسوہ و نمونہ عمل ہے، (بحار الانوار ج ۵۳ باب ۳۱ حدیث ۹) حضرت

فاطمہ زہراء کے عمل کے لازم الاتباع ہونے پر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے " لقد کانت مفروضة الطاعته علی جمیع من خلق الله من الجن والانس والوحش (آپ خدا کی تمام مخلوق جنوں' انسانوں پرند و چرند سب کے لیے لازم الاطاعت تھیں آپ کی پیروی سب پر فرض ہے) ملاحظہ ہو کتاب من فقہ الزہراء السید الشیرازی ج ۱ بحوالہ دلائل الامامہ طبری ص ۲۸)

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کا عمل انسانی اقدار کا محافظ ہے۔ فطری تقاضوں کی تکمیل کا ذریعہ ہے اور تاریخ کے حقائق کی یادگار ہے' "بیت الاحزان" کی تعمیر کا مقصد شاید یہ بھی ہو کہ اس سے نسل در نسل ان حوادث کا ذکر باقی رہے جو حضرت پیغمبر اسلام ﷺ کی المناک رحلت کے بعد رونما ہوئے اور حضرت فاطمہ زہراء علیہا اسلام ان دکھوں اور غموں (احزان) کو یاد کرکے شب و روز گریہ کرتی رہتی تھیں۔

ہم یہاں "بیت الاحزان" کے حوالہ سے اسی مختصر بیان پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ اس کتاب میں ہمارا مقصد صرف تاریخی پہلوؤں کا تذکرہ ہے' البتہ اس سلسلے میں تفصیلی بحث کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

جنت البقیع کا احاطہ

تاریخ کے معتبر حوالوں سے جنت البقیع کے احاطہ اور وسعت کا تعین نہیں ہو سکا کیونکہ ابتداء میں یہاں درخت، سبزہ اور جھاڑیاں تھیں اور دیگر ادیان کے پیرو کاروں کی متفرق قبریں تھیں۔ جب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جلیل القدر صحابی جناب عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کا حکم دیا تو فرمایا کہ بقیع کے علاقہ میں غرقد کے درختوں کو کاٹ کر قبر بنائی جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر عمل کیا گیا اور جناب عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں دفن کیا گیا، تو یہ مدینہ والوں کا قبرستان مشہور ہوا۔

اس کے بعد قبرستان میں دیگر صالح مسلمین و صحابہ کرام کی تدفین اور شہداء احد و ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلقین و اقارب کی قبریں بنتی گئیں جن کی وجہ سے جنت البقیع کے احاطہ میں وسعت آتی گئی۔

رفتہ رفتہ قبرستان کا احاطہ بڑھ گیا اور پھر اس کی حدود مغربی جانب سے مشرقی جانب تک طولانی وسعت اختیار کر گئیں جبکہ جنوبی سمت اور شمالی سمت میں

معمولی اضافہ ہوا، بعض تواریخ کے مطابق جناب عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک بقیع کی مشرقی دیوار کے قریب واقع ہے جس کا فاصلہ مغربی جانب مرکزی دروازہ سے کافی زیادہ بنتا ہے۔ ابتداء میں جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغربی جانب سے تشریف لاتے تو آپ ؐ کو کافی دور تک پیدل چلنا پڑتا تھا کیونکہ آپ ؐ کی رہائش گاہ بقیع کے مغربی سمت میں مرکزی دروازہ سے بھی دور فاصلہ پر تھی۔ اس لحاظ سے جنت البقیع کا احاطہ کافی وسیع معلوم ہوتا ہے۔

قبور کی ترتیب

جنت البقیع میں قبور مبارکہ کی ترتیب کے بارے میں زیادہ اختلاف نہیں تاہم بعض قبور کا یقینی تعین ان پر قائم نشانات کے مٹ جانے یا پتھروں کے اٹھالئے جانے سے قدرے مشکل ہوگیا ہے۔ البتہ اجمالی طور پر ان کی سمت اور احاطہ کی نشاندہی درست ہوئی ہے' یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سابقہ زمانہ میں قبروں پر نشانی کے طور پر جو پتھر رکھے جاتے تھے ان کی پہچان دو طرح سے ہوتی تھی یا تو پتھروں کے ترتیب کے ساتھ رکھے جانے سے یا پتھروں کی نوعیت بحیثیت رنگ' حجم اور دیگر خصوصیات سے' اور اس کے ساتھ ساتھ کہیں کہیں پتھروں پر نام بھی لکھ دیئے جاتے تھے۔ بعض حوالوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پتھروں کے ساتھ ساتھ کپڑے کی چادر سے قبر کا غلاف بنا دیا جاتا تھا تاکہ نشانی کے طور پر اس سے کام لیا جاسکے' بہرحال قبروں کی نشاندہی کے طریقے سابقہ ادوار میں بھی رائج تھے بلکہ قبل از اسلام بھی قبور کی نشانیاں قائم کی جاتی تھیں۔ بعض قبائل اپنی مخصوص نشانیاں قائم کرتے تھے اور اس کے اردگرد درخت لگا دیتے تھے۔

شہداء احد کے بارے میں

جنگ احد میں شہید ہونے والے مجاہدین اسلام کی قبور مبارکہ کے بارے میں عام شہرت یہی ہے کہ وہ جنت البقیع میں ہیں کیونکہ ان شہداء کے وارث انہیں وہاں سے مدینہ منورہ لے آئے اور یہاں دفن کیا'

بعض ارباب نظر نے لکھا ہے کہ احد کے شہداءؓ کے جنازے ان کے متعلقہ قبیلوں نے اونٹوں پر رکھ کر مدینہ منورہ لانے کا اقدام کیا تو ان کی سواریاں مدینہ کی طرف جاتے ہوئے رک جاتی تھیں جبکہ میدان جنگ کی طرف رخ کرتے ہوئے تیزی سے چلنے لگتی تھیں چنانچہ انہوں نے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس کی اطلاع دیتے ہوئے ہدایت جاری کرنے کی درخواست کی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کا حکم ہے ان شہیدوں کو ان کی قتل گاہوں میں رہنے دو' چنانچہ سب نے آپؐ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے سواریاں روک دیں اور شہیدوں کو وہاں دفن کر دیا گیا۔

بعض مورخین کا یہ کہنا بے معنی ہے کہ شہداء احد کو جب میدان ہی میں دفن کرنے کا فیصلہ ہوا تو ایک قبر میں دو مردوں کو دفن کیا گیا۔ سوائے حضرت سید

قبور مبارکہ شہدائے احد

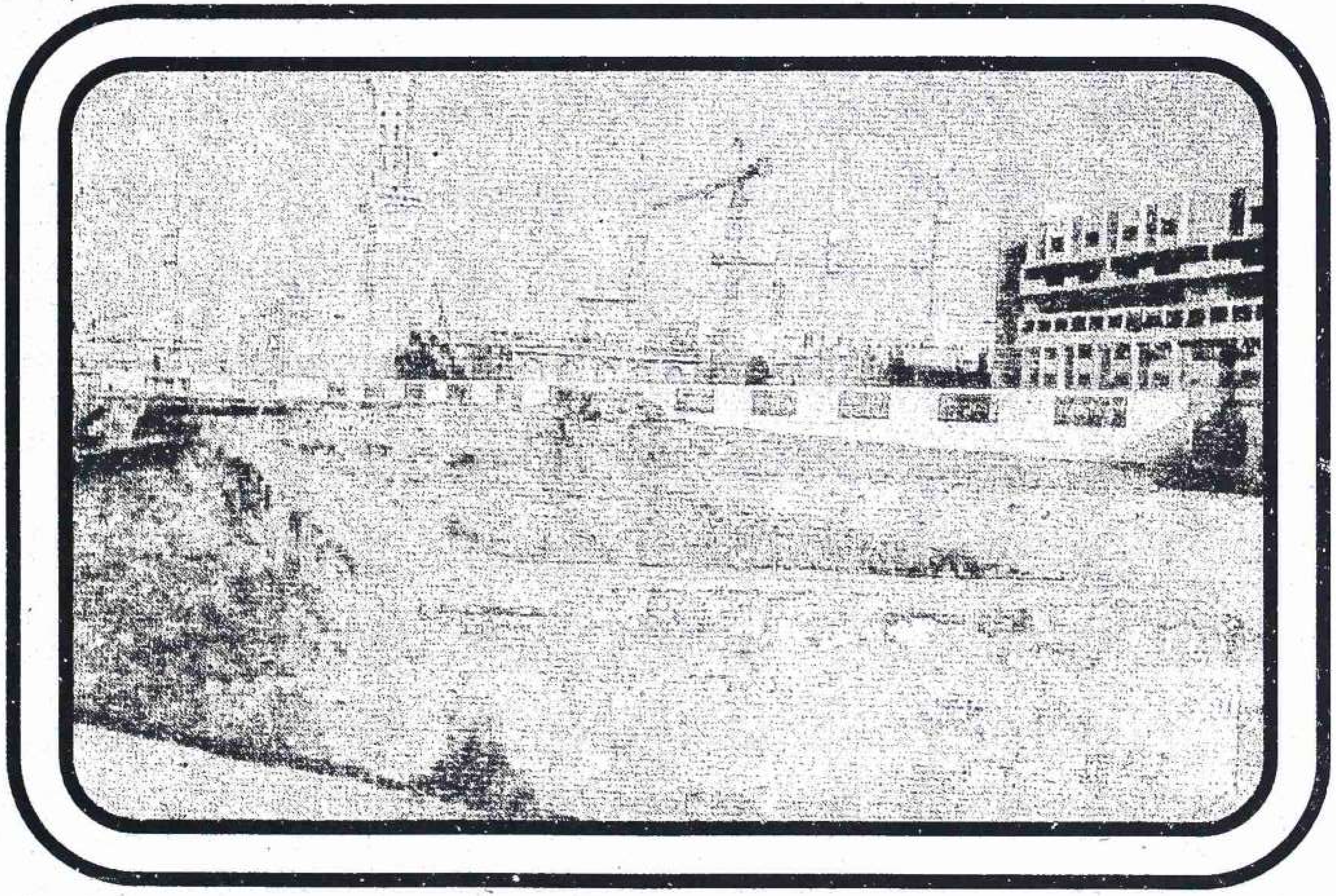

الشہداء حمزہ بن عبدالمطلب علیہ السلام عم الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ انہیں ایک قبر میں اکیلا دفن کیا گیا' یہ بات قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی کیونکہ احد کا میدان وسیع تھا اور اس میدان میں جنگ ہو چکی تھی۔ گویا اس قدر وسعت تھی کہ وہاں کار زار واقع ہو تو قبریں بنانے کے لیے جگہ اس قدر تنگ کس طرح ہوگئی کہ دو مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت حمزہ علیہ السلام کا مقام و مرتبہ بلند سہی مگر اسلامی حوالہ سے بحیثیت مردہ ہونے کے ان پر وہی احکام لاگو ہوتے ہیں جو دوسروں کے لیے ہیں۔ دیگر مجاہدین اسلام کی حرمت کم نہ تھی جبکہ دو مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنے سے وہ احترام باقی نہیں رہتا جو اسلام نے میت کے لیے قائم کیا ہے' تیسری بات یہ ہے کہ ایسا کرنا عموماً مجبوری یا دشمن کے خوف سے کیا جاتا ہے جبکہ جنگ احد کے شہیدوں کی تدفین کے لیے ایسی کوئی بات یا حالات نہ تھے' لہٰذا میری نظر میں میدان میں قبروں اور بقیع میں قبروں کی بابت تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں نظریے درست ہوسکتے ہیں یعنی شہیدوں کی قبریں ..... البتہ ہر ایک کے لیے الگ قبر--- قتل گاہ میں ہوں جیسا کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے شہداء کو وہاں دفن کر دیا اور جو حضرات زخمی ہو گئے تھے انہیں مدینہ منورہ لایا گیا اور ان میں سے جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے درجہ شہادت پر فائز ہو گئے ان کے جنازے بقیع میں دفن کر دیئے گئے۔ چنانچہ اس کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ بقیع کے احاطہ میں جب شہداء احد کی قبر کی نشاندہی کی جاتی ہے تو وہاں یہ الفاظ درج ہوتے

ہیں: لَحَد کے زخمیوں اور شہداءؓ کی قبور' تو اس سے ہمارے خیال کی صحت کا ثبوت ملتا ہے اور جنت البقیع میں شہداء احد کی قبروں کے بارے میں جو اختلاف مورخین میں پایا جاتا ہے اس کا مناسب حل بھی سامنے آجاتا ہے'

افسوس ہے کہ دیگر مسائل کی طرح تاریخی واقعات میں بھی اس قدر پیچیدگیاں پیدا کر دی گئی ہیں کہ کسی واقعہ کے تمام پہلو واضح طور پر تسلیم کرنے کے لیے محققین کو نہایت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

یاد رہے کہ احد ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے ایک فرسخ سے بھی کم فاصلہ پر واقع ہے کہ جسے تاریخ میں "ذو عینین" بھی کہا جاتا ہے اور اسے "احد" کہنے کی وجہ دراصل اس کا دیگر پہاڑوں سے منفرد ہونا اور مستقل و علیحدہ قائم ہونا ہے۔ اس پہاڑ کی خصوصیت کا اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے بارے میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے جب اس پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا کہ "احد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہمیں اس سے محبت ہے" (احد جبل یحبنا و نحبه) اسلام کی تاریخ میں جنگ احد کی بہت اہمیت ہے اور اس میں شہید ہونے والے عظیم المرتبت مجاہدین اسلام نے مشرکین پر فتح پائی اور اسلام کا پرچم سربلند ہوا' اس جنگ میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوگئے اور آپ کے چہرہ مبارک پر شدید زخم آئے' آپؐ کے دندان مبارک کو دفن کر دیا گیا اور اس دلخراش واقعہ کی یاد میں اس مقام پر مسجد بنا دی گئی تاکہ ہمیشہ کے لیے اس کے عوامل اور اس واقعہ کے پس منظر و اہداف کا تذکرہ باقی رہے۔ اس مسجد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان

مبارک کے نام سے موسوم کر کے مسجد الثنایا کہا جانے لگا کہ جسے دیگر مقامات مقدسہ کی طرح منہدم کر دیا گیا ہے، تاریخی حوالوں سے یہ بات ثابت ہے کہ جنگ احد میں ابو سفیان نے اپنی اسلام دشمنی کی انتہاء کر دی۔ اس نے تین یا بقولے چار ہزار کا لشکر تیار کیا جبکہ مسلمانوں کا لشکر نو سو یا ایک ہزار مجاہدین پر مشتمل تھا مگر خداوند عالم نے مسلمانوں کو مشرکوں پر فتح عطا فرمائی۔ اس جنگ میں ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے حضرت حمزہ علیہ السلام سید الشھداء کا جگر نکال کر چبایا اور لاش کی بے حرمتی کی، حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت حمزہ علیہ السلام کی تدفین کے بعد ان کی قبر بنائی اور زائرین سے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کے لیے آئے اور میرے چچا کی زیارت نہ کرے (ان کی قبر پر حاضری نہ دے) اس نے مجھ پر ظلم کیا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبر کی تعمیر کو کس قدر اہمیت دیتے تھے تاکہ بزرگوں کی یاد قائم رہے اور ان کی محبت و عقیدت کا چراغ دلوں میں ہمیشہ روشن رہے۔ چنانچہ مستند تواریخ میں مذکور ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء سیدہ نساء العالمین حضرت حمزہ علیہ السلام کی قبر پر تشریف لا کر ان کی عظیم شہادت پر خراج عقیدت پیش کرتیں اور دعا و ذکر کرتیں تھیں۔ اور دیگر مسلمان بھی حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی میں اور رحلت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے حضرت حمزہ علیہ السلام کی قبر پر حاضری دیتے تھے جس سے قبور کی اہمیت و افادیت کا واضح ثبوت ملتا ہے۔

قبور شہدائے احد (انہدام سے قبل یہاں گنبد اور ضریح تھی)

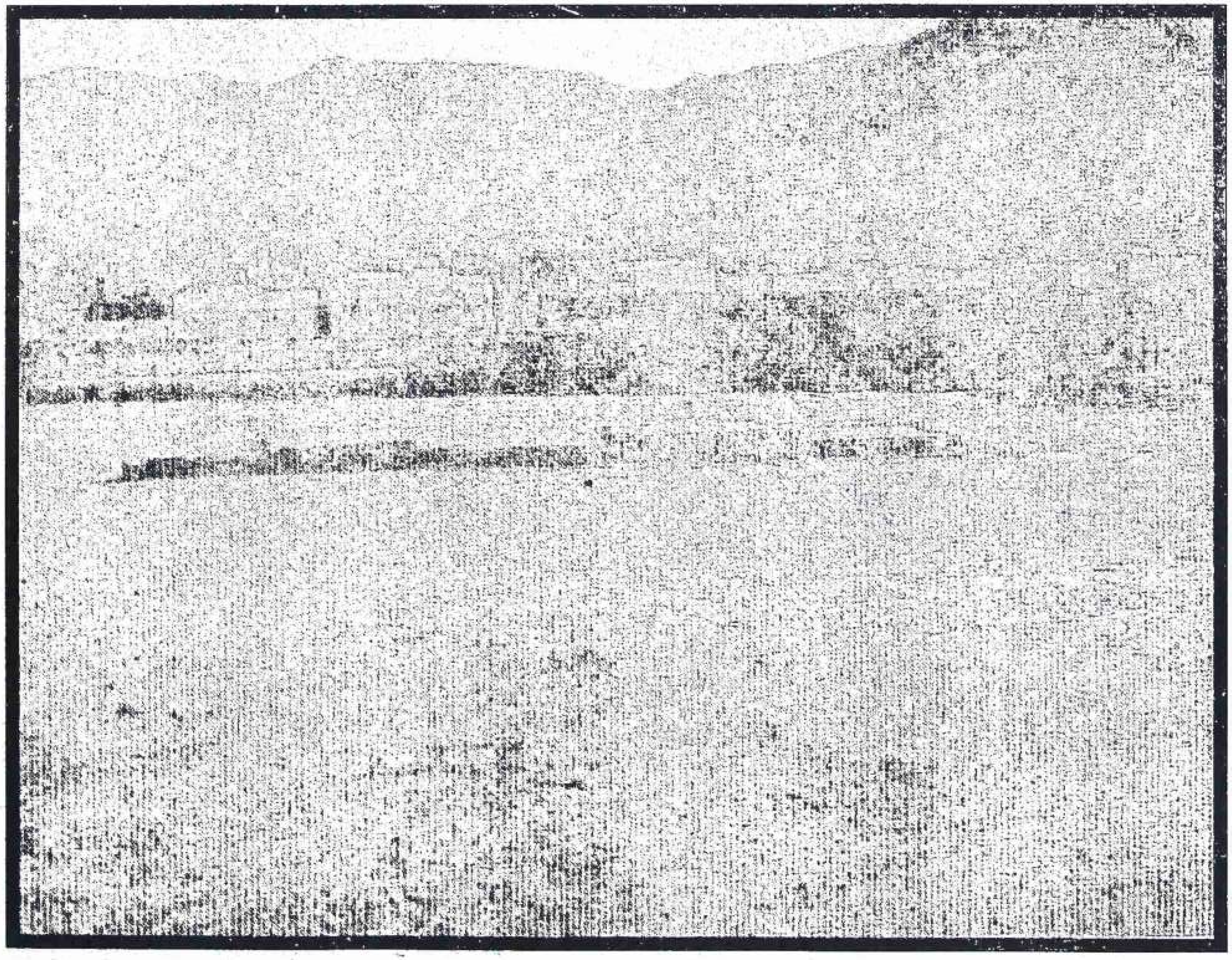

قبور کی ترتیب کا عمومی جائزہ

جنت البقیع میں قبور کی ترتیب ان کے انہدام سے قبل نہایت واضح و نمایاں تھی مگر انہدام کے بعد ان کا تعین مشکل ہوگیا ہے اور باقی ماندہ پتھروں کے ذریعے اجمالی طور پر احاطہ کی نشاندہی کے سوا کچھ بھی ممکن نہیں رہا' جس سے ایک مورخ و محقق کے لیے کسی سلسلے میں یقینی اظہار خیال کرنا دشوار ہے' البتہ جو کچھ بھی کہا یا لکھا جاتا ہے وہاں سابقہ حوالوں' بعض تصاویر یا محققین کے اظہارات پر مبنی ہے بنا برایں تخمینی طور پر قبور کی ترتیب کا جو تذکرہ ممکن ہے اس سے دیگر قرائن کے ساتھ کسی حد تک صورت حال کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

قبور کی ترتیب کے جو عام نقشے ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں بھی تخطیط کی بعض خامیوں نے مشکلات پیدا کر دی ہیں اور یہ نقشے ادوار میں جنت البقیع کی اندرونی و بیرونی ترتیب کی نشاندہی کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض نقشے تصویری ہیں اور بعض خطی' ان میں سے کچھ انہدام سے قبل کے ہیں اور کچھ انہدام کے بعد کے' کچھ ایسے ہیں جن میں بقیع کی حدود کا تعین دیواروں اور مرکزی دروازے کے ذریعے کروایا گیا ہے اور کچھ میں ان کے سابقہ احاطہ کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ اس کی توسیع کے بعد کے احاطہ کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے' بعض نقشوں میں قبور کے

نشانات کے واضح اشارے دیئے گئے ہیں جبکہ بعض میں ان کے اجمالی تعین پر اکتفا کیا گیا ہے اور بعض جدید نقشے جو اس وقت موجودہ صورت حال کی نشاندہی کرتے ہیں ان میں بھی ہر قبر کے احاطہ کا مکمل تعین اس لیے نہیں ہو سکا کہ اس میں ہر سال تبدیلیاں آجاتی ہیں۔

بہرحال مجموعی طور پر ان قبور کی ترتیب اس طرح ہے کہ اس کا مرکزی دروازہ جو کہ مغربی سمت میں ہے اس سے بقیع کے اندر داخل ہوتے ہوئے چند قدم چل کر آئیں تو دائیں جانب ایک نسبتاً وسیع احاطہ ہے جہاں انہدام سے قبل گنبد و مینار پر مشتمل روضہ مبارکہ تھا جس میں چار آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی قبور مطہرہ تھیں۔ اور اب وہاں بکھرے ہوئے شکستہ پتھر رکھے ہوئے ہیں۔ (آئمہ اہل بیت علیہم السلام) حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام امام دوم - حضرت امام زین العابدین علیہ السلام امام چہارم - حضرت امام محمد باقر علیہ السلام امام پنجم - حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام امام ششم۔

ان قبور مبارکہ کے قریب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کرنے والی عظیم خاتون ' حضرت ابو طالب علیہ السلام کی زوجہ محترمہ اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا کی قبر مبارک ہے یہ وہ عظیم بی بی ہیں جن کی قبر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنوائی اور ان کی تدفین سے قبل خود اس قبر میں لیٹے اور پھر اکثر وہاں جا کر اپنی محسنہ خاتون کے لیے دعا کرتے تھے کیونکہ جب کفار و مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عرصہ حیات تنگ کر دیا اور آپؐ کو قتل

کرنے کے درپے ہو گئے تو حضرت ابو طالب علیہ السلام اور حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام ہی تھیں جنہوں نے آپ کی حفاظت کی اور آپ کو مشرکین سے بچائے رکھا، اور یہی وہ خاتون تھیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت کی ذمہ داری حضرت ابوطالب علیہ السلام کے سپرد ہوئی تو حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگہداری و تربیت میں حضرت ابو طالب علیہ السلام کا ہاتھ بٹایا۔

حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر مبارک آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے مزارات مقدسہ سے قریب دیوار کی جانب ہے۔

بعض مورخین نے اس قبر کو حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی قبر مبارک قرار دیا ہے اور اس پر استدلال یہ کیا ہے کہ اس پر موجود پتھر پر لکھا ہوا پایا گیا تھا کہ هذا قبر فاطمه (یہ فاطمہ کی قبر ہے) مگر یہ استدلال اس لیے قرین صحت نہیں کہ حضرت فاطمتہ الزہراء علیہا السلام نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کا جنازہ تاریکی شب میں اٹھایا جائے اور ان کی قبر کی نشاندہی نہ کی جائے۔ اور نہ ہی کسی کو نماز جنازہ کی اطلاع دی جائے۔۔۔۔چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے آپ کی قبر کو مخفی رکھا لہٰذا اس پر نام لکھا ہونا صحیح قرار نہیں دیا جا سکتا، دوسری بات یہ ہے کہ بعض حضرات نے اس جگہ حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی قبر کا تعین شاید اس لیے کیا ہے کہ اس طرح حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر کو بقیع سے باہر ثابت کیا جا سکے جیسا کہ بعض نقشوں میں حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر کی نشاندہی جنت البقیع کی حدود سے باہر کروائی گئی ہے، فاطمہ بنت اسد

علیہا السلام کی قبر مبارک آئمہ اور اہل بیت علیہم السلام کے مزارات مقدسہ کے قریب دیوار کی جانب واقع ہے اور اس کے بارے میں مورخین نے قیاس آرائیاں کی ہیں جن میں سے بعض حضرات کا خیال ہے کہ آپ کی قبر حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک اور منبر نبوی کے درمیان "روضتہ من ریاض الجنتہ" میں ہے، بعض حضرات قائل ہیں کہ آپ اپنے گھر ہی میں مدفون ہیں جبکہ بعض اہل نظر نے آپ کی قبر جنت البقیع میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے' (حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام ۴۳ سال تک حضرت ابوطالب علیہ السلام کے ساتھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہٗ وآلہ وسلم کی کفالت و پرورش و حفاظت میں حصہ دار رہیں)

آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی قبور مبارکہ سے متصل احاطہ میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب علیہ السلام کی قبر ہے اس کا محل وقوع حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سر کی جانب ہے' بعض مورخین نے اسے حضرت امام حسن علیہ السلام کے سر کی جانب قرار دیا ہے کہ اس بناء پر حضرت عباس بن عبدالمطلب علیہ السلام کی قبر حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر سے قریب تر واقع ہوگی۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب علیہ السلام کی قبر اور بقیع کے مرکزی دروازہ مغربی دیوار تک درمیان میں کوئی دوسری قبر نہیں۔

❁ مرکزی دروازہ سے داخل ہونے کے بعد چند قدم چل کر بائیں جانب جائیں تو حضرت فاطمہ ام البنین والدہ حضرت عباس بن علی علیہ السلام کی

قبر مبارک ہے۔ یہ قبر بقیع میں داخل ہونے کے بعد بائیں جانب واقع ہونے والی پہلی قبر ہے اس سے پہلے اور راستہ کے درمیان دوسری کوئی قبر نہیں، اور مغربی دیوار اور اس قبر کے درمیان بھی کوئی قبر نہیں۔

- حضرت فاطمہ ام البنین علیہا السلام کی قبر سے متصل دو قبریں ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی محترمہ حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب علیہ السلام کی قبر ہے اور دوسری حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب علیہم السلام کی قبر ہے، حضرت صفیہ کی قبر اور بقیع کی شمالی دیوار کے درمیان کوئی دوسری قبر نہیں، اسی طرح ان دو قبروں اور مغربی دیوار کے درمیان میں کوئی دوسری قبر نہیں۔
- مرکزی راستہ سے سیدھا چلتے آئیں تو سب سے پہلے تین قبریں ہیں جو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پروردہ بیٹیوں، زینب، ام کلثوم، اور رقیہ کی ہیں، ان کا محل وقوع اس طرح ہے کہ ان کے دائیں جانب آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے مزارات اور آگے کی جانب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبور ہیں۔
- ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبور ایک ہی احاطہ میں واقع ہیں۔ ان میں یہ خواتین شامل ہیں۔ حضرت جویریہ، حضرت سودہ، حضرت میمونہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت ام سلمہ، حضرت صفیہ، حضرت زینب اور حضرت عائشہ بعض مورخین کا خیال ہے کہ امہات المومنین کی قبروں کے قریب حضرت عباس بن عبدالمطلب علیہ السلام کی قبر ہے، بظاہر اس سے مراد یہی ہے کہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام اور عباس بن عبدالمطلب علیہ السلام کی قبور اور امہات المومنین کی قبور کے درمیان

زیادہ فاصلہ نہیں۔

- امہات المومنین کی قبروں سے متصل بائیں جانب حضرت عقیل بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے اور اس کے ساتھ جناب عبداللہ بن جعفر طیار کی قبر ہے۔ گویا مرکزی راستہ سے سیدھا آتے ہوئے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبور سے گزرتے ہوئے چند قدم آگے آئیں تو بائیں جانب حضرت عقیل و حضرت عبداللہ کی قبریں ہیں۔
- حضرت عقیل و حضرت عبداللہ کی قبروں سے گزرتے ہوئے معمولی جھکاؤ سے بائیں طرف کو سیدھا چلیں تو شیخ القراء جناب نافع ؒ اور جناب مالک بن انس ؒ کی قبریں ہیں۔ ان دو قبروں کے ساتھ شمالی جانب دیوار کی طرف دروازہ کو بند کر دیا گیا ہے' ان دو قبروں اور شمالی دیوار کے درمیان کوئی قبر نہیں۔
- جناب نافع کی قبر سے اسی سمت کو آگے کی طرف مشرق کی جانب جائیں تو ایک دروازہ شمالی دیوار کی جانب تھا جسے بند کر دیا گیا ہے اس کے روبرو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند جناب ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقربین میں سے سب سے پہلے فرد ہیں جو جنت البقیع میں دفن ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی قبر پر پتھروں کے نشان رکھوائے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل سے تعمیر قبر کے سنت ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ قبر مرکزی راستہ سے دائیں سمت میں ہیں۔
- حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر جو مرکزی

راستہ سے دائیں جانب ہے اس سے گزرتے ہوئے مرکزی راستہ کے بائیں جانب تھوڑے فاصلے پر جائیں تو وہاں شہداء احد کی قبور ہیں جن کے بارے میں میں نے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت گزشتہ مطالب میں کر دی ہے کہ یہ ان شہداء کی قبریں ہیں جو جنگ احد میں زخمی ہوئے اور انہیں مدینہ منورہ میں لایا گیا اور وہ جانبر نہ ہوسکے اور شہید ہوگئے' انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا جبکہ دیگر شہداء کہ جن میں مہاجرین میں سے حضرت حمزہ علیہ السلام ' جناب مصعب بن عمیرؓ ' جناب عثمان بن شماسؓ ' جناب عبداللہ بن جحشؓ اور دیگر انصار شامل ہیں-

❁ شہداء احد رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی قبور مبارکہ سے گزرتے ہوئے اسی جانب آگے بڑھیں تو حضرت اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کی قبر ہے- یہ قبر اور شہداء احد کی قبروں کے علاوہ شمالی دیوار کی جانب کوئی دوسری قبر نمایاں نہیں-

❁ جنت البقیع کے اندرونی احاطہ میں شہداء احد کی قبروں سے گزرتے ہوئے اسی سمت کو آگے چلیں تو آخری قبر حضرت حلیمہ سعدیہ کی ہے- یہ وہ خاتون ہیں جو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں ہونے کا شرف رکھتی ہیں' ان کی قبر تک جنت البقیع کی حدود اسی سمت سے ختم ہو جاتی ہیں چنانچہ توسیع سے قبل کی تمام تصاویر اور نقشے یہاں تک بقیع کی آخری حد ثابت کرتے ہیں- یہ قبر مرکزی راستہ سے متصل واقع ہے اور اس کے بعد شمالی دیوار تک کوئی قبر نہیں-

❁ جنت البقیع کی سابقہ حدود اور توسیع سے قبل کی آخری قبر اور بقیع میں بننے والی سب سے پہلی قبر جو حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے حکم پر بنائی گئی جناب عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے جس کی تعمیر کا خصوصی فرمان حضرت رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاری فرمایا اور خود وہاں تشریف لا کر دعا فرماتے تھے۔ یہ قبربقیع کی موجودہ جنوبی دیوار کی جانب آخری قبر ہے اس کے اور دیوار کے درمیان دوسری کوئی قبر نہیں'

- جنت البقیع کی توسیع اور موجودہ اضافہ کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اس وقت اندرونی احاطہ میں آگئی ہے اور؛ قبر شمالی اور مشرقی دیواروں سے قریب واقع ہے اس کے اور دیواروں کے درمیان کوئی قبر واقع نہیں۔
- بعض حضرات بقیع کی شمالی جانب آخری حصہ میں دیوار سے متصل موجود ایک قبر کی بابت اظہار خیال کرتے ہیں کہ یہ حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر ہے تاکہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے مزارات کے قریب قبر کو حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی قبر قرار دیا جائے۔ اس سلسلے میں ہم پہلے وضاحت کر چکے ہیں۔
- یہ ہے جنت البقیع میں موجودہ اکابرین امت' آئمہ اہل بیت علیہم السلام اصحاب النبی' ازواج النبی اور اقارب النبی کی قبور کا عمومی جائزہ۔

موجودہ حالت

تاریخ کے مستند حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی شخصیات کی قبور پر جو مزارات مقدسہ بلند گنبد و میناروں کے ساتھ بنے ہوئے تھے اور متعدد مورخین نے اپنے اظہارات اور سفرناموں میں ان کا تذکرہ کیا ہے' جن میں برطانوی مورخ رچرڈ برٹن (RICHARD BURTON) جو افغانی پاسپورٹ پر "عبداللہ" کے فرضی نام سے سعودی عرب گیا--- اور جون کین (JHON KEEN) و دیگر معروف اہل الرائے شامل ہیں' ان سب کو منہدم کر دیا گیا ہے اور اب وہاں سوائے کھنڈرات کے کچھ باقی نہیں بچا۔

جنت البقیع کے پہلے انہدام کے بعد عثمانی سلطنت میں بنائے گئے مزارات و گنبد اور میناروں کو دوسرے مرحلہ میں جب منہدم کیا گیا تو ان کی جگہ اس وقت شکستہ سنگریزے رکھ دیئے گئے جن سے قبور کی نشاندہی کا اجمالی ذریعہ باقی رہ گیا' رفتہ رفتہ پتھروں کے ارد گرد کا تشخص بھی دھیما پڑتا چلا گیا اور پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ اب ایک بلند و بالا دیوار چاروں طرف بنی ہوئی ہے اور بقیع کے اطراف اور نچلی سطح میں سڑکیں بن چکی ہیں' اندرونی احاطہ میں بھی نئے راستے بنائے گئے ہیں

اور تاریخی مقامات کے ارد گرد مخصوص انداز سے تشخص اور قبور کے تعین کے لیے حد بندی کی گئی ہے' ایسا لگتا ہے جیسے یہاں کبھی نہ تو کوئی مزار تھا نہ گنبد و مینار' اور نہ ہی حرم و روضہ کی کوئی صورت باقی ہے بلکہ تمام مزارات کو سطح زمین سے برابر کر دیا گیا ہے' جوں ہی وقت گزرتا جاتا ہے وہاں قبور پر پڑے ہوئے پتھر ادھر سے ادھر ہو رہے ہیں اور ہر سال ان میں کچھ نہ کچھ فرق دکھائی دیتا ہے' اگر یہی صورت حال باقی رہی تو ایک وقت آئے گا جب موجودہ صورت حال بھی تبدیل ہو جائے گی اور جو معمولی نشاندہی کے اسباب موجود ہیں وہ باقی نہ رہیں گے'

مزارات کی تعمیر نو کا مطالبہ

جنت البقیع کے مزارات کے انہدام کا واقعہ دنیا بھر کے گوشہ گوشہ میں بسنے والے مسلمانوں کے لیے نہایت دلخراش اور افسوس ناک تھا' ۸ شوال ۱۳۴۴ھ بمطابق ۲۱ اپریل ۱۹۲۵ء کو جب یہ واقعہ رونما ہوا تو پوری دنیا کے مسلمانوں نے صدائے احتجاج بلند کی اور مزارات مقدسہ کی تعمیر نو کا مطالبہ کیا' جلسے منعقد ہوئے' جلوس نکالے گئے ' کانفرنسیں ہوئیں' سعودی حکمرانوں کو تار' خطوط ' وفود اور دیگر ذرائع سے اس واقعہ کی بابت مسلمانان عالم کے احتجاج اور ان کے مطالبہ تعمیر نو سے آگاہ کیا گیا' اس سلسلے میں باقاعدہ طور پر کئی ادارے اور انجمنیں قائم ہوئیں جن کی طرف سے جنت البقیع کی تعمیر نو کے لیے وسیع پیمانے پر اقدامات کئے گئے' حکومتی سطح پر بھی کئی ممالک کی طرف سے سعودی حکومت سے رابطے ہوئے مگر نہ اس وقت اور نہ ابھی تک اس سلسلے میں کوئی شنوائی ہوئی بلکہ عالمی سطح پر ہونے والی کوششیں بھی نتیجہ خیز ثابت نہ ہوسکیں اور ہمیشہ ایک ہی جواب سننے میں آیا کہ یہ سب کچھ شرک ہے اور اس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

تاریخی نقطہ نظر سے

تاریخ بشریت کے دامن میں حوادث زمانہ اور گردش لیل و نہار کی کثیر داستانیں بھری ہوئی ہیں' قوموں کے عروج و زوال کے قصے اور ادیان ومذاہب کے تنازعات و دیگر بہت کچھ تاریخ کے خزانے میں محفوظ ہیں' سلاطین کی رسہ کشیاں اور حکومتوں کی ایک دوسرے پر برتری و غلبہ کی کوششوں کا تذکرہ بھی تاریخ کا اہم حصہ ہے۔

صلیبی جنگیں اور عرب و عجم کی لڑائیاں اور پھر عجمیوں اور عربوں کے آپس کے جھگڑے وغیرہ سب کچھ تاریخ کی وہ تلخ حقیقتیں ہیں جن کا مطالعہ کرکے عصر حاضر کے مورخ کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں' قتل و غارت ' انسانیت کشی اور قومی تعصّبات کے منحوس آثار نے انسانی دنیا کا نقشہ بدل دیا تھا۔ یہاں تک کہ ان خون ریز واقعات اور دہشت گردی و سفاکی کی وجہ سے علمی ترقی و پیش رفت اس قدر ماند پڑ گئی تھی کہ اس دور کو جاہلیت کا دور کہا جانے لگا۔

جہالت یا جاہلیت کے اس دور میں بھی اقوام عالم اپنے بزرگوں اور مقتدر شخصیات کی یادگاروں اور مراقد کو احترام کی نگاہ سے دیکھتی تھیں اور ان کی تعمیر'

حفاظت اور بقا کے لیے ٹھوس اقدامات کرتی تھیں' یہی وجہ ہے کہ آج تک تاریخ میں ظہور اسلام سے پہلے گزری ہوئی قوموں کے حالات میں ان کے بزرگوں اور معاشرتی و روحانی شخصیات کے مراقد کا تذکرہ موجود ہے۔ طرز عمل اور کیفیت سے اختلاف ممکن ہے' مگر اصل عمل ہر قوم میں موجود تھا اور اسے ہرگز برا یا ممنوع نہیں سمجھا جاتا تھا' تاریخ میں اس کے شواہد اور مثالیں کثرت سے ملتی ہیں اور اس کا ثبوت ملتا ہے کہ کسی عقیدہ و نظریہ سے قطع نظر اقوام عالم اپنے بزرگوں کی قبور تعمیر کرتی تھیں اور وہاں جا کر ان کی یاد تازہ کرتی تھیں اور یہ سلسلہ عصر حاضر میں بھی موجود ہے۔ مادی ترقی کے اس دور میں اس حوالہ سے عملی طور پر انکار نہیں کیا جاتا بلکہ عملی طور پر اب بھی دنیا بھر میں قبور کی تعمیر اور ان پر بلند نشانات کی تعمیر کا عام دستور ہے' جسے ہر قوم اپناتی ہے اور اسے اہمیت و اہتمام کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے۔ بالخصوص جب کوئی اہم و محبوب شخصیت کا معاملہ ہو تو بلا امتیاز سبھی افراد قوم اس میں شامل ہوتے ہیں۔ بنا برایں تاریخ سے تعمیر قبور کے عمل کی بھرپور تائید ملتی ہے اور اسے اقوام کی بیداری سے تعبیر کیا جاتا ہے' اور زندہ قوموں کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

انسانی حوالہ سے

انسان کو خداوند عالم نے روح اور بدن کا مجموعہ بنایا ہے اس کی بدنی قوتوں کے تقاضے اس کے روحانی تقاضوں سے ہیں' خوراک' لباس اور مکان کے علاوہ دیگر جسمانی تقاضوں کی تکمیل کے لیے انسان بھرپور کوشش کرتا ہے اور اپنی صلاحیتیں بروئے کار لاتا ہے اور دوسروں کے تعاون و مدد سے اپنی زندگی کے امور جن کا تعلق اس کے جسمانی تقاضوں سے ہوتا ہے' پورے کرتا ہے۔ اسی طرح اس کی روح کے بھی تقاضے ہیں جن کی تکمیل بدن کے تقاضوں سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے کیونکہ بدن کی بقا کا راز روح کی بقا میں مضمر ہے لہٰذا روحانی تقاضوں کی تکمیل اشد ضروری ہے' روحانی تقاضوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسان دوسرے ہمنوا افراد سے محبت کرتا ہے' ان کا احترام کرتا ہے' ان کے حقوق ادا کرتا ہے اور ان کی یاد کا چراغ دل میں روشن رکھتا ہے' اس لحاظ سے ہر وہ شخص کہ جس سے کسی بھی حوالہ سے تعلق و ربط ہو اس کی زندگی میں اس سے ملاقات اس کی ہم نشینی اور اس کے انس کے تمام حوالے زندہ رکھنے کا خواہاں ہوتا ہے۔ جتنی کسی سے محبت وانس زیادہ ہوتا ہے اس کی یاد کی روشنی بھی اسی مقدار میں اس کے کاشانہ دل و دماغ میں زیادہ

ہوگی' اسی طرح روحانی رشتوں میں ان افراد سے تعلق کی بات آتی ہے جن سے دینی و عقیدتی ربط ہوتا ہے تو ان سے عقیدت کے تقاضوں کی تکمیل بھی انسانی ضرورت ہے' یہاں تک کہ ان کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی ان کی یاد زندہ رکھنے کے لیے اقدامات کئے جاتے ہیں۔ اس انسانی حوالے سے بزرگان دین کی قبور کی تعمیر و بقا اور حفاظت روحانی تقاضوں کی تکمیل اور فطری اقدار کی پاسداری و تحفظ کے زمرے میں آتی ہے' فطری جذبات کا عملی احترام ناگزیر ہوتا ہے' لہٰذا عام طور پر دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ جہاں کہیں بھی دینی عقیدت کی مشہور شخصیات کے مزارات تعمیر ہوئے ہیں وہاں جا کر محبت و احترام کا اظہار روحانی سکون کا سبب بنتا ہے اور اسی محبت و عقیدت کی وجہ سے ان مزارات کی تزئین' نفوس کی تسکین کا باعث ہوتی ہے۔ یہ ایک فطری امر ہے کہ انسان روحانی سکون کے حصول کے لیے ہر وہ راہ اختیار کرتا ہے جسے عقل سلیم کی تائید حاصل ہو۔ تعمیر مزارات و قبور بھی انہیں امور میں سے ہیں جن کی توثیق عقلی معیاروں سے ہوتی ہے اور عقل سلیم اس کی ممانعت نہیں بلکہ حوصلہ افزائی کرتی ہے اور اسے روحانی و فطری تقاضوں کی تکمیل کا ایک انداز قرار دیتی ہے کیونکہ اس سے محبت و عقیدت کے جذبوں کو تقویت ملتی ہے۔

اجتماعی و معاشرتی فوائد

انسان چونکہ اپنی تخلیقی طبع کے حوالہ سے ایک دوسرے سے ہے اور پھر قبیلوں، گروہوں، رنگ و نسل، علاقوں، خاندانوں اور دیگر تقسیم بندیوں کہ جن میں اعتقادی رجحانات بھی شامل ہیں--- کی وجہ سے اختلافات کا شکار رہتا ہے جس سے انسانی معاشرے کے استحکام و ترقی کا عمل متاثر ہوتا ہے۔ لیکن اگر باہمی روابط کو انسانی بنیاد پر استوار کیا جائے اور دوسرے لفظوں میں ایک دوسرے کے غم و خوشی میں شرکت کی جائے تو اس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے اور وجودی قوتیں یکجا ہونے کے امکانات روشن ہو جاتے ہیں، قبور کی اہمیت اور ان کو احترام و اہمیت دینا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ اقوام و ملل ایک دوسرے کے عزیزوں و بزرگوں سے بالخصوص روحانی پیشواؤں کی قبور و مزارات پر آکر ان سے ادائے احترام کرتے ہوئے باہمی انس و محبت کی روایات قائم کرسکتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے عزیز و بزرگ کی قبر پر جا کر اس کے لیے اچھے الفاظ سے اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کرے گا اور اس کے لیے دعائے خیر و مغفرت کرے گا تو کم از کم اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس کے لواحقین و

عقیدت مند اور اس سے محبت کرنے والوں کے دلوں میں اس کی بابت بھی اچھے خیالات پیدا ہوں گے اور وہ بھی متقابلا ایسا ہی کریں گے جس کے نتیجے میں باہمی قرب کی راہ ہموار ہو جائے گی.اور دوری و دشمنی کے راستے مسدود ہو جائیں گے جو کہ ایک نہایت عظیم انسانی و معاشرتی فائدہ ہے- چنانچہ اس وقت دنیا بھر میں قوموں کے روابط کے استحکام میں ایک طرح کے اعمال کا بہت دخل ہے- یہاں تک کہ سیاسی طور پر بھی اب اس کا عام دستور رائج ہے- اور سربراہوں کے دوروں میں ایک اہم حصہ وہاں کی بزرگ و قابل احترام شخصیات کے مزارات پر پھولوں کی چادر چڑھانے سے مخصوص ہے جسے باہمی روابط کے استحکام کی علامت قرار دیا جاتا ہے اور اس سے قوموں میں دوستی کے جذبوں کو فروغ ملتا ہے- یہی وجہ ہے کہ کسی قومی و ملی' دینی و مذہبی اور علاقائی حوالوں کو نظر انداز کرکے معاشرتی حوالہ ہی مدنظر ہوتا ہے اور مزارات کی تعمیر میں جس قدر اہمیت کے عملی مظاہرے کئے گئے ہوں ان سے اس قوم کی اپنے عزیزوں و بزرگوں سے محبت کے زندہ عملی شواہد مل جاتے ہیں؟

اسلامی و شرعی حیثیت

قبور کی تعمیر شریعت اسلامیہ میں نہ صرف یہ کہ ممنوع نہیں بلکہ اس کی بابت روایات و معتبر احادیث سے استحباب کا ثبوت ملتا ہے۔ فریقین شیعہ و سنی کی مختلف حدیث و تاریخ میں اس سلسلے کے مضبوط حوالے پائے جاتے ہیں۔ ان سب احادیث و روایات اور ان پر تفصیلی بحث کرنے کے لیے مستقل کتاب کی ضرورت ہے لیکن یہاں صرف اس امر کا تذکرہ مقصود ہے اور اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے کہ تعمیر قبر سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس عمل کو انجام دے کر عملی طور پر اس کے استحباب کا ثبوت فراہم کیا ہے چنانچہ آپ مکہ مکرمہ میں اپنے بزرگوں کی قبور پر تشریف لاتے تھے اور ان کی یاد میں اظہار غم بھی کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کا حکم دیا تو خود تشریف لائے اور وہاں قبر بنوائی۔ اس کے علاوہ اپنے فرزند ابراہیم علیہ السلام کی قبر بنوائی اور "علم القبر" کے الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل تعمیر قبر اور اس پر نشان قائم کرنے کا ثبوت روایات سے ملتا ہے۔

اس کے علاوہ جو اہم بات یہاں مورد توجہ ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی بھی دور خلافت میں قبور کی تعمیر یا ان پر نشان قائم کرنے کی ممانعت نہیں ہوئی چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت و طریقہ پر عمل کرتے ہوئے جنت البقیع میں آکر اصحاب قبور کی مغفرت کے لیے دعائیں کرتے تھے۔ اس وقت بھی قبور پر بڑے نشانات موجود تھے اور مزارات کی تعمیر کا سلسلہ چونکہ اس دور میں اس صورت میں نہ تھا جو موجودہ دور میں ہے لہٰذا انہی نشانات پر اکتفاء کیا جاتا تھا۔

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل حجت ہے اور شرعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کا مقام و اہمیت اور حیثیت وہی ہے جو آپ ؐ کے فرمان و قول کی ہے لہٰذا "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ" کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کا ہر پہلو امت کے لیے لائق تقلید و لازم الاتباع ہے، اسلامی روایات تواتر کی حد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کو ثابت کرتی ہیں، جہاں تک بالخصوص جنت البقیع کا تعلق ہے تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعمیر قبور کے عمل کے متعدد ثبوت ملتے ہیں کیونکہ اسلام کے پیشوا اور امت کے سرپرست ہونے کے حوالہ سے آپ ؐ ہر مسلمان اور ہر صحابی و شہید کی تدفین میں عموماً خود بھی تشریف لاتے تھے تاکہ وہاں اپنی موجودگی میں احکام خداوندی کی عملی تبلیغ کر سکیں؟

تعمیر قبر کے اصل مسئلہ اور اس پر نشان کے قائم کرنے کی روایت تمام اسلامی و شرعی حوالوں سے ثابت ہوتی ہے۔ اب رہی ان کی حدود کی بات تو اس

سلسلے میں فقہی مدارک کے استنباط کے بعد اہل نظر فقہائے اسلام نے اظہار خیال فرمایا ہے جس کی تفصیل متعلقہ مختلف سے مل سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ملحوظ و مدنظر ہونی چاہیے کہ اسلام کسی بھی عمل میں انسانی صلاح و فلاح کو ہر حوالہ سے اہمیت اور بنیادی حیثیت دیتا ہے اور پھر دنیا میں شیطان انسان کو خدا سے دور رکھنے کے لیے ہر ممکن ذریعہ استعمال کرتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہر وہ کام جس سے خدا کے قرب و رضا کے حصول کی امید وابستہ ہو اسے انجام دینا چاہیے۔ تعمیر قبور سے دعا، ذکر، تلاوت قرآن، خدا کی طرف توجہ، آخرت کی فکر، اور اعمال صالحہ کی انجام دہی کے مواقع فراہم ہوئے ہیں کیونکہ قبرستان جا کر اموات کو سلام کرنا اور پھر ان کے لیے دعائے مغفرت کرنے کے استحباب پر مشتمل جو روایات وارد ہوئی ہیں ان میں درس عبرت کے ساتھ ساتھ درس عبادت بھی موجود ہے۔ جب کوئی شخص قبر پر جاتا ہے تو اسے مرنے والے کی یاد آتی ہے۔ اس کی زندگی کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ اس کے اعمال کی تصویر آنکھوں میں مجسم ہو جاتی ہے اور ان کے لیے آخرت کی منزلوں میں رحمت الٰہی کی طلب جو کہ بذات خود عبادت ہے--- کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، روح عبادت زندہ ہوتی ہے، دنیا کی فنا پذیری کی حقیقت عیاں ہو جاتی ہے اور پھر ابدی زندگی پانے کا فطری احساس موجزن ہو جاتا ہے۔ اس لیے شریعت میں ان کی ممانعت کی بجائے استحباب و مستحسن ہونا ثابت ہے۔

اس مقام پر حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کے حوالہ سے تعمیر قبر کی شرعی حقیقت کے بیان پر اکتفا کرتے ہوئے اس مطلب کی طرف اشارہ ضروری ہے کہ قبر کی تعمیر یا مزار و گنبد بنانا اموات کی پرستش نہیں کہلا سکتا

کیونکہ پرستش و سجدہ خداوندعالم کے علاوہ کسی کے لیے روا نہیں اور جو شخص قبور کی عبادت کا عقیدہ رکھے وہ شرک کا مرتکب ہو گا کیونکہ عبادت صرف ذات احدیت سے مختص ہے اس کے علاوہ کوئی بھی عبادت کا استحقاق نہیں رکھتا' مزارات پر حاضری دینا قبر پرستی نہیں ادائے احترام و اظہار عقیدت و محبت ہے۔

تاریخ
جنت البقیع

میں مدفون
شخصیات کا تعارف

حضرت عباس بن عبد المطلب

آپ قریش کی بزرگ شخصیات میں سے تھے' آپ کی والدہ ماجدہ نتیلہ بنت خباب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو یا تین سال عمر میں بڑی تھیں۔

(جمھرۃ النساب العرب ص ۱۵-۳۰۱' تالیف ابن حزم)
(تہذیب التہذیب ج ۱۵ ص ۱۲۲ ابن حجر عسقلانی)
(الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۲' ص ۲۷۱' زبیر بن بکار)

آپ خانہ کعبہ کی حفاظت (سقایت و عمارت) کے ذمہ دار افراد میں سے تھے۔ (سیرہ نبویہ ' ابن ھشام' ج ۲ ص ۸۱) (تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۳۹۷) (سیرہ نبویہ' ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۶) (الجامع لاحکام القرآن ج ۷ ص ۹۱) (اسباب النزول' واحدی) بعض اہل تاریخ کا کہنا ہے کہ جب مسلمانوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپ بھی ان کے ہمراہ تھے' جبکہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ آپ مکہ ہی میں رہے اور بعد میں یعنی ہجرت کے دوسرے سال مدینہ چلے گئے۔

آپ نے جنگ حنین اور ھوازن میں اپنی ایمانی شوکت کا مظاہرہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کرام میں خاص مقام پایا اور حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے' خواہ ہجرت سے قبل خواہ ہجرت

کے بعد- چنانچہ ابن حجر مکی نے کتاب الاصابہ ج ۲ ص ۲۷۱ میں لکھا ہے کہ ابن حارث نے کہا: "کان العباس اعظم الناس عهد رسول الله والصحابه یعترفون للعباس بفضله ویشاور منه و یا خذون رایه" (عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عباس بن عبدالمطلب لوگوں میں بلند مقام رکھتے تھے اور صحابہ کرام آپ کی بزرگی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ سے مشورہ اور رائے لیتے تھے-

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا "من اذی عمی فقد آذانی" جس نے میرے چچا (عباس بن عبدالمطلب) کو اذیت پہنچائی گویا اس نے مجھے اذیت دی- اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر احادیث اور جناب عباس کے بارے میں فضیلتوں کا ذکر درج ذیل کتب میں موجود ہے=

صحیح ترمذی ج ۵ ص ۳۱۷، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۱۵، صحیح مسلم باب تعجیل الزکاۃ، شرح امام نووی، سنن ابن ماجہ ج ا ص ۶۳، کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۱۸، ۱۱۱، ۱۳۶

جب حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین میں شریک تھے اور اہل بیت علیہم السلام ان کا احترام کرتے تھے-

بحوالہ مسند احمد بن حنبل حدیث ۳۵۸، سیرۃ نبویہ ابن ہشام ج ۴ ص ۳۰۴، ۳۱۴، مجمع الزوائد، حافظ نور الدین ھیثمی ج ۶ ص ۱۸۰، ۱۸۲

حضرت عباس بن عبدالمطلب نے سقیفہ بنی ساعدہ میں شرکت نہ کی،

حوالہ: مروج الذھب، مسعودی ج ۲ ص ۳۰۷، شرح نہج البلاغہ ابن ابی

الحدید ج ا ص ۱۷، المختصر فی اخبار البشر، ابو الفداء ج ا ص ۱۵۶، تاریخ یعقوبی ص ۵۲۴،

خلفاء نے ہمیشہ جناب عباس کا احترام کیا اور آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، (الاستیعاب ج ۳ ص ۱۰۰)

نماز استسقاء میں تمام صحابہ کرام نے ان کی اقتداء کی۔ جس سے ان کی فضیلت کا ثبوت ملتا ہے، (صحیح بخاری حدیث ۱۰۱۷، فتح الباری، ابن حجر عسقلانی ج ۲ ص ۴۹۴، الاستیعاب ج ۳ ص ۹۸، کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۲۰)

جناب عباس ۳۳ھ کو مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے، آپ کی قبر کے بارے میں "وفاء الوفاء" میں سمھودی نے لکھا ہے کہ "دفن العباس بن عبد المطلب عند قبر فاطمه بنت اسد بنی هاشم فی اول مقابر بنی هاشم التی فی دار عقیل" عباس بن عبد المطلب کو فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر کے قریب دفن کیا گیا جو کہ بنی هاشم کی پہلی قبروں میں سے ہے جہاں عقیل بن ابی طالب کا گھر تھا۔

جناب ابراہیم بن رسول اللہ ؐ

جناب ابراہیم علیہ السلام حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ماریہ کے بطن سے تھے۔ آپ ذی الحج ۸ھ کو پیدا ہوئے۔ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے بہت محبت تھی اور ہمیشہ ان سے اظہار محبت فرمایا کرتے تھے۔ وہ عہد طفولیت میں ہی وفات پا گئے اور آپ کو جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا جس میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس شریک تھے۔ (الثقات، ابن حبان ج ۱ص ۲۸۲)

جناب ابراہیم بن رسول اللہ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں مورخین و محدثین کے درمیان ایک بحث چھڑی ہوئی ہے۔ جس پر بعض حضرات بہت زیادہ اہمیت کے ساتھ اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ ان کی وفات کا سبب کسوف یا خسوف یعنی سورج گرہن یا چاند گرہن تھا؟

لیکن اسلامی روایات و تعلیمات کے مطابق یہ بات درست نہیں بنتی کیونکہ ان دونوں حوادث کا تعلق نظام شمس و قمر سے ضرور ہے کہ جو ہماری زندگی میں خاص اہمیت رکھتا ہے لیکن اس سلسلے میں جو بات حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ

و آلہ و سلم نے ارشاد فرمائی وہ سند ہے آپؐ نے فرمایا=

"ان الشمس و القمر لا ینکسفان لموت من الناس و لکنھما آیتان من آیات اللہ فاذا رایتموھما فقوموا فصلوا"

ایک اور روایت میں ہے=

"ان الشمس و القمر آیتان من آیات اللہ لا ینخسفان لموت احد ولا لحیاتہ فاذا رایتم ذلک فادعوا اللہ و کبروا و صلوا و تصدقوا"

"سورج اور چاند خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم انہیں دیکھو تو خدا کو یاد کرو، دعا مانگو، تکبیر کہو، نماز ادا کرو اور صدقہ دو"

اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کسوف اور خسوف کا کسی کی موت و حیات میں کوئی دخل نہیں،

(صحیح بخاری، سنن الکبری بیہقی و دیگر کتب) لہٰذا اہل نجوم اور جادوگروں کے بیانات غلط ہیں کہ ان دو کا انسان کی زندگی اور موت سے گہرا ربط ہے، بنابریں زمانہ جاہلیت کے اس غلط و موہوم نظریے کہ جس کی تبلیغ عموماً بنی اسرائیل نے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے بیان سے اس کی قلعی کھل جاتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بعض نجومیوں نے یہ بھی کہا کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اس قدر مغموم تھے کہ کسوف و خسوف کا واقعہ پیش آگیا اور سورج کو گہن لگ گیا، چنانچہ صحیح بخاری نے مغیرہ بن شعبہ سے اور کتاب "فروع کافی" میں کلینی رحمتہ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے

حضرت ابراھیم ابن رسول اللہؐ کی قبر مبارک

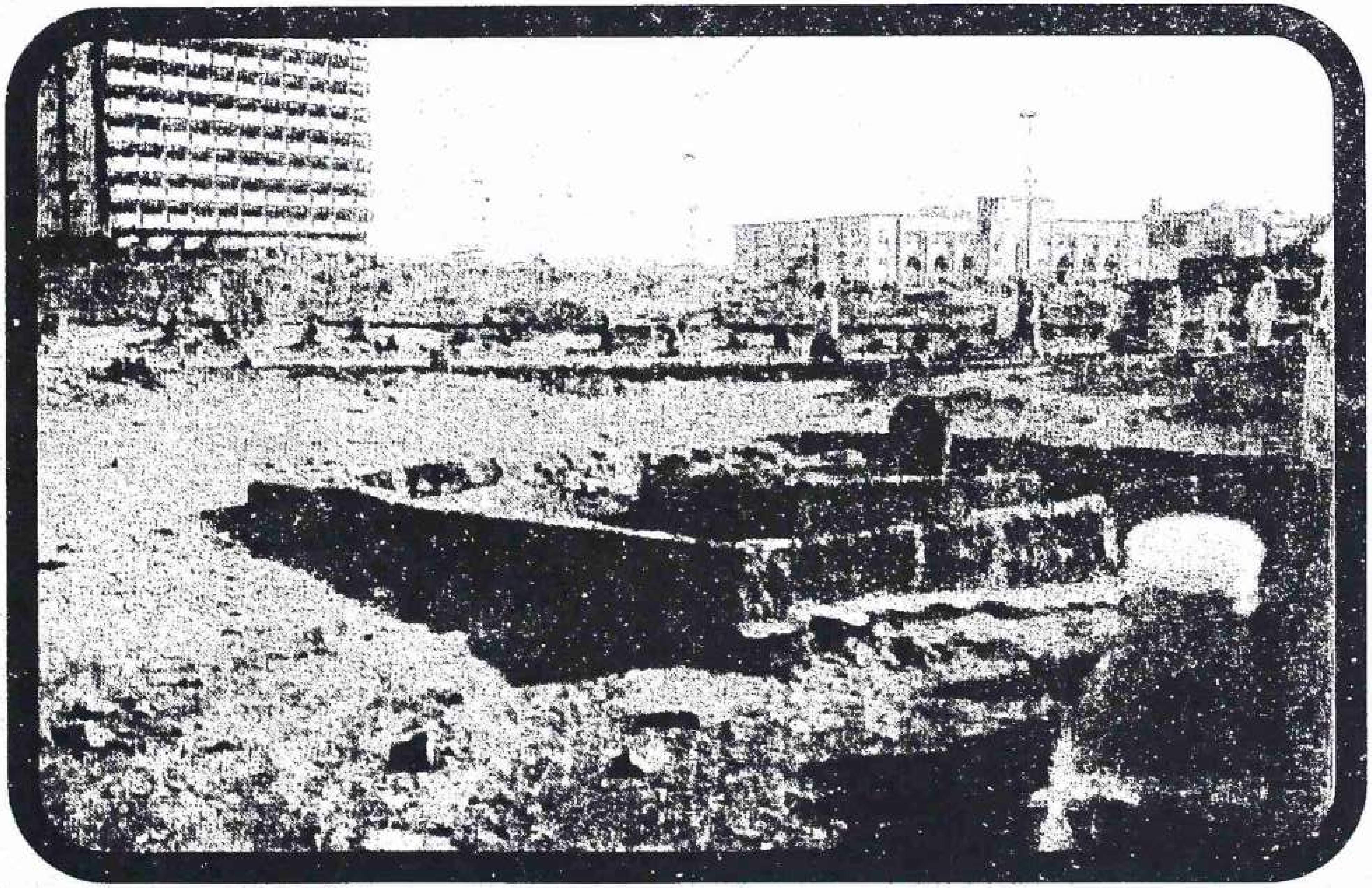

کہ "کسفت الشمس علی عهد رسول الله کشفت الشمس یوم وفات ابراهیم ---- طا قبض ابراہیم ابن رسول اللہ (عہد نبوی میں ابراہیم کی وفات کے دن سورج گرہن ہوا) اس دن اس واقعہ کا ہونا اس بات کا موجب بنا کہ لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اسے ابراہیم علیہ السلام کی وفات سے مربوط قرار دینے لگے' اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے فرزند کی موت سے بہت غمزدہ ہوئے اور آپؑ کے غم میں شمس و قمر کا نظام درہم برہم یا متاثر ہونا خلاف عقل بات نہیں کیونکہ سارا عالم انہی کے طفیل باقی ہے۔ جب وہ غمزدہ ہوں تو سارا عالم زمین و آسمان اور سورج' چاند سب کچھ غمزدہ ہوتا ہے' لیکن اسے ابراہیم علیہ السلام کی موت کا سبب قرار دینا ہرگز درست نہیں' یہ سب کچھ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

اگر وہ چاہے تو سورج گرہن یا چاند گرہن تو کیا پورا جہان درہم برہم ہو سکتا ہے۔

حضرت فاطمہ بنت اسد

تاریخ اسلام کی مقتدر خواتین میں حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کا نام نمایاں ہے آپ اسد بن ھاشم کی دختر اور محسن اسلام حضرت ابو طالب علیہ السلام کی زوجہ تھیں، آپ کے بطن مبارک سے حضرت علی علیہ السلام، جعفر، عقیل، عثمان اور طالب پیدا ہوئے۔

قبر مبارک حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت علیؑ (عمۃ الرسولؐ)

آپ ہی وہ عظیم شخصیت ہیں جنہیں خداوند عالم نے یہ اعزاز بخشا کہ آپ نے خانہ کعبہ میں بچہ جنا اور تاریخ نے اس کی گواہی دی کہ اس سے پہلے کوئی ولادت خانہ کعبہ میں نہ ہوئی تھی اور نہ ہی اس کے بعد ہوئی' اس سبب سے آپ کا مقام و مرتبہ اور عظمت بہت بلند ہے۔

(مسند احمد بن حنبل' مستدرک حاکم --- ج ۳ ص ۴۸۳-)

نور الابصار ص ۶۹' خصائص الامتہ - شریف رضی----)

آپ تمام مہاجرین میں پختہ ایمان کی حامل خاتون کے طور پر پہچانی جاتی تھیں' آپ کی رحلت پر حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے گریہ کیا' (کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۴۸' ج ۱۳ ص ۲۰) (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۵۶)

عقیل بن ابی طالب علیہ السلام

حضرت ابو طالب علیہ السلام کے فرزندوں میں سے عقیل عمر میں حضرت علی علیہ السلام سے بیس سال بڑے تھے' (الاکمال ج ٦ ص ٢٢٦' طبقات ابن سعد ج ٦ ص ٦- تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی ج ٧ ص ٢٥٤' و دیگر کتب)

جناب عقیل علم الانساب میں مہارت کے حوالہ سے شہرت رکھتے تھے (الاستیعاب ج ٣ ص ١٥٨' (و کان اکثر الناس ذکر المثالب قریش - مجمع البحرین طریحی ص ٤٤٦)

ہجرت کے بعد جنگ موتہ میں انہوں نے اپنی خالصانہ ایمانی شجاعت کے جوہر دکھائے اور جنگ حنین کے بعد صحابہ کرام میں ان کا مقام بلند ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی ساتھیوں میں شمار ہونے لگے' (تہذیب التہذیب ج ٧ ص ٢٥٤)

جناب عقیل کے بارے میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعریفی کلمات مختلف کتب میں درج ہیں' جن میں آپؐ نے فرمایا "انی لا حبک حبین حبًا لقرابتک منی و حبا لما کنت اعلم من حب عمی ایاک (میں آپ

سے دو وجہ سے محبت رکھتا ہوں: ایک آپ کے ساتھ اپنی قرابت کی محبت اور دوسری اس وجہ سے کہ مجھے معلوم ہے میرے چچا (ابو طالب علیہ السلام) آپ سے کتنی محبت کرتے تھے) یہ حدیث منتھی الامال ص ۲۵۵، کنز العمال ج ۱۲ ص ۳۱۰

جناب عقیل بن ابی طالب علیہ السلام کا شمار معتبر ترین راویان حدیث میں ہوتا ہے (مسند احمد بن حنبل، ج ا ص ۲۰۱ - ج ۳ ص ۴) (تہذیب التھذیب ج ۷ ص ۲۵۴، ابن حجر عسقلانی)

تاریخ میں بعض ایسے حوالے بھی ملتے ہیں جن میں جناب عقیل کے بارے میں تحفظات ظاہر کئے گئے ہیں جن میں اپنے بھائی حضرت علی علیہ السلام کے دور خلافت میں بعض اظہارات شامل ہیں مگر ان کے پس منظر و پیش منظر اہداف و مقاصد پر تمام پہلوؤں سے غور کرنے کی ضرورت ہے، یکطرفہ طور پر اظہار خیال درست نہیں؟

حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے زمانہ میں جناب عقیل نے شام کا سفر کیا اور امیر شام معاویہ بن ابی سفیان سے بنی ھاشم کے حقوق اور حضرت علی علیہ السلام کی ارجحیت و افضلیت کے بارے میں گفتگو اور مذاکرات کئے - (الاستیعاب ج ۳ ص ۱۵۸) العقد الفرید ج ۴ ص ۸۷، مجمع البحرین ص ۴۴۶)

کتاب ''اخبار مدینۃ الرسول ص ۱۵۴ میں ابن نجار متوفی ۶۵۳ نے جناب عقیل کی قبر و مزار کے بارے میں یوں لکھا ہے قبر عقیل بن ابی طالب اخی علی رضی اللہ عنہ فی قبہ فی اول البقیع' (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی عقیل بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر بقیع کی ابتدائی حدود میں واقع ہے جس پر گنبد بنا

ہوا ہے۔

جناب عقیل کی اولاد میں حضرت مسلم بن عقیل کوفہ میں شہید ہوئے اور چند دیگر کے اسماء گرامی شہدائے کربلاء کی فہرست میں ملتے ہیں۔

مثلاً جعفر الاکبر، عبدالرحمان، ابوسعید، احمد، عبداللہ الاکبر، عبداللہ الاصغر، عقیل بن عقیل، علی، عون، معین، موسیٰ وغیرہ،

عبداللہ بن جعفر طیار

جناب عبداللہ بن جعفر طیار اسلام کی مایہ ناز شخصیت ہیں۔ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے بہت محبت کرتے تھے اور ہمیشہ آپ سے احترام کا سلوک کرتے تھے۔

آپ کے والد جعفر طیار اور والدہ اسماء بنت عمیس تھیں۔ آپ کی ولادت حبشہ میں ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ حبشہ میں پیدا ہونے والے سب سے پہلے مسلمان مولود تھے۔ (الاستیعاب فی اسماء الاصحاب' الاصابتہ فی معرفتہ الصحابہ ج ۲ ص ۲۸۹) حضرت جعفر طیار ۸ھ کو حبشہ سے مدینہ تشریف لائے اس وقت قلعہ خیبر فتح ہو چکا تھا اور مسلمان خوشی منا رہے تھے' اسی سال جناب جعفر طیار بن ابی طالب' زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کی ہمراہی میں شام کی طرف روانہ ہوئے' اسی دوران جنگ موتہ ہوئی اور حضرت جعفر شہید ہوگئے۔ (مقاتل الطالبین ص ٦' مغازی ص ۴۰۱) اس وقت جناب عبداللہ نہایت مغموم ہوئے اور حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دلاسہ دیا اور ان کے والد کے غم میں اظہار ہمدردی فرمایا' چنانچہ جناب عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اظہار محبت و ہمدردی

کی بابت یوں فرمایا:

انا احفظ حین دخل النبی صلی الله علیه و آله وسلم علی امی ینعی لابی فانظر الیه هو یمسح علی راسی و راس اخی و عیناه تراهقان الدموع حتی تقطر لحیتهؐ مجھے یاد ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور میرے والد کی تعزیت کی اور ان کی رحلت پر اظہار غم کیا۔ میں اس وقت آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا تھا' آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے بھائی کے سر پر ہاتھ پھیرا - اس وقت آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جب کہ روتے روتے آپؐ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عبداللہ بن جعفر عہد طفولیت ہی سے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفقت سے بہرہ ور تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں نیک صفات کا تذکرہ فرمایا (تاریخ دمشق الکبیر ج ۷ ص ۲۳۹' کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۵' مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۴- ج ۲ ص ۲۰۵)

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپؐ نے عبداللہ بن جعفر طیار کے لیے دعا فرمائی - اللھم بارک لہ فی صفقہ --- اللھم بارک لہ فی تجارتہ ...... پروردگار! اس کے رزق میں برکت عطا فرما' اس کی تجارت میں برکت عطا فرما (سفینتہ البحار - کنزالعمال' مسند احمد بن حنبل' سنن دار قطنی)

تاریخ ابن عساکر میں مرقوم ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ سے فرمایا=

"جعفر اشبه خلقی و خلقی و اما انت یا عبدالله فاشبه خلق الله بابیک"

"جعفر اخلاق و عادات میں میرے مشابہ تھے اور تم اے عبداللہ اپنے باپ کے مشابہ ہو۔"

عبداللہ بن جعفر سخاوت میں مشہور تھے۔ یہاں تک کہ انہیں قطب السخا کہا جاتا تھا (الثقات ج ۳ ص ۲۰۷) ان کی سخاوت کے بارے میں یہ الفاظ ملتے ہیں "کان کریما جوادًا، ظریفًا، خلیقًا، عفیفًا، سخیًا، یسمی بحر الجود" وہ صاحب کرم تھے، صاحب عطا و عنایت تھے، صاحب ظرافت تھے، صاحب اخلاق تھے، صاحب عفت تھے، سخی تھے انہیں سخاوت کا دریا کہا جاتا تھا، (تنقیح المقال فی احوال الرجال، سفینتہ البحار،) (الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ج ۲ ص ۲۷۵، تاریخ دمشق ج ۷ ص ۳۲۸، تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۳۲۸)

روایت کے حوالہ سے آپ کا شمار سچے راویان حدیث میں ہوتا ہے عبداللہ بن جعفر طیار نے اسماء بنت عمیس، علی بن ابی طالب علیہ السلام اور عمار یاسر سے راویات ذکر کی ہیں (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۷۰)

جناب عبداللہ بن جعفر طیار نے حضرت ابوذر غفاری رحمتہ اللہ علیہ کی کھلم کھلا حمایت کی اور ان کے موقف میں ان کی ہمراہی کی (تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۶۷)

جناب عبداللہ کی شادی اسلام کی عظیم خاتون حضرت زینب بنت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے ہوئی۔ آپ کے فرزندوں میں سے عون و محمد کربلا میں شہید

ہوئے' آپ کے دو فرزند یوم الحرہ میں امویوں کے ہاتھوں شہید ہوئے ' (مقاتل الطالبین ص ۱۲۳)

آپ ۸۰ھ کو ۹۰ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پا گئے (تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۲۸' الاستیعاب ج ۲ ص ۲۷۵' شذرات الذہب ص ۸۷- الثقات ج ۳ ص ۲۰۷' تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۷۰' مراۃ الزمان ج ۱ ص ۱۶۱)

اسماعیل بن جعفر صادق علیہ السلام

جناب اسماعیل کے بارے میں مورخین نے لکھا ہے کہ آپ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بڑے فرزند تھے' انہیں اسماعیل امین کہا جاتا تھا۔ (مناقب آل ابی طالب' ابن شہر آشوب ج ۴ ص ۲۸۰)

ان کے بارے میں طبرسی نے "اعلام الوریٰ" میں لکھا ہے " اسماعیل کان اکبر اخواته و کان ابوه شدید المحبة له والبر به"

اسماعیل اپنے بھائیوں میں سے سب سے بڑے تھے اور ان کے والد ان سے بہت محبت کرتے تھے اور ان پر خاص شفقت فرماتے تھے۔

وہ "عریض" کے علاقہ میں رہتے تھے اور اپنے والد کی زندگی میں فوت ہوگئے (دائرۃ المعارف الاسلامیتہ ج ۲ ص ۱۸۷) ان کی تشیع جنازہ کے بارے میں "اعلام الوریٰ" ص ۲۸۴ میں مرقوم ہے=

"حمل علٰی رکاب الناس الی ابیه بالمدینة فجزع علیه جزعًا شدیدًا و تقدم سریره بغیر حذا ولا رداء و کان یامر بوضع سریره' قبل دفنه مرارًا کثیرة و یکشف عن وجه و ینظر الله"

(آپ کا جنازہ مدینہ لایا گیا تو آپ کے والد دھاڑیں مار کر روئے اور ننگے پاؤں جنازے کے آگے چلتے جا رہے تھے اور ردا بھی نہیں اوڑھی ہوئی تھی' وقفہ وقفہ کے بعد جنازے کو رکواتے اور زمین پر رکھ دینے کا حکم دیتے اور کفن سے چہرہ نکال کر اس کا دیدار کرتے اور پھر آسمان کی طرف نگاہ کرتے تھے)

محمد بن حنفیہ

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے فرزند ارجمند محمد ابن حنفیہ کے بارے میں ”تہذیب التہذیب“ ج ۹ ص ۳۵۴ میں درج ہے کہ ان کی قبر بقیع میں ہے لیکن جگہ کا تعین نہیں ہوسکا ” حدثنا زین بن سائب قال سالت ابا هاشم عبدالله بن محمد الحنفیه این دفن ابوک؟ فقال بالبقیع قلت ای سنة؟ قال سنة احدی و ثمانین فی اولها“ زین بن سائب نے کہا میں نے محمد حنفیہ کے فرزند ابو ہاشم عبداللہ سے پوچھا! آپ کے والد کی قبر کہاں ہے؟ انہوں نے کہاں بقیع میں ہے' سب نے پوچھا وہ کب وفات پا گئے' انہوں نے کہا ۸۱ھ کے اوائل میں- آپ پہلی صدی کی مشہور اسلامی شخصیات میں سے تھے-

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب

حضرت صفیہ جناب عبدالمطلب کی دختر اور عوام بن خویلد کی زوجہ تھیں۔

آپ صدر اسلام کے واقعات اور نہایت سنگین حالات میں پرچم اسلام کی سربلندی میں شریک رہیں، مدینہ منورہ میں آپ اپنی پاکیزہ صفات اور اسلامی مجاہدت کے حوالہ سے معروف تھیں، ہجرت کے بعد ہونے والی دو عظیم جنگوں بدر و خندق میں آپ نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ جنگ احد میں آپ ان خواتین کے ہمراہ تھیں جو احد کی طرف گئیں اور مجاہدین اسلام کی خدمت کی، حضرت حمزہ سید الشہداء علیہ السلام کی شہادت پر آپ نے جو مرثیے کہے وہ اپنی مثال آپ تھے۔ ان مرثیوں نے مسلمانوں، کی تسلیت خاطر کا سامان کیا (الاصابہ ج ۴ ص ۳۴۹، سیرہ نبوی ابن ھشام ج ۳ ص ۱۰۳، ص ۱۷۶، تاریخ کامل ابن اثیر ج ۲ ص ۱۶۱، مستدرک حاکم نیشاپوری ج ۴ ص ۵۰، تاریخ طبری ج ۶ ص ۲۴۶۵، الفتوح، اعثم کوفی ج ۲ ص ۳۱۲)

جنگ خندق میں حضرت صفیہ نے حسان بن ثابتؓ اور دیگر افراد کے ہمراہ شہر کی حفاظت میں شرکت کی، اسی دوران انہوں نے ایک یہودی کو ہلاک کیا جس پر حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے کارنامے کی تعریف کی اور

زبردست خراج تحسین دیا' (الاصابہ ' ابن حجر ج ۴ ص ۳۴۸) حضرت صفیہ ۲۰ھ کو انتقال کر گئیں اس وقت آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔

حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب

حضرت عبدالمطلب کی دختر عمتہ الرسول حضرت عاتکہ ' ابن مغیرہ کی زوجہ تھیں ' آپ کے دو بیٹے تھے ' زہیر ' عبداللہ '

آپ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے بہت زیادہ عقیدت رکھتی تھیں چنانچہ ہجرت کے ابتدائی ایام میں آپ نے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی شان میں جو اشعار کہے ان سے آپ کے پختہ ایمان و عقیدت کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت عاتکہ کا نام اس خواب کی وجہ سے زیادہ مشہور ہوا جو آپ نے جنگ بدر سے قبل دیکھا اور اس کا اظہار کیا' اس خواب کی تعبیر یہ کی گئی کہ مسلمان مشرکوں پر تین دن کے بعد غالب آئیں گے۔ مکہ میں اس خواب کی شہرت ہو گئی اور ہر جگہ اس سلسلے میں بحث ہونے لگی۔ چنانچہ بدر کے واقعہ سے اس کی تعبیر سامنے آئی' اس خواب اور اس کی تعبیر سے مربوط مطالب کا تذکرہ تاریخ کی اکثر کتب میں موجود ہے' ملاحظہ ہو: سیرہ نبویہ ابن ھشام ' کتاب المستدرک علی الصحیحین (حاکم نیشاپوری) ج ۳ ص ۱۹' سیرہ نبویہ ابن اثیر ج ۲ ص ۳۸۱' سیرہ حلبیہ ج ۲ ص ۱۴۳'

تاریخ کامل ابن اثیر ج ۲ ص ۱۱۶' تاریخ طبری ج ۳ ص ۹۵۰ - تاریخ الرسل والملوک-)

حضرت عاتکہ اور حضرت صفیہ کی قبریں چونکہ ایک ہی مقبرے میں ایک دوسرے سے قریب واقع ہیں اس لیے اسے "بقیع العمات" کہا جاتا ہے۔

عثمان بن مظعون

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں جناب عثمان بن مظعون کا مقام و مرتبہ علمی حوالہ سے بہت بلند تھا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ وہ دار ارقم میں اسلام لانے والے تیرھویں فرد تھے۔ (سیرۃ النبی ابن ھشام ج ۱ ص ۲۷۰، ص ۳۴۴، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ج ۳ ص ۸۵)

ہجرت کے بعد حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان جو رشتہ اخوت قائم کیا تھا اس میں جناب عثمان بن مظعون اور ابو الھیثم بن التیھان کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ ج ۴ ص ۲۱۲)

جناب عثمان بن مظعون اسلام کی عظیم جنگ بدر میں شریک تھے۔ مدینہ واپسی کے بعد ہجرت کے ۲۳ ویں مہینہ میں رحلت فرما گئے۔ مکہ سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمانوں میں وہ پہلے فرد تھے جو مدینہ میں فوت ہوئے۔ (سیرۃ ابن ھشام ج ۲ ص ۳۴۱)

ظہور اسلام سے قبل ہی وہ علم و فضل کے حوالے سے عربوں میں بلند

مقام رکھتے تھے۔ یہی امر سبب بنا کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات کے ادراک میں ممتاز مقام پایا۔

آپ کی رحلت سے مسلمانوں کو بالعموم اور حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالخصوص سخت صدمہ پہنچا۔ آپ کے بارے میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "طوبی لک یا عثمان لم تلبسک الدنیا ولم تلبسها" تو مبارک باد کا مستحق ہے اے عثمان کہ دنیا تجھے شکار نہیں کر سکی اور نہ ہی تو اس کی محبت میں مبتلا ہوا۔

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عثمان بن مظعون کی رحلت پر آنسو بہائے اور نہایت غمزدہ ہوئے' (سنن ترمذی ج ۲ ص ۲۲۹ باب ماجاء فی تقبیل المیت' سنن ابن ماجہ حدیث ۱۴۷۶' سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۱۰۱ حدیث ۳۱۶۳' السنن الکبری بیہقی ج ۳ ص ۴۰۷' کنز العمال ج ۱۶ ص ۱۳۷' حلیتہ الاولیاء ج ۱ ص ۱۰۵)

سعد بن زرارہ

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ صحابہ میں سے تھے آپ طائفہ "بنو نجار" کے سربراہ تھے جو کہ مدینہ کا مشہور خاندان تھا' اسلام کی بلند پایہ تعلیمات سے آشنائی کے بعد اسلام لائے اور پھر اسلام کی تبلیغ کی' چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ یثرب کے لوگوں کی ہدایت کے لیے کسی مبلغ کو بھیجیں جو قرآنی معارف سے آشنائی رکھتا ہو تاکہ لوگوں کی فکری و عملی تربیت کا ہدف پورا ہو سکے لہٰذا حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصعب بن عمیر کو بھیجا' (حلیتہ الاولیاء ج ۱ ص ۱۰۶)

آپ کی وفات ہجرت کے پہلے سال ہوئی جبکہ ابھی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیر مکمل نہ ہوئی تھی (مرآۃ الجنان) ان کی وفات پر حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ فرمایا اور خود ہی ان کی تغسیل و تجہیز فرمائی اور تکفین کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کی اور تدفین کے لیے جنازے کے ساتھ پا پیادہ بقیع تک تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھوں سے انہیں قبر میں اتارا اور ان کے لیے دعا کی (الطبقات الکبریٰ ج ۳ ص ۶۰۸)

سعد بن معاذ

صدر اسلام کے بزرگ صحابیوں میں سے تھے' جنگ بدر میں اوس قبیلہ کی نمائندگی کرتے ہوئے شریک ہوئے۔ اس جنگ میں حضرت علی علیہ السلام مہاجرین مکہ کا پرچم اٹھائے ہوئے تھے' (سیرہ نبویہ ابن ھشام ج ۲ ص ۲۶۴' سیرہ حلبیہ ج ۲ ص ۱۵۰)

ان کا مقام و مرتبہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ہاں بہت بلند تھا اور اسلام کی تبلیغ اور خالصانہ خدمت گزاری میں آپ نے بلند کردار ادا کیا۔ جنگ بدر میں سعد بن معاذؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے لیے مخصوص و محفوظ جگہ کا انتظام کیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے انہیں دعائیں دیں۔

۶ھ میں سعد نے جنگ خندق میں شرکت کی اور اس میں شدید زخمی ہو گئے' ان کی وفات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے گریہ فرمایا اور ان کی نماز جنازہ خود پڑھائی' ان کو حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر کے قریب دفن کیا گیا'

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی رحلت پر فرمایا: "اهتز العرش لموت سعد بن معاذ" ان کی موت سے عرش لرز اٹھا ہے۔

(صحیح مسلم ج ۸ ص ۲۱، تفسیر قمی ج ۲ ص ۱۸۱، سنن ترمذی باب مناقب ج ۵ ص ۳۵۳، سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۸)

ابو سعید خدری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی اصحاب اور با اعتماد افراد میں سے تھے۔ تاریخ اسلام میں آپ کا مقام بہت بلند ہے' ان کے والد جناب مالک بن سنان جنگ احد میں شریک تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیمار داری کرتے رہے اور بنو بجر میں سے تنہا شخص تھے جو اس جنگ میں شہید ہوئے' (سیرہ نبویہ ابن ھشام ج ۳ ص ۸۳ '۱۲۹' الاصابہ ابن حجر ج ۳ ص ۳۴۵)

ابتدائے ظہور اسلام سے ہی آپ نے اپنی خدمات پیش کیں اور ہمیشہ تبلیغ اسلام کے فریضہ میں سرگرم عمل رہے۔ صحابہ کرام میں شجاعت اور علم کے حوالہ سے معروف تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ' المعارف ص ۱۱۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد معتبر ترین راویان حدیث میں شمار ہوتے تھے' اہل بیت علیہم السلام کے مناقب میں آپ کی بیان کردہ احادیث کثرت سے ملتی ہیں چنانچہ " الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنة" اور حدیث ثقلین " انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله و عترتی اهل بیتی " کے روایوں میں سرفہرست ان کا نام آتا ہے۔

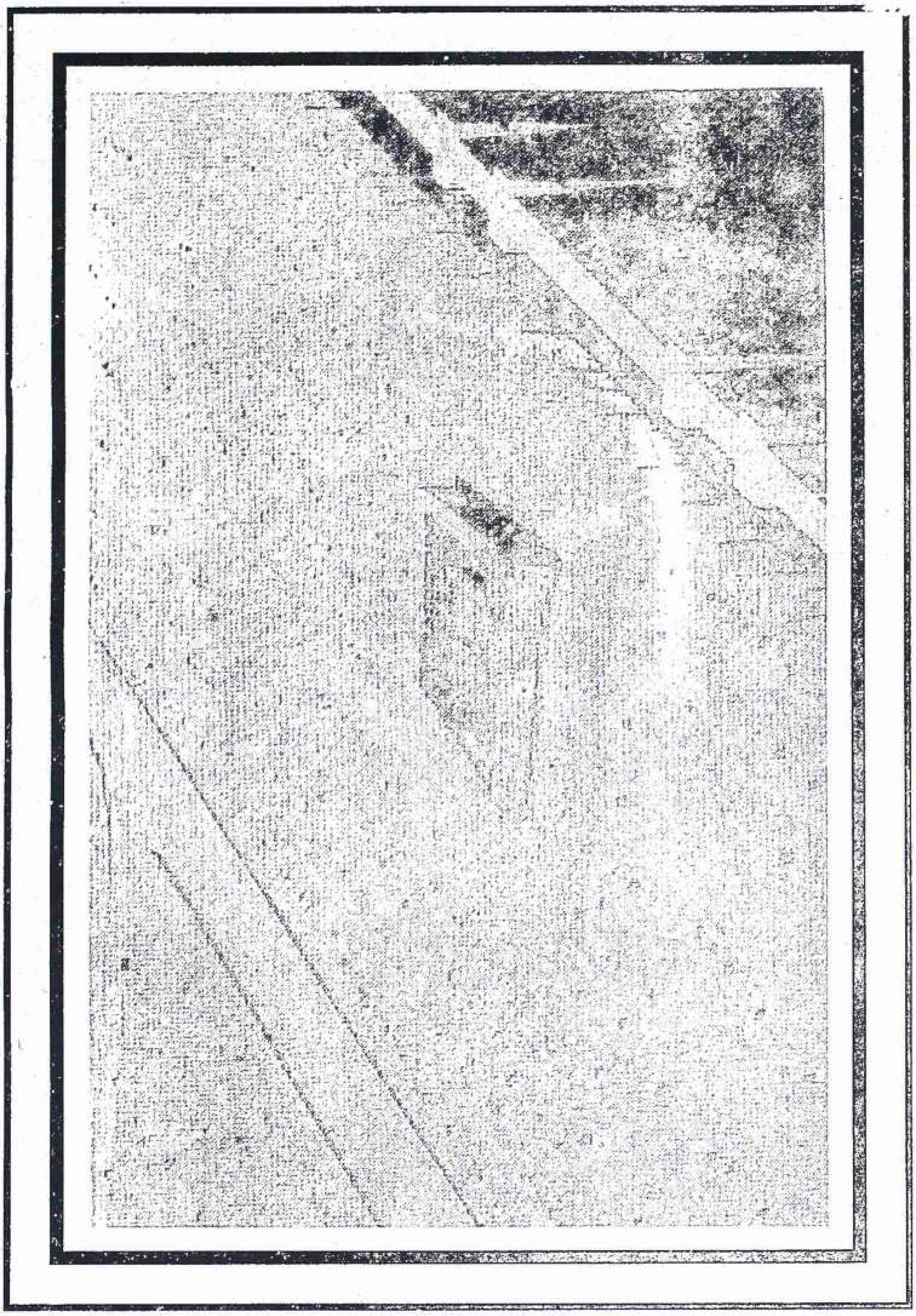

قبر مبارک جناب ابو سعید خدری (صحابی رسول)

(تفسیر در منشور، جمع الجوامع، تاریخ الخلفاء وغیرہ) اسی طرح حدیث غدیر "من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ" کے راویوں میں بھی ان کا نام آتا ہے۔ (انساب الاشراف)

جناب ابو سعید خدری ؓ (سعد بن مالک) کی وفات کے بارے میں بعض مورخین نے ۷۴ھ اور بعض نے ۶۴ھ ذکر کیا ہے آپ کا انتقال مدینہ میں ہوا۔

سمھودی نے "وفاء الوفا" ج ۳ ص ۵ - ۹ پر لکھا ہے کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ انہیں جنت البقیع میں اس جگہ دفن کیا جائے جہاں پہلے کوئی مدفون نہ ہو، لہٰذا انہوں نے خود ہی جگہ کا تعین کر کے اپنے فرزند کو اس کی نشاندہی کر دی، چنانچہ وہ جگہ حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی قبر کے قریب ہے۔

وہ شخصیات اور اصحاب النبیؐ جن کی قبریں بقیع میں تھیں

ظاہر ہے کہ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کا قبرستان جنت البقیع تھا اور تمام قبائل اپنی اموات کو وہاں دفن کرتے تھے تاہم جن مشہور اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبور وہاں ہیں ان کے بارے میں تاریخ نگاروں نے فہرستیں دی ہیں جن میں سے کچھ یہاں ذکر کی جاتی ہیں ممکن ہے اس کے علاوہ چند صحابہ کرام کی قبور ہوں مگر تواریخ میں شاذو نادر ہی ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ (یاد رہے کہ اب ان قبور کے نشانات منہدم ہو چکے ہیں)

- مقداد بن الاسود الکندری ۳۳ھ کو ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔
(حلیتہ الاولیاء' ج ا ص ۲۷۲' مجمع الزوائد ج ۹ ص ۳۰۶' طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۶۱' تاریخ یعقوبی ج ا ص ۵۲۴' اصابہ ج ۳ ص ۴۵۴۔
- صہیب بن سنان متوفی ۳۸ھ' عمر ۷۰ سال (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۲۶)
- ابو عبس متوفی ۳۴ھ عمر ۷۰ سال (طبقات ج ۳ ص ۴۵۱)
- اسید بن حضیر متوفی شعبان ۲۰ھ (طبقات ج ۳ ص ۶۰۶)
- حویطب بن عبدالعزی متوفی ۵۴ھ (تہذیب التہذیب ج ا ص ۲۰۷)

- رکانہ بن عبد یزید ابن ھاشم، (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۵۲)
- زید بن سہل ابو طلحہ انصاری (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۲۷۵)
- ارقم بن ابی ارقم، متوفی ۵۵ھ (سیرۃ نبویہ ابن ھشام ج ۱ ص ۲۷۰)
- اسامہ بن زید ۵۴ھ (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۵۲)
- عبداللہ بن سلام ۴۳ھ (اسد الغابتہ ج ۳ ص ۱۷۶)
- عبداللہ بن عمرو (ابن مکتوم) (الثقات ج ۳ ص ۲۱۴)
- ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد، (طبقات ج ۳ ص ۲۳۹)
- عبداللہ بن عتیک ۵۶ھ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۰۴)
- قتادہ بن نعمان انصاری، ۲۳ھ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۳)
- جبار بن صخر (طبقات ج ۳ ص ۱۶۱)
- حاطب بن ابی بلتعہ ۳۰ھ (طبقات ج ۳ ص ۱۱۴)
- حکیم بن حزام ۵۴ھ (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۱۹۴)
- عمرو بن حزام ۵۱ھ (الثقات ج ۳ ص ۲۶۷)
- مخرمہ بن نوفل ۵۴ھ (الاصابہ ج ۶ ص ۷۰)
- عبداللہ بن انیس (الثقات ج ۳ ص ۲۳۳)
- براء بن مغرور (طبقات ج ۳ ص ۶۱۸)
- جبیر بن مطعم ۸۰ھ / ۹۵ھ (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۱۲۶)
- جابر بن عبداللہ، ۹۰ھ (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۱۲۲)
- مسطح بن اثاثہ (ابو عبادہ) ۳۴ھ (اصابہ ج ۶ ص ۸۸)
- معاذ بن عفراء (طبقات ج ۱ ص ۲۱۸)
- زید بن ثابت ۴۵ھ / ۵۰ھ (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۲۷۲)

- ابن عمرو بن نفیل (ابو الاعور) ۵۰ھ (طبقات ج ۳ ص ۳۷۹)
- مالک بن تیہان (ابو الہیثم) - طبقات ج ۳ ص ۶۰۷)
- ابو اسد ساعدی ۶۰ھ (تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۴۷۱)
- کعب بن عمرا السلمی (ابو الیسر) ۵۵ھ (تقریب التہذیب ج ۲ ص ۱۳۵)
- ابی بن کعب
- اسعد خزرجی
- عبداللہ بن محمد
- اسید بن حضیر
- ابو ہریرہ
- ابو حذیفہ
- مالک اشتر
- مالک بن نویرہ
- حسن مثنیٰ
- حسان بن ثابت
- جعفر بن حسن
- خزیمہ ذوالشہادتین
- ابو دجانہ انصاری
- عبداللہ بن سلام
- زید بن الحسن
- مغیرہ بن عبدالرحمان
- سالم بن عبداللہ

پروردگان آغوش رسالتؐ کی قبریں

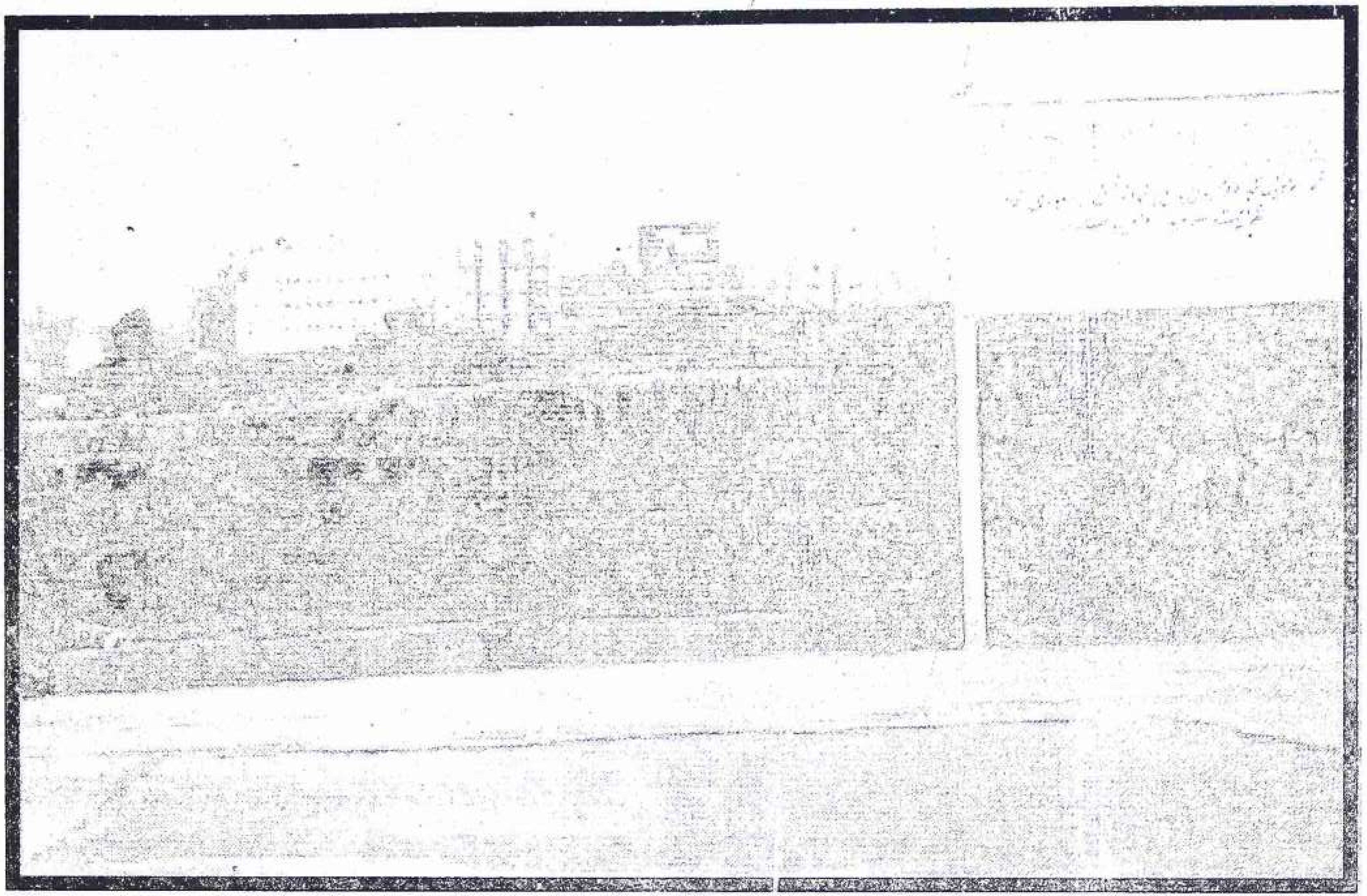

- خنیس بن حذافہ
- معاذ بن عفراء
- جبیر بن مطعم
- سعد بن زید
- عبداللہ بن عتیک
- البراء بن معرور

نوٹ: مذکورہ بالا حضرات کے بارے میں ناموں کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے کیونکہ تفصیلی اظہار خیال اس کتاب کا موضوع نہیں۔ ان حضرات کے اسماء ذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کی قبور بقیع میں تھیں جنہیں منہدم کیا گیا' بعض قبور پر گنبد بنے ہوئے تھے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر کے بارے میں کتب تواریخ میں مرقوم ہے کہ انہیں بقیع کے قریب باغ "حش کوکب" میں دفن کیا گیا جو اس وقت بقیع کی موجودہ دیوار کے اندر ہے' (انساب الاشراف' تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۷۳) الامامہ والسیاستہ ج ۱ ص ۴۰' طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۵' ریاض النظرہ ج ۲ ص ۱۳۱' شرح ابن ابی الحدید معتزلی ج ۱ ص ۱۶۸) ان کی قبر شہدائے حرہ کی قبور سے ۱۳۵م کے فاصلہ پر واقع ہے۔

مسجد العمرة

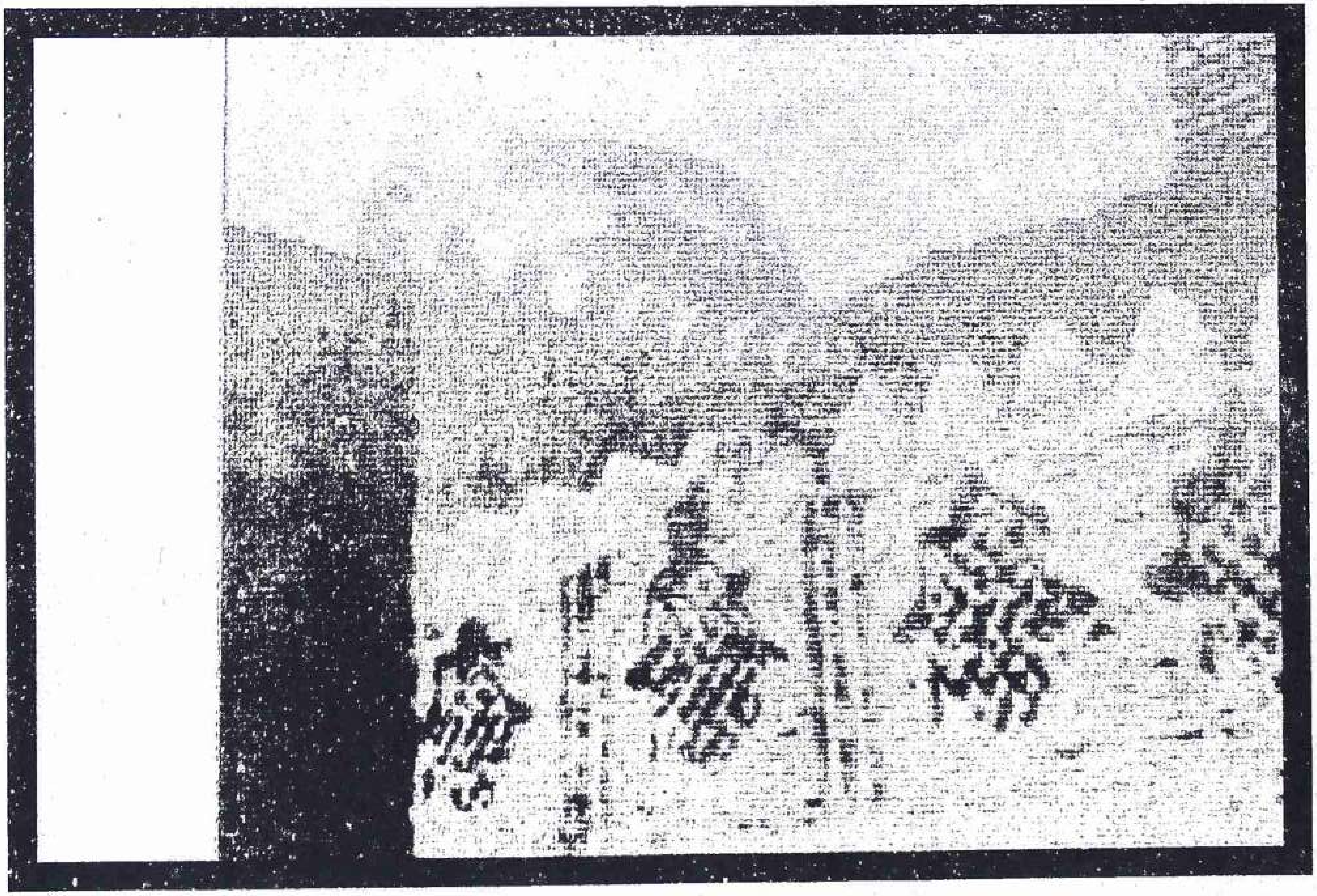

دعا و زیارات

دعا ایک محبوب و مُستحب عمل ہے بلکہ اس کی تائید میں جو آیت پیش کی جاتی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دعا نہ کرنے والے تکبر اور خدا سے بے نیازی کا جذبہ رکھنے کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں جو کہ گناہ اور معصیت ہے۔ دعا کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے چنانچہ دعا کے سلسلے میں ارشاد حق تعالیٰ ہے۔

"قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ"

(کہہ دیجئے اگر تمہاری دعائیں نہ ہوں تو میرا پروردگار بھی تمہاری پروردگاری نہ کرے گا---- سورہ فرقان ۷۷----

دعا کے بارے میں ایک صریح آیت=

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ---- (سورہ مومن ۶۰)

""تمہارے پروردگار کا حکم ہے کہ مجھے پکارو، مجھ سے دعا مانگو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا، جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلت کے ساتھ جہنم میں جائیں گے۔

دعا ایک قرآنی حکم ہے، خدائی فرمان ہے، انسانی تقاضا ہے، فطری جذبہ ہے

اور عبادت ہے' دعائی ضرورت' اہمیت و استحباب پر کثرت سے روایات موجود ہیں' جہاں تک قبور کی زیارت کا تعلق ہے تو اس کے استحباب میں کوئی شک نہیں سب سے بڑی دلیل حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل ہے کہ آپؐ جنت البقیع اور شہدائے احد کی قبور پر تشریف لا کر ان کے لیے دعائے مغفرت فرماتے تھے اور بروایت حضرت عائشہ ام المومنینؓ ' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ بقیع جا کر اہل قبور کے لیے سلامتی کی دعا کر کے ان کی مغفرت و بخشش کی دعا کریں- چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا=

قولی السلام علیکم اهل الدیار من المومنین والمسلمین و یرحم الله المستقدمین والمستاخرین و انا ان شاء الله بکم للاحقون" (صحیح مسلم)

(اے عائشہؓ ! ان (بقیع میں مدفون اہل قبور) کے لیے وہاں جا کر اس طرح کہو! اے مومنین و مسلمین کے دیار کے مکینو! تم پر سلام ہو' اللہ رحمت نازل فرمائے پہلے گزرنے والوں پر اور بعد میں جانے والوں پر' اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں-)

جنت البقیع کی زیارات کے تذکرے میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے فضائل کی احادیث کا ذکر کئے بغیر صرف اصل زیارات پر اکتفاء کیا جاتا ہے اور ان حضرات کے استفادہ کے لیے ترجمہ بھی شامل کیا جاتا ہے-

قبور مبارکہ شہدائے واقعہ حرّہ (۶۳ھ)

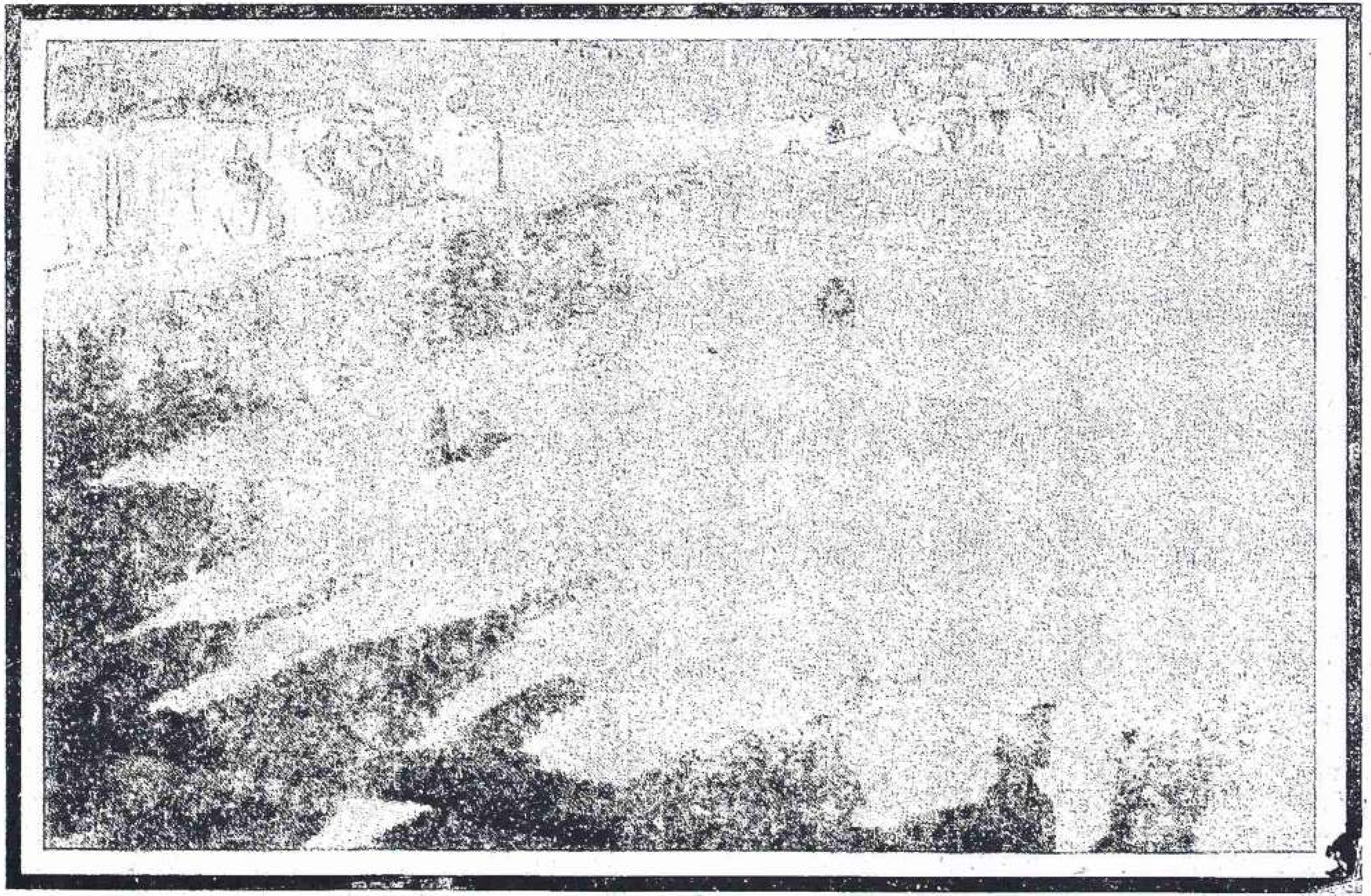

مسجد فاطمہ الزاہراء

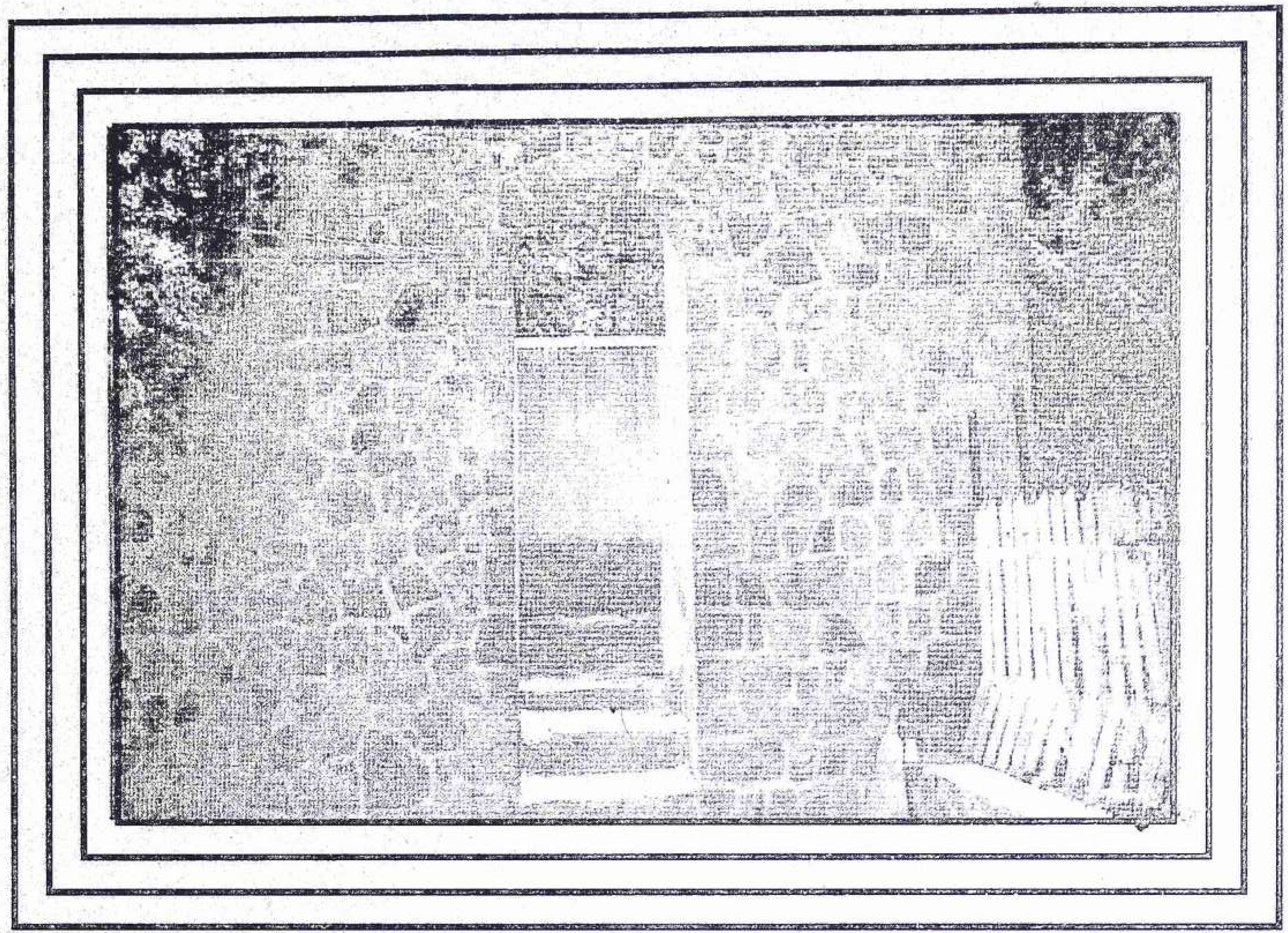

زیارت حضرت فاطمہ زہراؑ

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی قبر مبارک کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ کہاں پر واقع ہے کیونکہ آنجناب علیہا السلام نے وصیت فرمائی تھی کہ رات کی تاریکی میں انہیں دفن کیا جائے اور ان کی قبر کا نشان کسی کو نہ بتایا جائے۔ تاہم مدینہ منورہ کی زیارات میں عموماً سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام کی زیارت کو جنت البقیع کی زیارات کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے لہٰذا ہم بھی اسی عام رائج معمول کے مطابق آپؑ کی زیارت ذکر کرتے ہیں بہرحال آنجنابؑ کی زیارات کا قصد کر کے اس طرح کہیں=

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ نَبِيِّ اللّٰهِ

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ حَبِيْبِ اللّٰهِ

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ خَلِيْلِ اللّٰهِ

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ صَفِيِّ اللّٰهِ

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ اَمِيْنِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ اَفْضَلِ اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ مَلَائِكَتِهٖ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ وَلِيِّ اللّٰهِ وَ خَيْرِ الْخَلْقِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ سَيِّدَىْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الصِّدِّيْقَةُ الشَّهِيْدَةُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الرَّضِيَّةُ الْمَرْضِيَّةُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْفَاضِلَةُ الزَّكِيَّةُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْحَوْرَآءُ الْاِنْسِيَّةُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا التَّقِيَّتُ الْمَظْلُوْمَةُ الْمَغْصُوْبَةُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْمُضْطَهَدَةُ الْمَقْهُوْرَةُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَعَلٰى رُوْحِكِ وَ بَدَنِكِ اَشْهَدُ اَنَّكِ مَضَيْتِ عَلٰى
بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكِ وَ اَنَّ مَنْ سَرَّكِ فَقَدْ سَرَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَ آلِهٖ وَ مَنْ اٰذَاكِ فَقَدْ اٰذٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَ مَنْ
قَطَعَكِ فَقَدْ قَطَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لِاَنَّكِ بَضْعَةٌ مِنْهُ
وَ رُوْحَهُ الَّذِىْ بَيْنَ جَنْبَيْهِ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ رُسُلَهٗ وَ مَلَائِكَتَهٗ اَنِّىْ رَاضٍ
عَمَّنْ رَضِيْتِ عَنْهُ سَاخِطٌ عَلٰى مَنْ سَخِطْتِ عَلَيْهِ مُتَبَرِّءٌ مِمَّنْ
تَبَرَّئَتِ مِنْهُ مُوَالٍ لِمَنْ وَالَيْتِ مُعَادٍ لِمَنْ عَادَيْتِ مُبْغِضٌ لِمَنْ
اَبْغَضْتِ مُحِبٌّ لِمَنْ اَحْبَبْتِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا وَ حَسِيْبًا وَ جَازِيًا

وَ مُشِيبًا

ترجمہ:

اے دختر رسول خداؐ، آپ پر سلام ہو

اے دختر نبیؐ، آپ پر سلام ہو

اے دختر حبیب خداؐ، آپ پر سلام ہو

اے دختر خلیل خداؐ، آپ پر سلام ہو

اے خدا کے برگزیدہ نبیؐ کی دختر، آپ پر سلام ہو

اے امین خداؐ کی دختر، آپ پر سلام ہو

اے خدا کی سب سے بہتر مخلوق کی دختر، آپ پر سلام ہو

اے خدا کے نبیوں، رسولوں اور فرشتوں سے افضل شخصیت کی دختر،
آپ پر سلام ہو

اے تمام انسانوں سے افضل و برتر شخصیت کی دختر، آپ پر سلام ہو

اے کائنات کی تمام خواتین کی سردار، آپ پر سلام ہو

اے زوجہ ولی خدا، آپ پر سلام ہو

اے رسول خداؐ کے بعد سب سے افضل شخصیت کی زوجہ،
آپ پر سلام ہو

اے جوانان جنت کے سردار حسن و حسین علیہما السلام کی والدہ،
آپ پر سلام ہو

اے صدیقہ کبریٰ علیہا السلام، آپ پر سلام ہو

اے شہیدہ' رضیہ و مرضیہ' آپ پر سلام ہو

اے فاضلہ و زکیہ' آپ پر سلام ہو

اے باعظمت و پاک بی بی' آپ پر سلام ہو

اے حوراء انسیہ' آپ پر سلام ہو

اے صاحب تقویٰ' آپ پر سلام ہو

اے مظلومہ بی بی' آپ پر سلام ہو

اے حق غصب شدہ بی بی' آپ پر سلام ہو

اے ستم رسیدہ بی بی' آپ پر سلام ہو

اے فاطمہ' اے دختر رسول خدا علیہا السلام' آپ پر سلام ہو

اے سیدہ' آپ پر خدا کی رحمت ہو' برکتیں ہوں

اے بی بی آپ پر' آپ کی پاک روح و پاک بدن پر' خدا کی رحمت ہو

اے بی بی' میں گواہی دیتا ہوں آپ نے اپنے پروردگار کی معرفت کے ساتھ اس دنیا میں زندگی گزاری۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے آپ کو خوشی دی' اس نے رسول خداؐ کو خوش کیا' اور جس نے آپ کو رنج دیا اس نے رسول خداؐ کو رنج پہنچایا اور جس نے آپ سے جفا کی اس نے رسول خداؐ سے جفا کی' اور جس نے آپ سے منہ موڑا اس نے رسول خداؐ سے منہ موڑا کیونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ٹکڑا ہیں اور آپ آنحضرتؐ کی جان ہیں۔

میں خدا' اس کے رسولوں اور اس کے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں

بھی اس پر راضی ہوں جس سے آپ راضی ہیں' اور اس سے ناراض ہوں جس سے آپ ناراض ہیں اور اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جس سے آپ نے بیزاری کا اظہار کیا؟

میں آپ سے عقیدت رکھنے والوں سے عقیدت رکھتا ہوں اور آپ سے دشمنی برتنے والوں سے دشمنی کرتا ہوں

جس پر آپ غضب ناک ہیں میں بھی اس پر غضب ناک ہوں- خدا ہی کافی ہے اس گواہی کے لیے- وہی حساب و کتاب کرنے اور جزا و سزا دینے میں کافی ہے-

آئمہ اطہارؑ کی زیارت

حضرت امام حسن مجتبیٰؑ، حضرت امام زین العابدینؑ، حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ کی زیارت کا قصد کر کے یوں کہیں=

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَئِمَّةَ الْهُدٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ التَّقْوٰى اَلسَّلَامُ عَلَى الْحُجَجِ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَيُّهَا الْقَوَّامُوْنَ فِى الْبَرِيَّةِ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الصَّفْوَةِ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ النَّجْوٰى' اَشْهَدُ اَنَّكُمْ قَدْ بَلَّغْتُمْ وَ نَصَحْتُمْ وَ صَبَرْتُمْ فِىْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ' وَكُذِّبْتُمْ وَ اُسِيْئَ اِلَيْكُمْ فَغَفَرْتُمْ ' وَ اَشْهَدُ اَنَّكُمُ الْاَئِمَّةُ الرَّاشِدُوْنَ الْمَهْدِيُّوْنَ' وَ اَنَّ طَاعَتَكُمْ مَفْرُوْضَةٌ' وَ اَنَّ قَوْلَكُمُ الصِّدْقُ' وَ اَنَّكُمْ دَعَوْتُمْ فَلَمْ تُجَابُوْا وَ اَمَرْتُمْ فَلَمْ تُطَاعُوْا ' وَ اَنَّكُمْ دَعَائِمُ الْحَقِّ' وَ اَرْكَانُ الْاَرْضِ' لَمْ تَزَالُوْا بِعَيْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَنْسَخُكُمْ فِىْ اَصْلَابِ كُلِّ مُطَهَّرٍ' وَ يَنْقُلُكُمْ فِى الْاَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ ' لَمْ تُدَنِّسْكُمْ

الْجَاهِلِيَّةُ الْجَهْلَاءُ وَلَمْ تَشْرُكْ فِيكُمْ فِتَنُ الْاَهْوَاءِ، طِبْتُمْ وَ طَهُرْتُمْ، مَنْ بِكُمْ عَلَيْنَا دَيَّانُ الدِّيْنِ فَجَعَلَكُمْ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ، وَ جَعَلَ صَلَاتَنَا عَلَيْكُمْ رَحْمَةً لَنَا وَ كَفَّارَةً لِذُنُوْبِنَا وَ اخْتَارَلَنَا، وَ طَيَّبَ خَلْقَنَا بِمَا مَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا مِنْ وَلَايَتِكُمْ، وَكُنَّا عِنْدَهٗ مُسَمِّيْنَ، وَ هٰذَا مَقَامُ مَنْ اَسْرَفَ وَ اَخْطَاءَ وَاسْتَكَانَ وَ اَقَرَّبِمَا جَنٰى يَرْجُوْ بِمُقَامِهِ الْخَلَاصَ، وَ اَنْ يَّسْتَنْقِذَهٗ بِكُمْ مُسْتَنْقِذُ الْهَلْكٰى، فَكُوْنُوْا اِلَيَّ شُفَعَاءَ فَقَدْ وَ فَدْتُ اِلَيْكُمْ اِذْرَغِبَ مُخَالِفُوْكُمْ عَنْكُمْ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا، وَاتَّخَذُوْ اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَ لَعِبًا، وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا۔

پھر سر کو بلند کر کے کہیں=

يَامَنْ هُوَ قَائِمٌ لَا يَسْهُوْ، وَ دَائِمٌ لَا يَلْهُوْ، وَ مُحِيْطٌ بِكُلِّ شَيْءٍ، لَكَ الْمَنُّ بِمَا وَ فَّقْتَنِيْ وَ عَرَّفْتَنِيْ بِمَا اَعَنْتَنِيْ عَلَيْهِ اِذْ صَدَّ عَنْهُ عِبَادُكَ وَ جَهِلُوْا مَعْرِفَتَهُمْ، وَاسْتَخَفُّوْا حِحَقِهِمْ، وَمَالُوْا اِلٰى سِوَاهُمْ، وَكَانَتِ الْمِنَّةُ لَكَ عَلَيَّ، وَمِنْكَ اِلَيَّ فَلَكَ الْحَمْدُ اِذْ كُنْتُ عِنْدَكَ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا مَذْكُوْرًا مَكْتُوْبًا، فَلَا تَحْرِمْنِيْ مَارَجَوْتُ، وَلَا تُخَيِّبْنِيْ فِيْمَا دَعَوْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا بِمُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ۔

ترجمہ:

سلام ہو آپ پر اے آئمہ ہدیٰ - ہدایت کرنے والے پیشواؤ-

سلام ہو آپ پر اے اہل تقویٰ-

سلام ہو آپ پر اے اہل دنیا پر خدا کی حجتیں!

سلام ہو آپ پر اے لوگوں میں خدا کے مقرر کردہ حاکمو!

سلام ہو آپ پر اے پاک دل ہستیوں'

سلام ہو آپ پر اے اسرار الٰہی کے حاملین!

سلام ہو آپ پر اے رہبران الٰہی!

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے خدا کے لوگوں کو احکامات پہنچا دیئے' امت کی نصیحت کا فریضہ پورا کیا اور راہ خدا میں صبر سے کام لیا-

لوگوں نے آپ کی تکذیب کی اور آپ سے بد رفتاری کی مگر آپ نے معاف کر دیا'

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ برحق پیشوا ہیں اور ہدایت کرنے والی ہستیاں ہیں-

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی اطاعت سب پر فرض کی گئی ہے اور آپ کی ہر بات سچی ہے-

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے لوگوں کو حق کی راہ پر چلنے کی دعوت دی مگر اس پر کان نہ دھرے گئے' اور آپ نے لوگوں کو خدا کی طرف سے فرمان جاری کئے مگر ان کی اطاعت نہ کی گئی'

آپ دین کے ستون ہیں- اور زمین کی بنیادیں آپ کے دم سے قائم ہیں' آپ ہمیشہ خدا کی عنایت سے بہرہ ور رہے' اس نے آپ کو پاک صلبوں اور پاکیزہ

ارحام میں رکھا- اسی لیے جاہلیت کی پلیدی' آپ کی پاکیزگی پر اثر انداز نہ ہو سکی' اور نفسانی خواہشوں کی تباہ کاریاں آپ کو شکار نہ کر سکیں-

آپ پاک ہیں اور ہمیشہ پاکیزہ رہے-

خدا نے آپ کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا اور آپ کو ان پاکیزہ گھروں میں رکھا جن کی رفعت و عظمت اور ادائے احترام کا حکم دیتے ہوئے ان میں ذکر الٰہی بجا لانے کا فرمان و اذن دیا-

خدا نے آپ پر ہمارے درود و سلام بھیجنے کو ہمارے لیے رحمت قرار دیا اور ہمارے گناہوں کا کفارہ بنا دیا'

خدا نے آپ کو ہمارے لیے منتخب فرمایا اور آپ کی پاک ولایت کے سبب ہم پر احسان فرماتے ہوئے ہماری خلقت کو پاکیزہ بنا دیا'

ہم اس کی بارگاہ میں آپ کے نام لیوا ہیں'

یہ جگہ گناہگاروں' خطاکاروں اور اپنے آپ پر ظلم کرنے والوں کی بخشش کی جگہ ہے' یہ جگہ اپنی خطاؤں کا اقرار کر کے اس جگہ کی برکت و عظمت کے ذریعے خدا کی رحمت و بخشش کی امید رکھنے والے کی جگہ ہے- تاکہ انہیں تباہی سے نجات عطا کرنے والا عظیم خدا تباہی سے نجات دے' پس آپ میری شفاعت کریں- میں آپ کے در پر آیا ہوں- دنیا والے آپ سے منہ موڑ گئے ہیں اور انہوں نے خدا کی نشانیوں کا مذاق اڑایا ہے اور ان سے تکبر کیا ہے'

خدا کے حضور التجا

اے وہ ذات جو اس قدر مضبوط ہے کہ کبھی کچھ بھول نہیں سکتی- اور ہمیشہ ہے کبھی مٹ نہیں سکتی' جو ہر شئے پر حاوی ہے- تیرا احسان ہے کہ تو نے مجھے توفیق

بخشی اور ان ہستیوں کی معرفت عطا کی' تیرا احسان ہے کہ تو نے ان کی راہ پر گامزن ہونے کے اسباب میرے لیے فراہم کئے جبکہ لوگ ان ہستیوں کی معرفت سے بے بہرہ رہے اور انہوں نے ان ہستیوں کی قدر نہ کی بلکہ ان کے حق میں کوتاہی سے کام لیا اور ان کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف راغب ہو گئے' یہ سب تیرا مجھ پر احسان اور عنایت ہے۔ پس میں تیری حمد بجالاتا ہوں کہ تو نے مجھے اس مقام و مرتبت سے نوازا کہ میری یہاں حاضری تیرے پاس لکھی ہوئی ہے اور مذکور ہے' لہٰذا میں یہاں جس چیز کی امید لے کر آیا ہوں مجھے اس سے محروم نہ فرما اور جس چیز کی تمنا لے کر یہاں پہنچا ہوں اس سے مجھے ناامید نہ فرما۔ تجھے واسطہ محمدؐ و آلہ محمدؑ کی عزت و عظمت کا۔

زیارت جناب ابراہیم فرزندرسول خدا

اَلسَّلاَمُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

اَلسَّلاَمُ عَلٰی نَبِیِّ اللّٰہِ

اَلسَّلاَمُ عَلٰی حَبِیْبِ اللّٰہِ

اَلسَّلاَمُ عَلٰی صَفِیِّ اللّٰہِ

اَلسَّلاَمُ عَلٰی نَجِیِّ اللّٰہِ

اَلسَّلاَمُ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَ خَاتَمِ
الْمُرْسَلِیْنَ وَ خِیَرَۃِ اللّٰہِ مِنْ خَلْقِہٖ وَ سَمَائِہٖ

اَلسَّلاَمُ عَلٰی جَمِیْعِ اَنْبِیَآءِ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ

اَلسَّلاَمُ عَلٰی الشُّھَدَآءِ وَ الصُّلَحَاءِ وَ السُّعَدَاءِ

اَلسَّلاَمُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الزَّاکِیَۃُ

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ اَیَّتُھَا الرُّوْحُ الشَّرِیْفَۃُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيَّتُهَا الْبَضْعَةُ الطَّاهِرَةُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيَّتُهَا الدُّرَّةُ الْبَاهِرَةُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ خَيْرِ الْوَرٰى

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ النَّبِيِّ الْمُجْتَبٰى

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْمَبْعُوْثِ اِلٰى كَافَّةِ الْوَرٰى

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْمُؤَيَّدِ بِالْقُرْآنِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْمُرْسَلِ اِلَى الْاِنْسِ وَالْجَانِّ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ ،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ صَاحِبِ الرَّايَةِ وَ الْعَلَامَةِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الشَّفِيْعِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ مَنْ حَبَاهُ اللّٰهُ بِالْكَرَامَةِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ اخْتَارَ لَكَ دَارَ الْكَرَامَةِ قَبْلَ اَنْ يُّكَلِّفَكَ اَحْكَامَهٗ وَ يَكْتُبَ عَلَيْكَ حَلَالَهٗ وَ حَرَامَهٗ فَنَقَلَكَ اِلَيْهِ طَيِّبًا زَاكِيًا ، مَرْضِيًّا طَاهِرًا مِنْ كُلِّ نَجَسٍ ، مُقَدَّسًا مِنْ كُلِّ دَنَسٍ ، وَ بَوَّاكَ جَنَّةَ الْمَاْوٰى ، وَرَفَعَكَ اِلٰى دَرَجَاتِ الْعُلٰى ، وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ صَلَاةً يُقَرِّبُهَا عَيْنَ رَسُوْلِهٖ ، وَيُبَلِّغُهٗ بِهَا اَكْبَرَ مَامُوْلِهٖ ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ

اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ وَ اَزْكَاهَا' وَاَنْی بَرَكَاتِكَ وَ اَوْفَاهَا عَلٰی رَسُوْلِكَ وَ نَبِيِّكَ ' وَ خِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ ' مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَ عَلٰی مَا نُسِلَ مِنْ اَوْلَادِهِ الطَّيِّبِيْنَ ' وَ عَلٰی مَا خُلِّفَ مِنْ عِتْرَتِهِ الطَّاهِرِيْنَ ' بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ' اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَفِيِّكَ وَ اِبْرَاهِيْمَ نَجْلِ نَبِيِّكَ ' اَنْ تَجْعَلَ سَعْيِیْ بِهِمْ مَشْكُوْرًا' وَ ذَنْبِیْ بِهِمْ مَغْفُوْرًا' وَ حَيَاتِیْ بِهِمْ طَيِّبَةً سَعِيْدَةً وَ عَاقِبَتِیْ بِهِمْ مُفْلِحَةً حَمِيْدَةً وَ حَوَائِجِیْ بِهِمْ مُقْضِيَّةً وَ اَفْعَالِیْ بِهِمْ مَرْضِيَّةً ' وَ اُمُوْرِیْ بِهِمْ مَسْعُوْدَةً ' وَ شُؤُوْنِیْ بِهِمْ مَحْمُوْدَةً اَللّٰهُمَّ وَ اَحْسِنْ لِیَ التَّوْفِيْقَ' وَ نَفِّسْ عَنِّیْ كُلَّ هَمٍّ وَضِيْقٍ' اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِیْ عِقَابَكَ وَ امْنَحْنِیْ ثَوَابَكَ' وَاسْكُنِّیْ جِنَانَكَ' وَارْزُقْنِیْ رِضْوَانَكَ وَ اَمَانَكَ' وَ اَشْرِكْ فِیْ صَالِحِ دُعَائِیْ وَالِدَیَّ وَ وَلَدِیْ وَ جَمِيْعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ' اَلْاَحْيَاءَ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ وَلِیُّ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ' آمِيْنَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

ترجمہ

سلام ہو اللہ کے رسولؐ پر

سلام ہو اللہ کے نبیؐ پر

سلام ہو خدا کے حبیبؐ پر

سلام ہو خدا کے صفی پر

سلام ہو خدا کے ہمراز پر

سلام ہو محمدؐ پر جو انبیاء کے سردار اور آخری رسول ہیں

اور زمین و آسمان میں رہنے والوں میں سے برگزیدہ الٰہی ہیں۔

سلام ہو خدا کے تمام نبیوں اور سعادت مندوں پر

سلام ہو شہیدوں، صالحین اور رسولوں پر

سلام ہو ہم پر اور خدا کے تمام نیک بندوں پر

سلام ہو آپ پر اے نفس ذکیہ (پاک شخصیت)

سلام ہو آپ پر اے باعظمت روح

سلام ہو آپ پر اے پاک فرزند

سلام ہو آپ پر اے درخشندہ موتی

سلام ہو آپ پر اے خیرالوریٰ (سب سے افضل) کے فرزند

سلام ہو آپ پر اے برگزیدہ نبیؐ کے دل بند

سلام ہو آپ پر اے پوری کائنات کے نبیؐ کے نور نظر

سلام ہو آپ پر اے خوشخبریاں دینے والے کے فرزند

سلام ہو آپ پر اے انذار کرنے والے کے دل بند

سلام ہو آپ پر اے اس شخصیت کے فرزند جن کی تائید قرآن کے ذریعے ہوئی (قرآن بطور دلیل عطا کیا گیا)

سلام ہو آپ پر اے اس شخصیت کے فرزند جنہیں جن وانس کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا۔

سلام ہو آپ پر اے روشن چراغ کے نور نظر

سلام ہو آپ پر اے پرچم دار حق کے فرزند

سلام ہو آپ پر اے قیامت کے دن شفاعت کرنے والے کے فرزند
سلام ہو آپ پر اے صاحب کرامت شخصیت کے فرزند
آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمتیں و برکتیں نازل ہوں

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کو خدا نے ایک باعظمت مکان عطا کیا ہے قبل اس کے کہ اپنے احکام آپ پر واجب کرتا' اور اپنے حلال و حرام کا پابند قرار دیتا آپ کو اس جگہ پاک و پاکیزہ اور ہر نجاست سے پاک حالت میں منتقل کر دیا اور ہر طرح کی آلودگی سے پاکیزہ قرار دے کر یہاں لے آیا' اور آپ کو بہشت بریں میں جگہ دی اور بلند درجات عطا فرمائے۔

خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے کہ رسول خداؐ کو قرار آجائے اور آپؑ کی نگاہ کو سکون ملے کہ وہ اپنی بزرگ ترین آرزو کو پالیں۔

پروردگارا! اپنی پاکیزہ و بہترین رحمتیں اور نہایت عظیم و کامل برکتیں اپنے رسول' اپنے نبی اور پوری کائنات میں اپنی سب سے بہتر مخلوق محمد خاتم النبیینؐ پر نازل فرما اور ان کی پاکیزہ اولاد اور عترت طاہرین علیہم السلام کو اپنی خاص رحمت سے نواز' اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!

پروردگارا! میں تجھ سے تیری پسندیدہ شخصیت محمد مصطفیٰؐ اور تیرے نبی کے دل بند ابراہیم علیہ السلام کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں کہ ان کے طفیل میری کوششوں (اعمال) کو شرف قبولیت عطا فرما' میرے تقاضوں کو معاف فرما اور ان کے صدقے میں میری زندگی کو پاک و سعادت آمیز قرار دے' ان کے طفیل میری عاقبت بخیر فرما' ان کے واسطہ سے میری حاجات کو پورا فرما' ان کی برکت سے میرے افعال کو پسندیدہ قرار دے' ان کے فیض سے میرے تمام امور کو سعادت کا حامل بنا دے۔ ان کے صدقے میں میرے سب کام لائق تعریف بنا دے۔

پروردگارا! مجھے حسن توفیق عطا فرما اور ہر غم و درد کو مجھ سے دور کر دے۔

خدایا مجھے اپنے عذاب سے بچالے' اور مجھے اپنے ثواب سے بہرہ مند فرما' اور مجھے اپنی بہشت میں جگہ عطا فرما' اور مجھے اپنی رضا و امان کی نعمت سے نواز دے' میری اچھی دعاؤں میں میرے والدین' اولاد اور تمام زندہ و مرجانے والے مومنین و مومنات کو شریک فرما کہ باقیات الصالحات تیرے ہاتھ میں ہیں۔ آمین یا رب العالمین!

مسجدِ الشمس یہاں پر حضرت علیؑ نے ڈوبا ہوا سورج واپس پلٹایا

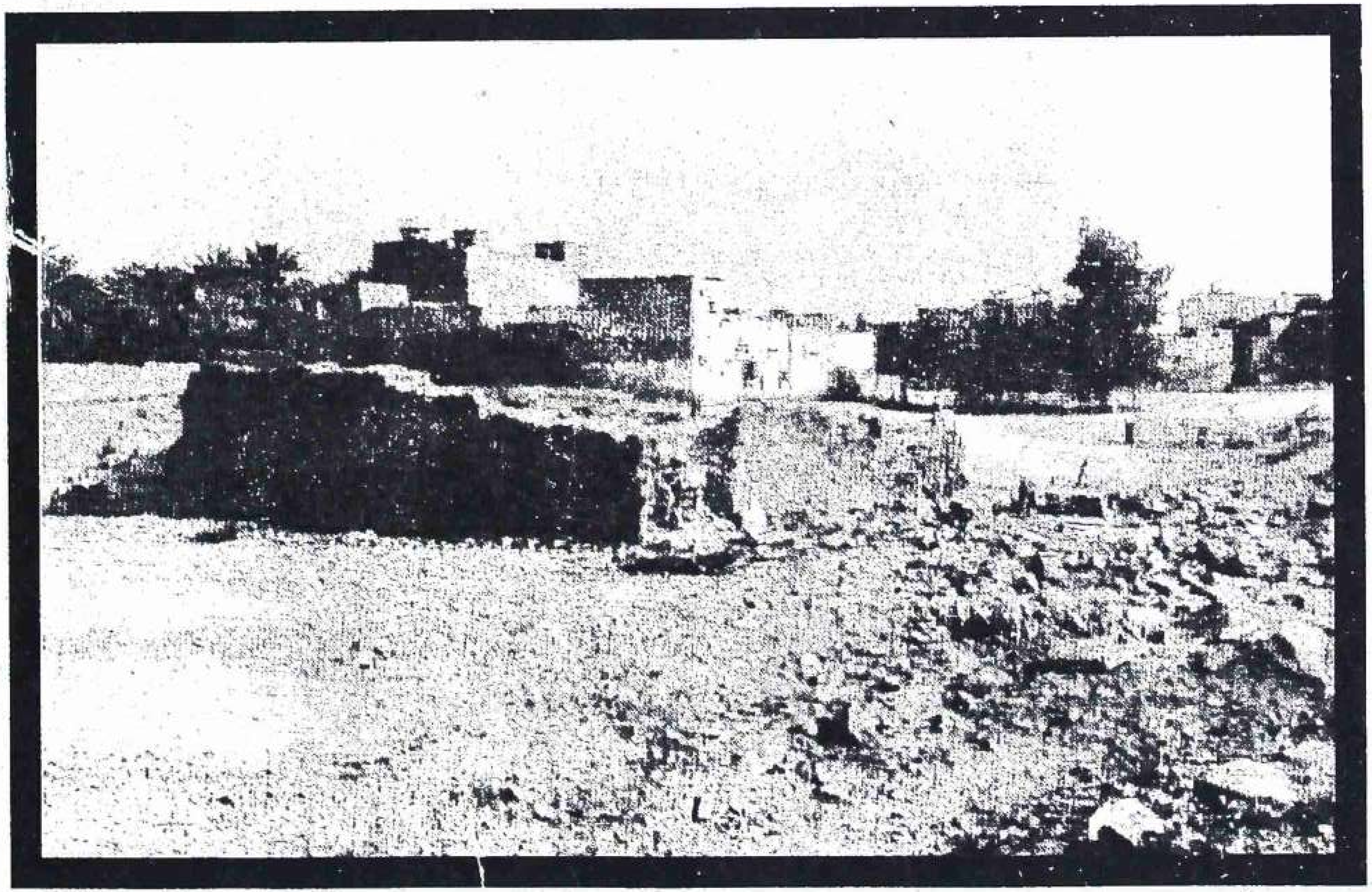

زیارت حضرت فاطمہ بنت اسد

اَلسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاٰخِرِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَعَثَہُ اللّٰہُ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ

اَلسَّلَامُ عَلٰی فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدِ الْھَاشِمِیَّۃِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الصِّدِّیْقَۃُ الْمَرْضِیَّۃُ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا التَّقِیَّۃُ النَّقِیَّۃُ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ اَیَّتُھَا الْکَرِیْمَۃُ الرَّضِیَّۃُ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا کَافِلَۃَ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَامَنْ ظَهَرَتْ شَفَقَتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَامَنْ تَرْبِيَتُهَا لِوَلِيِّ اللّٰهِ الْاَمِيْنِ،

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَعَلٰى رُوْحِكِ وَ بَدَنِكِ الطَّاهِرِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَ عَلٰى وَلَدِكِ النُّوْرِ الزَّاهِرِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، اَشْهَدُ اِنَّكِ اَحْسَنْتِ الْكِفَالَةَ وَ اَدَّيْتِ الْاَمَانَةَ وَاجْتَهَدْتِ فِيْ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ بَالَغْتِ فِي حِفْظِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَارِفَةً بِحَقِّهٖ، مُؤْمِنَةً بِصِدْقِهٖ، وَ مُعْتَرِفَةً بِنُبُوَّتِهٖ، مُسْتَبْصِرَةً بِنِعْمَتِهٖ، كَافِلَةً بِتَرْبِيَتِهٖ مُشْفِقَةً عَلٰى نَفْسِهٖ، وَاقِفَةً عَلٰى خِدْمَتِهٖ، مُخْتَارَةً رِضَاهُ، مُؤْثِرَةً هَوَاهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّكِ مَضَيْتِ عَلَى الْاِيْمَانِ، وَالتَّمَسُّكِ بِاَشْرَفِ الْاَدْيَانِ، رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً، طَاهِرَةً زَكِيَّةً تَقِيَّةً فَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْكِ وَ اَرْضَاكِ وَ جَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَمَا وَاكِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ انْفَعْنِيْ بِزِيَارَتِهَا، وَ ثَبِّتْنِيْ عَلٰى مَحَبَّتِهَا وَلَا تَحْرِمْنِيْ شَفَاعَتَهَا وَ شَفَاعَةَ الْاَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهَا وَارْزُقْنِيْ مُرَافَقَتَهَا وَاحْشُرْنِيْ مَعَهَا وَ مَعَ اَوْلَادِهَا الطَّاهِرِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِيْ اِيَّاهَا وَارْزُقْنِي الْعَوْدَ اِلَيْهَا اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِيْ، وَ اِذَا تَوَفَّيْتَنِيْ فَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَتِهَا وَادْخِلْنِيْ فِيْ

شَفَاعَتِهَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّهَا عِنْدَكَ وَ مَنْزِلَتِهَا لَدَيْكَ اِغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ:

سلام ہو اللہ کے نبیؐ پر

سلام ہو اللہ کے رسولؐ پر

سلام ہو پیغمبروں کے سردار حضرت محمدؐ پر

سلام ہو اولین کے سردار حضرت محمدؐ پر

سلام ہو آخرین کے سردار حضرت محمدؐ پر

سلام ہو اس پر جسے خدا نے سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا'

سلام ہو آپ پر اے نبی خداؐ اور اس کی رحمت اور برکتیں ہوں

سلام ہو حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام پر جو خاندان ہاشم کی عظیم خاتون ہیں

سلام ہو آپ پر اے سچی خاتون

سلام ہو آپ پر اے خدا کی پسندیدہ خاتون

سلام ہو آپ پر اے پرہیزگار بی بی

سلام ہو آپ پر اے پاک کردار کی حامل بی بی

سلام ہو آپ پر اے صاحب کرم و فضیلت بی بی

سلام ہو آپ پر اے رضائے الٰہی پر راضی خاتون

سلام ہو آپ پر اے حضرت محمدؐ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت و پرورش کرنے والی خاتون

سلام ہو آپ پر اے وہ شخصیت کہ جس نے خاتم النبیین رسول خداؐ کو اپنی شفقت دی۔

سلام ہو آپ پر کہ جس نے اللہ کے ولی امین کی تربیت کی۔

سلام ہو آپ پر اور آپ کی روح و پاک جان پر

سلام ہو آپ پر اور آپ کے فرزند جو درخشندہ نور ہیں

آپ پر خدا کی رحمتیں و برکتیں ہوں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے پیغمبر اسلامؐ کی نہایت عمدہ کفالت کی اور امانت کو صحیح طور پر ادا کیا' اور رضائے خداوندی کے حصول میں آپ نے بھرپور کاوش فرمائی' اور رسول خداؐ کی حفاظت کا پورا حق ادا کیا' آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند مقام و مرتبت کی معرفت رکھتی تھیں اور آنحضرتؐ کی صداقت پر بھرپور ایمان رکھتی تھیں اور ان کی نبوت کا اقرار کرتی تھیں اور یہ جانتی تھیں کہ خدا نے آنحضرتؐ کے وجود میں کائنات کو اپنی کتنی عظیم نعمت سے نوازا' آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کی ذمہ داری سنبھالی' آپ آنحضرتؐ کے ساتھ شفیق ماں بن کر رہیں اور آنحضرتؐ کی خدمت گزاری میں سرگرم عمل رہیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی و رضا کو ہمیشہ چاہا اور ان کی پسند کو ہمیشہ ترجیح دی۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اپنی زندگی ایمان کے ساتھ گزاری اور دین اسلام جو کہ تمام ادیان سے برتر ہے' اس سے وابستہ رہیں۔ آپ خدا کی رضا پر راضی اور خدا کی پسندیدہ عبادت گزار' پاک صفات و پاکیزہ کردار کی مالک' متقی و

پرہیزگار تھیں۔ خدا آپ سے راضی رہے اور آپ کو اپنی رضا و خوشنودی کے ساتھ خوش رکھے اور بہشت کو آپ کا ابدی ٹھکانہ قرار دے۔

پروردگارا! محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت نازل فرما

پروردگارا! مجھے اس معظمہ بی بی کی زیارت کے فیوضات سے بہرہ ور فرما اور مجھے اس سے عقیدت پر ثابت قدم رکھ' اور مجھے ان کی شفاعت سے محروم نہ فرما اور نہ ہی ان کی نسل سے آئمہ اطہارؑ کی شفاعت سے محروم کرنا' مجھے ان کے ساتھ رہنے والوں میں قرار دے اور مجھے ان کے ساتھ اور ان کی اولاد طاہرینؑ کے ساتھ محشور فرما۔

پروردگارا! اس زیارت کو ہی زندگی کی آخری زیارت قرار نہ دے' جب تک میں زندہ رہوں مجھے یہاں آکر شرف زیارت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما اور جب مجھے اس دنیا سے لے جائے تو ان کے ساتھ ہونے والوں کے ساتھ محشور فرما اور مجھے اپنی رحمت کے ساتھ ان کے دامن شفاعت میں داخل کر دے یا ارحم الراحمین۔

پروردگارا! تجھے اس عظیم خاتون کے اس بلند مقام و مرتبت کا واسطہ جو تیری بارگاہ میں انہیں حاصل ہے' میرے گناہوں کو معاف فرما اور میرے والدین و تمام مومنین و مومنات کی مغفرت فرما۔ ہمیں دوزخ کی آگ سے بچالے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ کی زیارت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ صَفِيِّ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ حَبِيْبِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْمُصْطَفٰى

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مُرْضِعَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا حَلِيْمَةُ السَّعْدِيَّةُ فَرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكِ وَ اَرْضَاكِ وَ جَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَ مَاوَاكِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ

ترجمہ

سلام ہو آپ پر اے رسول خداؐ کی والدہ (رضاعی ماں)

سلام ہو آپ پر اے اللہ کے مخلص و برگزیدہ بندے کی ماں

سلام ہو آپ پر اے خدا کے حبیبؐ کی مادر گرامی

سلام ہو آپ پر اے محمد مصطفیٰؐ کی والدہ

سلام ہو آپ پر اے رسول خداؐ کو دودھ پلانے والی خاتون

سلام ہو آپ پر اے حلیمہ سعدیہ

خدا آپ سے راضی رہے اور آپ کو خوش رکھے اور بہشت کو آپ کا ابدی ٹھکانہ قرار دے اور خدا کی رحمت و برکتیں ہوں آپ پر۔

قبر مبارک حضرت حلیمہ سعدیہ (والدہ رضاعی رسول اللہؐ)

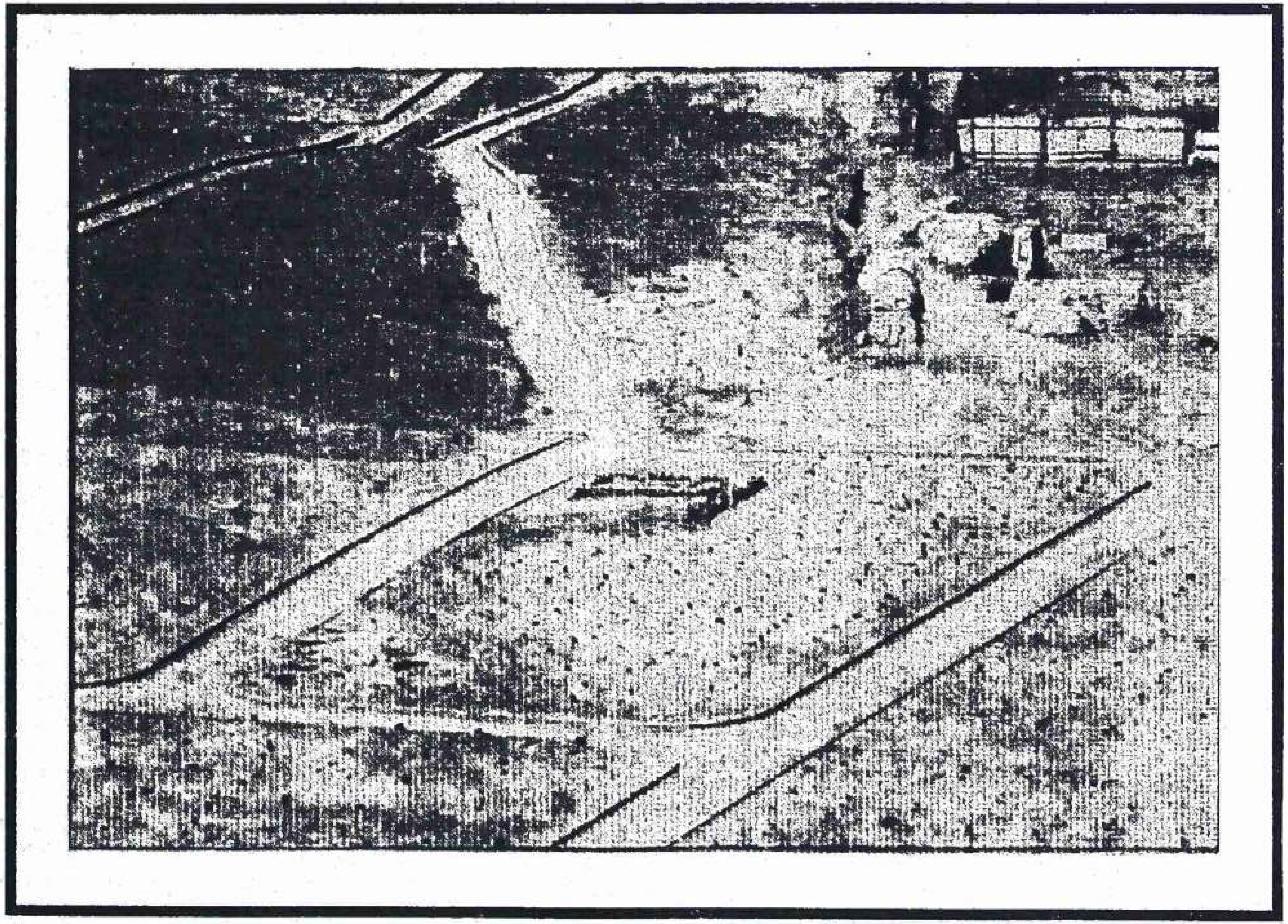

زیارت حضرت ام البنینؑ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ وَلِيِّ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْبَنِيْنِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْعَبَّاسِ ابْنِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكِ وَ جَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَ مَاْوَاكِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ

ترجمہ

سلام ہو آپ پر اے ولی اللہ کی زوجہ محترمہ

سلام ہو آپ پر اے امیرالمومنین علیہ السلام کی زوجہ مکرمہ

سلام ہو آپ پر اے ام البنین

سلام ہو آپ پر اے عباس نامدار بن امیرالمومنینؑ کی والدہ گرامی

خداوند عالم آپ سے راضی رہے اور جنت کو آپ کا ابدی ٹھکانہ قرار دے اور اپنی رحمت و برکتوں سے آپ کو نوازے۔

حضرت صفیہ و حضرت عاتکہ کی زیارت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا عَمَّتَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا عَمَّتَىْ حَبِيْبِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا عَمَّتَى الْمُصْطَفٰى رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُمَا وَ جَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمَا وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

ترجمہ

سلام ہو آپ پر اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیاں

سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیاں

سلام ہو آپ پر اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیاں

خداوند عالم آپ دونوں سے راضی رہے اور آپ دونوں کا ٹھکانہ بہشت ہو اور خدا کی رحمت و برکتیں آپ کو نصیب ہوں۔

قبر مبارک حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب (عمۃؓ الرسولؐ)

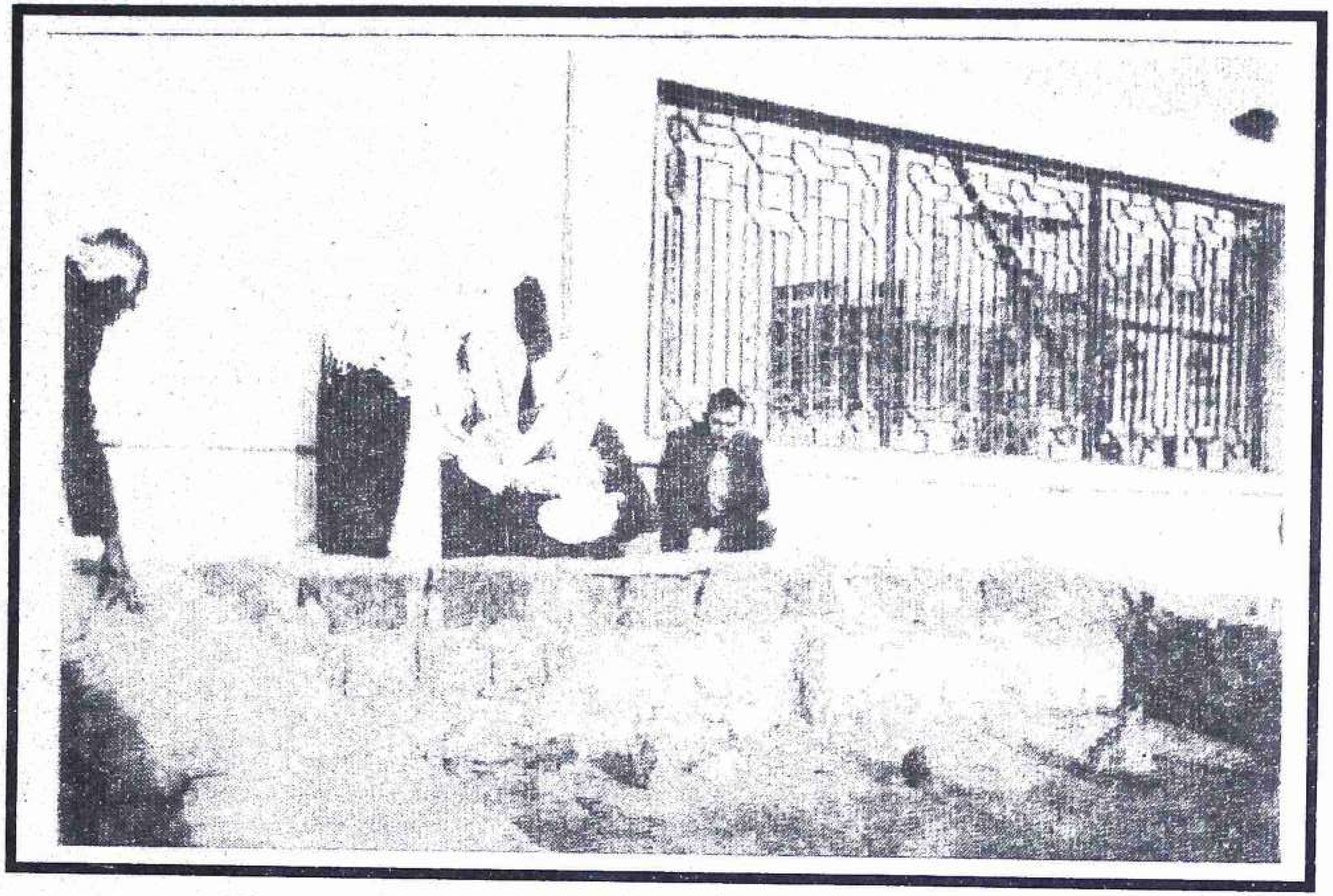

حضرت عباس بن عبد المطلب کی زیارت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيْبِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ مُحَمَّدَ الْمُصْطَفٰى

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ اَحْمَدَ الْمُجْتَبٰى

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَامِیَ الْاِسْلَام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَكْرَمَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامَنِ اتَّبَعَ اَشْرَفَ الْاَدْيَانِ وَصَدَّقْتَ بِنُبُوَّةِ
خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَ اَقْرَرْتَ وَاعْتَرَفْتَ بِرَسَالَةِ
سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ

ترجمہ

سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار عباس،

اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا

سلام ہو آپ پر اے خدا کے نبیؐ کے عم محترم،

سلام ہو آپ پر اے حبیب خداؐ کے چچا بزرگوار

سلام ہو آپ پر اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا

سلام ہو آپ پر اے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا

سلام ہو آپ پر اے حامی اسلام

سلام ہو آپ پر اے وہ شخصیت کہ جس کا احترام رسول خداؐ نے کیا

سلام ہو آپ پر اے وہ کہ جس نے اشرف الادیان (اسلام) کی پیروی کی اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا۔

سلام ہو آپ پر اے عباس بن عبدالمطلب

اور خدا کی رحمت و برکتیں آپ پر نازل ہوں۔

زیارت حضرت عقیلؑ اور جناب عبداللہ بن جعفر طیار

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عَقِيْلَ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ عَمِّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ عَمِّ نَبِيِّ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ عَمِّ حَبِيْبِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ عَمِّ الْمُصْطَفٰى

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَخَا عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى

اَلسَّلَامُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ الطَّيَّارِ فِی الْجِنَانِ وَ عَلٰى مَنْ حَوْلَكُمَا مِنْ اَصْحٰبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُمْ وَ اَرْضَاكُمْ اَحْسَنَ الرِّضَا وَ جَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ وَ مَسْكَنَكُمْ وَ مَحَلَّكُمْ وَ مَاوٰيكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ

ترجمہ

سلام ہو آپ پر اے ہمارے بزرگوار، عقیل بن ابی طالبؑ

سلام ہو آپ پر اے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا زاد بھائی

سلام ہو آپ پر اے خدا کے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عم زاد

سلام ہو آپ پر اے حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا زاد

سلام ہو آپ پر اے علی مرتضیٰ علیہ السلام کے برادر

سلام ہو آپ پر اور آپ کے ارد گرد جو صحابہ مدفون ہیں

خدا آپ پر راضی رہے اور آپ کو نہایت خوشیاں دے اور آپ کا ٹھکانہ ہمیشہ کی منزل بہشت کو قرار دے

سلام ہو آپ پر اور خدا کی رحمت و برکتیں ہوں۔

زیارت جناب اسماعیل بن جعفر علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلٰی جَدِّكَ الْمُصْطَفٰی

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْكَ الْمُرْتَضٰی الرِّضَا

اَلسَّلَامُ عَلَی السَّیِّدَیْنَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی خَدِیْجَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ سَیِّدَةِ نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلٰی فَاطِمَةَ اُمِّ الْاَئِمَّةِ الطَّاهِرِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلٰی النُّفُوْسِ الْفَاخِرَةِ بُحُوْرِ الْعُلُوْمِ الزَّاخِرَةِ شُفَعَآئِیْ فِی الْاٰخِرَةِ وَ اَوْلِیَآئِیْ عِنْدَ عَوْدِ الرُّوْحِ اِلَی الْعِظَامِ النَّخِرَةِ اَئِمَّةِ الْخَلْقِ وَوُلَاةِ الْحَقِّ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الشَّخْصُ الشَّرِیْفُ اِسْمٰعِیْلُ بْنَ مَوْلَانَا جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدَ الصَّادِقِ الطَّاهِرِ الْكَرِیْمِ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ مُصْطَفَاهُ وَ اَنْ عَلِیًّا وَلِیُّهٗ وَ مُجْتَبَاهُ وَ اَنَّ الْاِمَامَةَ فِیْ وُلْدِهٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ نَعْلَمُ ذٰلِكَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ وَ نَحْنُ لِذٰلِكَ مُعْتَقِدُوْنَ وَ فِیْ نَصْرِهِمْ مُجْتَهِدُوْنَ۔

ترجمہ

سلام ہو آپ کے جد بزرگوار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

سلام ہو آپ کے پدر نامدار علی مرتضیٰ علیہ السلام پر

سلام ہو سیدین حسن و حسین علیہما السلام پر

سلام ہو حضرت خدیجہؑ پر جو ام المومنین اور سیدہ نساء العالمین علیہا السلام کی مادر ہیں۔

سلام ہو فاطمہ زہراء علیہا السلام پر جو آئمہ طاہرین علیہم السلام کی مادر ہیں۔

سلام ہو ان بلند ہستیوں پر جو علوم کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر ہیں، جو آخرت میں میری شفاعت کرنے والے ہیں اور وہ اس وقت میرے سرپرست ہوں گے جب روح بوسیدہ ہڈیوں کی طرف لوٹ آئے گی۔ جو مخلوق کے امام اور برحق رہنما ہیں۔

سلام ہو، باعظمت انسان اسماعیل بن جعفر صادقؑ پر کہ جو پاک و کریم ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے برگزیدہ ہیں اور علی علیہ السلام خدا کے ولی اور منتخب و پسندیدہ ہیں اور قیامت تک ان کی نسل میں امامت رہے گی۔ ہم یہ سب کچھ علم الیقین کے ساتھ جانتے ہیں اور اسی پر ہمارا عقیدہ ہے اور ہم ان کی نصرت کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

حضرت عثمان بن عفان کی قبر

جو پہلے جنت البقیع سے باہر تھی اب اس کی موجودہ چاردیواری کے اندر ہے۔

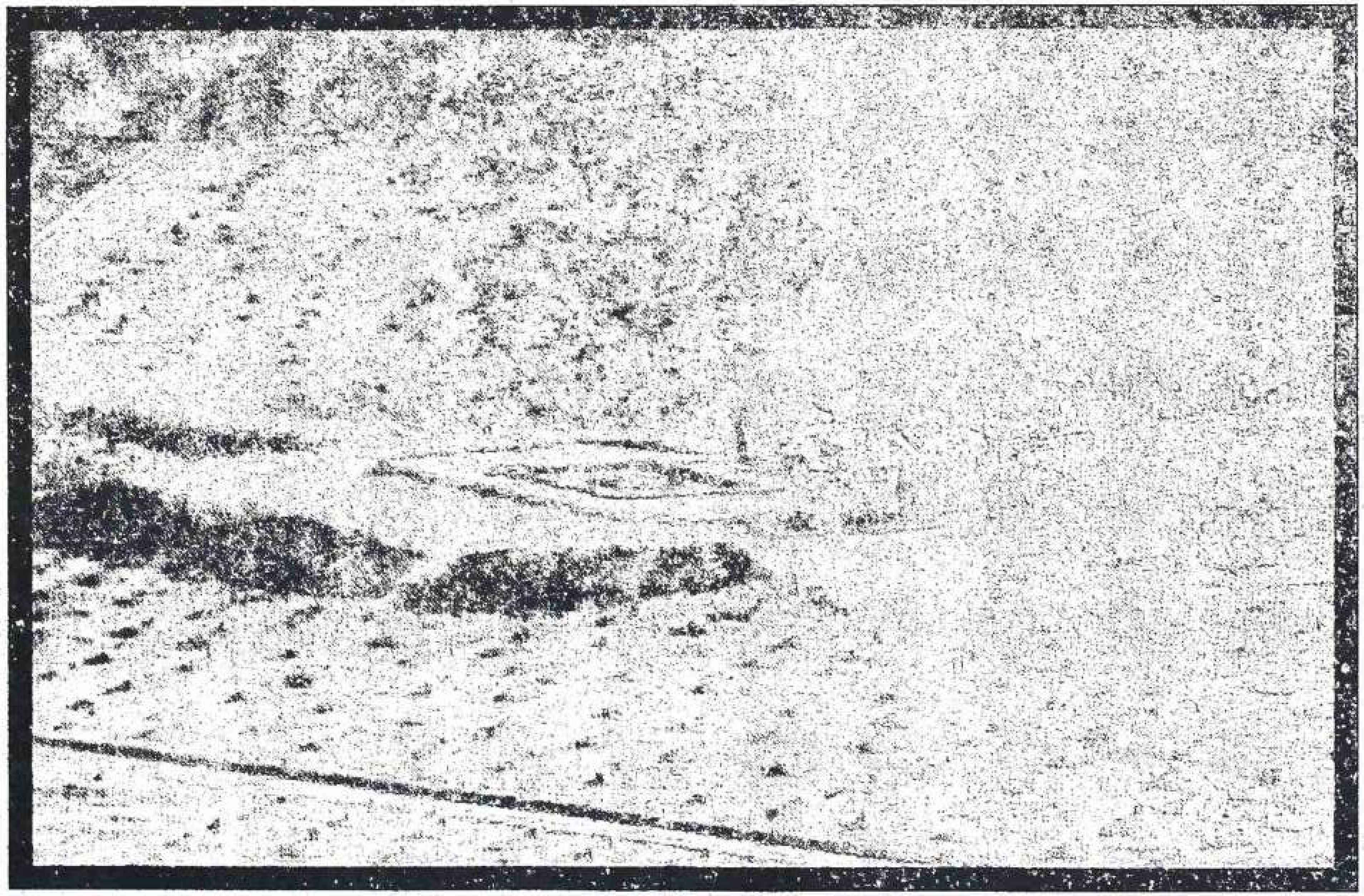

قبور مبارکہ ازواج النبیؐ امہات المؤمنین

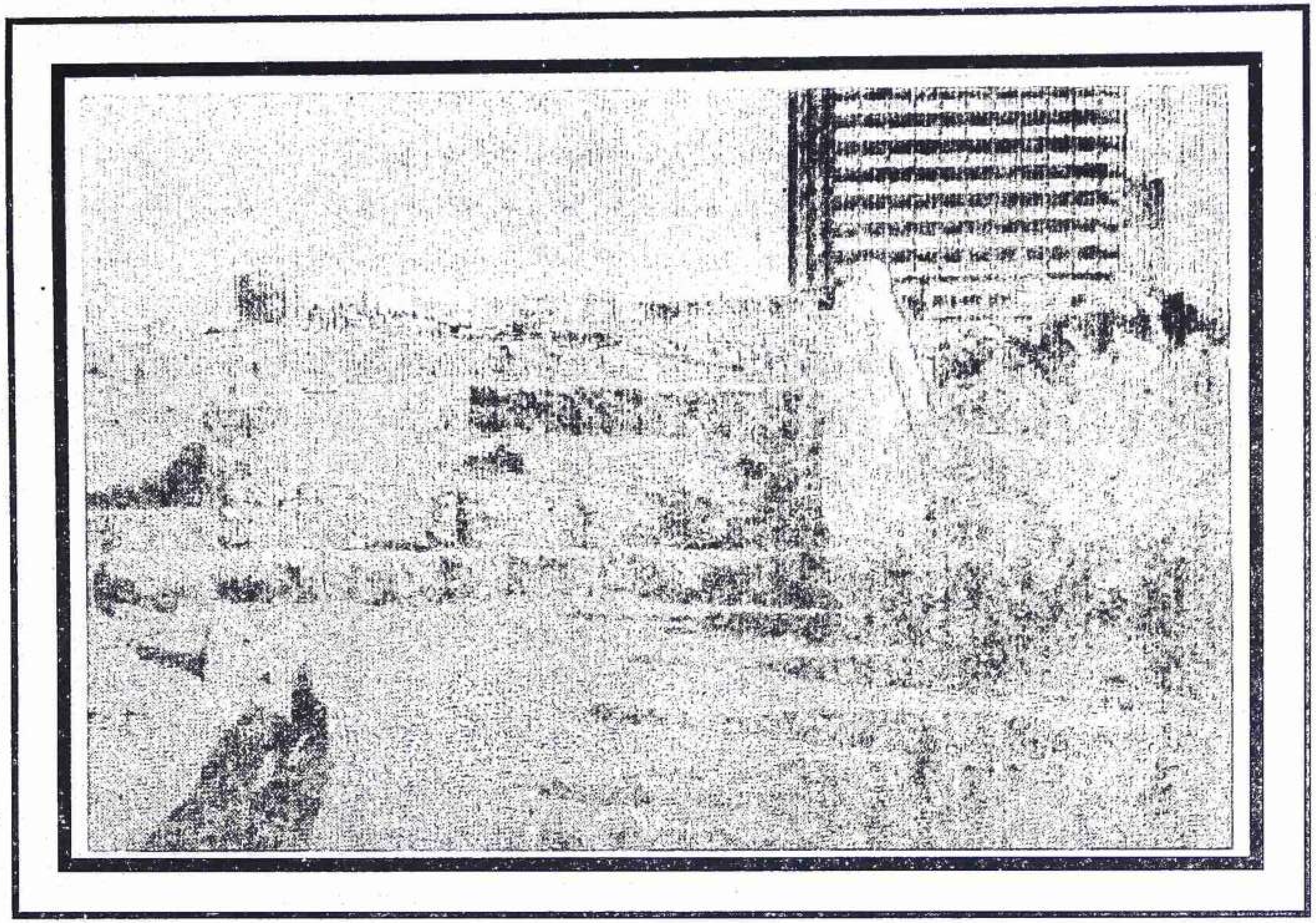

شہدائے احد کی زیارت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُهَدَآءُ یَا سُعَدَآءُ یَا نُجَبَاءُ یَا نُقَبَاءُ

یَا اَهْلَ الصِّدْقِ وَ الْوَفَآءِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُجَاهِدُوْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُهَدَآءُ کَافَّةً عَامَّةً وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ

اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهِ الطَّاهِرِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَیُّهَا الشُّهَدَآءُ الْمُؤْمِنُوْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْاِیْمَانِ وَ التَّوْحِیْدِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَنْصَارَ دِیْنِ اللّٰهِ وَ اَنْصَارَ رَسُوْلِهٖ

عَلَیْهِ وَ اٰلِهِ السَّلَامُ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ

اخْتَارَكُمْ لِدِيْنِهٖ وَاصْطَفَاكُمْ لِشَرْعِهٖ وَ اَشْهَدُ اَنَّكُمْ جَاهَدْتُمْ
فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ' وَ ذَبَبْتُمْ عَنْ دِيْنِ اللّٰهِ وَعَنْ نَبِيِّهٖ' وَ جُدْتُمْ
بِاَنْفُسِكُمْ دُوْنَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّكُمْ قُتِلْتُمْ عَلٰى مِنْهَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ'
فَجَزَاكُمُ اللّٰه عَنْ نَبِيِّهٖ وَ عَنِ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ اَفْضَلَ الْجَزَآءِ'
وَ عَرَّفَنَا وُجُوْهَكُمْ فِىْ مَحَلِّ رِضْوَانِهٖ وَ مَوْضِعِ اِكْرَامِهٖ مَعَ
النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ
رَفِيْقًا ' اَشْهَدُ اَنَّ كُمْ حِزْبُ اللّٰهِ ' وَ اَنَّ مَنْ حَارَبَكُمْ فَقَدْ
حَارَبَ اللّٰهَ وَ اَنَّكُمْ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ الْفَائِزِيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ اَحْيَاءٌ
عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ' فَعَلٰى مَنْ قَتَلَكُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ
وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ' اَتَيْتُكُمْ يَا اَهْلَ التَّوْحِيْدِ زَائِرًا' وَالْحَقِّكُمْ
عَارِفًا' وَ بِزِيَارَتِكُمْ اِلَى اللّٰهِ مُتَقَرِّبًا' وَ بِمَا سَبَقَ مِنْ شَرِيْفِ
الْاَعْمَالِ وَ مَرْضِيِّ الْاَفْعَالِ عَالِمًا فَعَلَيْكُمْ سَلَامُ اللّٰهِ وَ رَحْمَةُ
اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ' وَ عَلٰى مَنْ قَتَلَكُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ غَضَبُهٗ وَ سَخَطُهٗ
'اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِىْ بِزِيَارَتِهِمْ 'وَ ثَبِّتْنِىْ عَلٰى قَصْدِهِمْ' وَ تَوَفَّنِىْ
عَلٰى مَاتَوَفَّيْتَهُمْ عَلَيْهِ 'وَ اجْمَعْ بَيْنِىْ وَ بَيْنَهُمْ فِىْ مُسْتَقَرِّدَارِ
رَحْمَتِكَ اَشْهَدُ اَنَّكُمْ لَنَافَرَطٌ وَ نَحْنُ لَكُمْ لَاحِقُوْنَ-

ترجمہ

سلام ہو آپ پر اے شہدائے اسلام!

سلام ہو آپ پر اے سعادت مند شخصیات!

سلام ہو آپ پر اے بزرگوار و بلند مقام افراد!

سلام ہو آپ پر اے سچے انسانو!

سلام ہو آپ پر اے وفا شعار لوگو!

سلام ہو آپ پر اے خدا کی راہ میں بھرپور جہاد کرنے والو!

سلام ہو آپ پر کہ آپ نے خدا کی راہ میں صبر اختیار کیا اور
مصیبتیں برداشت کر کے جنت حاصل کر لی'

سلام ہو آپ پر اے سب شہیدو!' اور اللہ کی رحمت و برکتیں ہوں آپ پر

سلام ہو رسول خداؐ پر!

سلام ہو خدا کے نبیؐ پر!

سلام ہو حضرت محمد بن عبداللہؐ پر!

سلام ہو آنحضرتؐ کے اہل بیت طاہرین علیہم السلام پر!

سلام ہو آپ پر اے با ایمان شہیدو!

سلام ہو آپ پر اے اہل ایمان و اہل توحید!

سلام ہو آپ پر اے دین خدا کی مدد کرنے والو!

سلام ہو آپ پر اے رسول خداؐ کی نصرت کرنے والو!

سلام ہو آپ پر کہ آپ نے ہر مرحلہ میں صبر اختیار کیا تو خدا نے آپ کو
بہشت عطا کی جو بہترین ٹھکانہ ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے آپ لوگوں کو اپنے دین کے لیے چن لیا'

اور آپ کو اپنی شریعت کی حفاظت کے لیے پسند کرلیا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگوں نے خدا کی راہ میں بھرپور جہاد کیا جیسا کہ جہاد کرنے کا حق تھا' اور آپ نے خدا کے دین کا دفاع کیا اور رسول خداؐ کے موقف و مشن میں بھرپور کردار ادا کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں جان قربان کر دی۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول خداؐ کے راستہ پر چل کر درجہ شہادت پر فائز ہوئے' پس خدا آپ کو اپنے نبیؐ اور اسلام و اہل اسلام کی طرف سے بہتر جزاء عطا فرمائے اور ہمیں مقام رضوان و بہشت بریں میں آپ کے مبارک چہروں کا دیدار نصیب کرے۔ اور نبیوں' صدیقین اور شہداء و صالحین کے ساتھ قرار پانے کا اعزاز جو کہ بہت ہی اچھی رفاقت ہے' اس کا دیدار ہمیں نصیب کرے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کی جماعت ہیں اور جس نے آپ سے جنگ کی گویا اس نے خدا سے جنگ کی کہ آپ ہی مقرب درگاہ الٰہی اور کامیاب ہیں اور وہی ہستیاں ہیں جو زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس رزق پاتی ہیں' پس جس نے آپ کو قتل کیا اس پر خدا' فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔

اے اہل توحید و خدا پرست افراد! میں آپ کی زیارت کرنے یہاں آیا ہوں کہ میں آپ کے مقام و مرتبہ کو پہچانتا ہوں اور آپ لوگوں کی زیارت کے ذریعے خدا کے قرب کا خواہاں ہوں اور آپ کے پاکیزہ اعمال و افعال سے اچھی طرح آگاہی رکھتے ہوئے حاضر ہوا ہوں۔

آپ پر خدا کا سلام' اس کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں' اور آپ کے

قاتلوں پر خدا کی لعنت اور اس کا غضب و سختی نازل ہو۔

پروردگارا! مجھے ان شہیدوں کی زیارت کے فیوضات سے بہرہ مند فرما، اور مجھے ان کے ارادوں کو ثابت قدمی سے اپنانے کی توفیق عطا فرما، اور میرا بھی انہی کی مانند خاتمہ بالخیر فرما، اور مجھے ان کے ساتھ ایک ہی جگہ اپنی رحمت کے سایہ میں قرار دے۔

میں گواہی دیتا ہوں اے شہیدو۔ کہ آپ پیش قدم ہو گئے اور ہم آپ کے پیچھے آ رہے ہیں

کتابیات

(جن کتب کے بالواسطہ یا بلاواسطہ حوالہ جات ذکر کئے گئے ہیں)

المنجد فی اللغہ

قاموس اللغہ

معجم مقاییس اللغہ

القاموس المحیط

المغانم المطابہ

معجم ما استعجم من اسماء البلاد والمواضع

الکامل فی التاریخ

صحیح مسلم

الموطا امام مالک

الطبقات الکبری

سنن ابی داؤد

صحیح ترمذی

مسند احمد بن حنبل

فروع کافی

من لا یحضرہ الفقیہ

بحار الانوار

ولاول مرۃ فی تاریخ العالم

دائرۃ المعارف الحسینیہ (المراقد)

عمدۃ الاخبار فی مدینہ المختار

مروج الذہب و معادن الجوہر

تذکرۃ الخواص

اخبار مدینۃ الرسول

سفرنامہ ابن جبیر

سفرنامہ ابن بطوطہ

وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ

سفرنامہ فراہانی

سفرنامہ نائب الصدر

وصف المدینہ المنورۃ

الرحلتہ الحجازیہ

دائرۃ المعارف وجدی

مرآۃ الحرمین

انساب العرب

تہذیب التہذیب

الاصابہ

تاریخ یعقوبی

سیرۂ نبویہ ابن ھشام

سیرۂ نبویہ ابن کثیر

اسباب النزول

کنز العمال

سنن ابن ماجہ

مجمع الزوائد

شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی

المختصر فی اخبار البشر

الاستیعاب

صحیح بخاری

الثقات

مستدرک حاکم نیشاپوری

نور الابصار

خصائص الامہ

مجمع البحرین

منتہی الامال

العقد الفرید

مقاتل الطالبین

تاریخ دمشق کبیر

سفینتہ البحار

سنن دار قطنی

تنقیح المقال فی احوال الرجال

شذرات الذھب

مراۃ الزمان

مناقب، ابن شہر آشوب

اعلام الوریٰ

دائرۃ المعارف الاسلامیہ

الفتوح، اعثم کوفی

سیرہ حلبیہ

تاریخ طبری

السنن الکبری، بیہقی

حلیتہ الاولیاء

تفسیر قمی

سنن ترمذی

المعارف

تفسیر در منثور

جمع الجوامع

تاریخ الخلفاء

انساب الاشراف

اسد الغابہ

الامامہ والسیاسہ

ریاض النظرہ

الدعاء والزیارہ

فہرست کتب

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

☆ نام کتاب	ہدیہ	☆ نام کتاب	ہدیہ
☆ تلاش حق	120	☆ آسان مسائل	60
☆ ذکر حسین	100	☆ تاریخ جنت البقیع	100
☆ برزخ چند قدم پر	120	☆ عمدۃ المجالس	100
☆ اسلامی معلومات	100	☆ حقوق زوجین	25
☆ محمد تا محمد	100	☆ ارشادات امیر المومنین	15
☆ محمد تا علی	100	☆ صدائے مظلوم	45
☆ سورج بادلوں کی اوٹ میں	100	☆ مراسم عروسی و معجزات بتول	30
☆ شہید اسلام	50	☆ اسلامی پہیلیاں	25
☆ قیام عاشورہ	50	☆ لڑکی سونا لڑکا چاندی	25
☆ قرآن اور اہل بیت	100	☆ فکر حسین اور ہم	10
☆ دینی معلومات	45	☆ پیام عاشورہ	30
☆ نوجوان پوچھتے ہیں کہ شادی کس سے کریں	25	☆ معصومین کی کہانیاں	25
☆ ظالم حاکم اور صحابی امام	10	☆ ارشادات مصطفےٰ و مرتضیٰ	30
☆ توضیح عزا	175	☆ آزادی مسلم	6
☆ تفسیر سورہ فاتحہ	100	☆ فقہ اہل بیت	45
☆ مشعل ہدایت	100		

علامہ حسن غدیری کے قلم سے

ذکر حسینؑ
کربلا، شہادت امام حسینؑ کے موضوع پر مشتمل مقالات کا مجموعہ

والدین کے حقوق
آیات و احادیث سے موضوع کا اثبات

صحیفۂ پنجتنؑ
اقوال زرین کا بے مثل عام مجموعہ

صحیفۂ پنجتنؑ
اردو سے پنجابی، محمد حسن غدیری کا معیاری ترجمہ شدہ مجموعہ

تفسیر سورہ فاتحہ
ترجمہ

جام غدیر
منقبت، سلام اور دیوان

زنجیر حیات
رباعیات، غزل، دوہڑے اور دیوان

حسینؑ میرا
منقبت، تیسرا دیوان

سورج بادلوں کی اوٹ میں
امام زمانہ مہدیؑ موعود

تحفہ الابرار
دعاؤں کا مشتمل مجموعہ

التجوید
علم تجوید پر مشتمل رسالہ

تعلیم احکام
فقہ جعفریہ کے مسائل کی جدید درسی

چراغ ادب
عربی قواعد کا آسان مجموعہ

زینبؑ زینبؑ ہے
[illegible] کے منظوم [illegible]

زندہ تحریریں
مختلف مقالات کا مجموعہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پڑھیے

پڑھیے

مکتب اہل بیتؑ
ترجمہ

الاربعین فی فضائل امیر المومنینؑ

حرف احساس

اسلامی دینیات کورس

آسان عربی قاعدے

نظام سیاسی اسلام
فارسی زبان میں موضوع پر اردو کی رسالہ (اس کا ترجمہ مولانا سید نصیر حسین نقوی نے کیا)

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

www.UmmulBaneen.com

www.UmmulBaneen.com